

TIGHT BINDING BOOK

**TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY**

The Meaning of Money.

by

H. WITHERS.

مفہوم زر

ترجمہ

مواوی رشید احمد، بی۔ اے۔

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188170

UNIVERSAL
LIBRARY

قیمت	روپیہ	آنہ
سکہ عثمانیہ	۴	۱۲
سکہ انگریزی	۲	۲

تصانیف علامہ محمد امجد علی صاحب

مفہوم زر

تصنیف

پیچ سی ہارٹلی و ڈرس صاحب

ترجمہ

مولوی رشید احمد صاحب بی۔ اے (علیگڑہ)

یف، آر، ای، ایس (لندن)

رکن شعبہ تالیف ترجمہ جامعہ عثمانیہ

۱۳۵۵ھ ۱۳۵۶ھ ۱۳۶۶ھ

طبع و اشاعت دارالکتاب اسلامیہ لاہور

یہ کتاب سٹر جان مہرے پبلشر (لندن) کی اجازت سے
جن کو حق اشاعت حاصل ہے۔ اُردو میں ترجمہ کر کے
طبع و شایع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

”مفہوم زر“

(۴)

پہلا باب

مقدمہ

از صفحہ ۱ تا صفحہ ۷

(۱) زر کے مختلف مفہوم۔ (۲) زر زمرہ کے مبادلات میں استعمال ہونے والا
نرد اور زر کے بازار کا ”زر“۔ (۳) موخر الذکر اصطلاح کے لحاظ سے زر کے معنی ”زر کا
قرضہ“ ہیں (۴) زر کا بازار وہ مقام ہے جہاں زر قرض لیا جاتا ہے (۵) زر کے بازار
کے کاروبار کی نوعیت۔

دوسرا باب

”زر مسلوک“

از صفحہ ۸ تا صفحہ ۱۸

(۱) سونا، چاندی اور کانسی (۲) سونا سب سے قوی اور قیمتی فلز ہے۔
اس کے وجہ۔ (۳) مبادلہ بالاشیا کا طریق پیشوں کا استعمال بطور آلہ مبادلہ،

اس کے نقائص خاص کر نظام زر کے فوائد کے مقابلے میں۔ (۴) سونے کی قدر کی اضافی ثبات پذیری۔ (۵) سونے کا قبول عام معاشی حیثیت سے تہذیب یافتہ ممالک میں۔ (۶) سادرن کا غائب ہونا۔ (۷) زر کا غنڈ کی پشت پناہی کے لیے سونے کی اب بھی ضرورت ہے۔ (۸) زر قانونی۔ (۹) جیاندی کا سک۔

تیسرا باب زر کا غنڈ

از نمبر ۱۹ تا صفحہ ۳۳

(۱) نوٹوں کے رواج سے طلا میں کفایت۔ (۲) نوٹوں کا اجرا بنکوں اور عوام کی باہمی قرضداری پر مبنی ہے۔ (۳) اس نظام کے غلط استعمال کے خراب نتائج۔ (۴) قانون کے ذریعے سے اس کی تنظیم۔ (۵) چکوں کی ایجاد و رواج سے قانون تنظیم کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔ (۶) چکوں کے فوائد و خطرات (۷) چک زر قانونی نہیں (۸) چک کی بدل پذیری اور سونے کی بنیاد کی ضرورت۔

چوتھا باب ہنڈی

از صفحہ ۳۴ تا صفحہ ۵۲

(۱) چک در اصل مبادلے کی ہنڈی ہے۔ (۲) ہنڈی اور چک کا فرق (۳) وقت ہنڈی کا اہم عنصر ہے۔ (۴) ہنڈی کی قدامت۔ (۵) ڈان کوئی زورٹ کی ہنڈی۔ (۶) قبولیت یا سکارنا۔ (۷) ہنڈی کھنڈے اور سکارنے کی مثال۔ (۸) اصلی پیداواری ہنڈی کی خوبیاں۔ (۹) تھینی ہنڈیاں۔ (۱۰) کوٹھی کی ہنڈیاں (۱۱) گھریو ہنڈیاں۔

پانچواں باب

زر کا کاروبار اور اس کی ایزاد

از صفحہ ۵۳ تا صفحہ ۸۰

- (۱) بینک قرض گیر کو قرضہ دیکر اس کو اپنے نام چیک لکھنے کا حق عطا کرتا ہے
- (۲) چٹھے کا ایک نمونہ۔ (۳) مدرواں اور مد امانت۔ (۴) امانتیں قرضوں اور بٹوں سے قائم ہوتی ہیں۔ (۵) اس کی ٹینیل پھیلے زمانے میں۔ (۶) شغل اصل کا اثر۔
- (۷) ایک مقامی بینک کی کہانی۔ (۸) بینک اور ان کے گاہک۔ (۹) نقد سرمایہ۔
- (۱۰) اریا تہائے متحدہ میں نقد سرمایہ کا تعین حکومت کی جانب سے۔ (۱۱) ۱۹۰۸ء میں امریکا کے بینکوں کے نظام کی شکست۔ (۱۲) سونے اور بینک کے اعتبار کا باہمی تعلق۔

چھٹا باب

دنیا کا زر کا بازار

از صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۹۳

- (۱) دنیا کا زر کا بازار۔ (۲) جنگ کے بعد سے مغرب کی مہمت دولت منتقل ہونے کی وجہ سے اس بازار میں بہت بڑی تبدیلی و توسیع عمل میں آئی۔
- (۳) ۱۹۰۸ء کی حالت، لندن کا موسومہ ”ڈرافٹ“ تجارت بین الاقوام میں زر نقد کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۴) موجودہ حالت۔ (۵) امریکا کا نیا نظام۔
- (۶) فرائض و فرائنکٹ۔ (۷) جرمنی کی حالت۔ (۸) بین الاقوامی بے باقی کا بینک۔
- (۹) لندن کی قوت اور مشکلات۔

ساتواں باب

چک بھنانے والے بنک

از صفحہ ۱۲۹ تا صفحہ ۱۳۸

- (۱) بنکوں کی مختلف قسمیں اور ان کی تعریف (۲) بنکوں کی نشوونما کا ابتدائی زمانہ۔ (۳) ان کے متعلق بعض لطائف اور قصے۔ (۴) مشترک سرمائے کا کاروبار۔ (۵) تشریح معلومات کے عمدہ نتائج۔ (۶) اس کی توسیع سنہ ۱۹۰۸ء میں ضروری تھی۔ (۷) اس کے بعد سے بنکوں کا استحکام۔ (۸) نانٹنی اعداد اور ماہواری تختے۔ (۹) بنک کا کاروبار شاخوں کے ذریعے سے۔ (۱۰) اس کے فوائد اور نقص۔ (۱۱) امریکا کا تجربہ چھوٹے واحد بنکوں میں۔ (۱۲) بنک شرح بنک کے ذریعے سے لندن میں عام طور سے زر کی قیمت، کا تعین کرتے ہیں۔ (۱۳) ان کا اثربٹے کی بازاری شرح پر۔ (۱۴) وہ صرفنے کے کاروبار کے لئے اعتبار فراہم کرتے ہیں۔ (۱۵) ان کے کاموں کی عظیم اہمیت (۱۶) بعض حالیہ اعتراضات۔ (۱۷) بنک کی کل کی ایک خرابی۔ (۱۸) منافع و نقصان کے اعداد۔ (۱۹) مدرواں۔

آٹھواں باب

ہنڈی دلال اور بٹہ گھر

از صفحہ ۱۳۹ تا صفحہ ۱۴۴

- (۱) ہنڈی دلال ابتداً فرد شدوں اور خریداروں کے درمیان محض درمیانی یا بچھو لیے کی حیثیت رکھتے تھے۔ (۲) بٹے کے بازار کی اصطلاحوں کی تشریح۔ (۳) دلالوں کی مشکلات، ان کے فوری اور مستقبل کے توقعات اور ان میں تغیرات کا امکان۔ (۴) سرکاری مالیات۔ (۵) تخمین۔ (۶) مطالبات خارجہ۔ (۷) بین الاقوامی سیاسیات۔

نواں باب

سکار گھر اور ممالک خارجہ کے بینک

از صفحہ ۱۴۵ تا صفحہ ۱۶۰

(۱) تاجروں کی جماعتوں سے سکار گھروں کا نشوونما۔ (۲) سکار گھر چیک بھنانے کے معنی میں بینک نہیں ہے۔ (۳) سکار گھروں کے کام کی اہمیت۔ (۴) ایک حد تک ان کا انحصار بینکوں پر ہے۔ (۵) خود بینک بھی بڑی حد تک ہینڈی سکار کرتے ہیں۔ (۶) نوا بادیات اور ممالک خارجہ کے بینک۔ (۷) تجارت خارجہ کو انگریزی اہل سے بڑی حد تک فروغ ہوا ہے۔ (۸) اس کا اثر انگریزی تجارت پر۔ (۹) قرضہ جات خارجہ اور لندن کا طلا۔

دسواں باب

مبادلات خارجہ

از صفحہ ۱۶۱ تا صفحہ ۱۸۳

(۱) مختلف مرکزدوں میں زر کی اضافی قدر کے تغیرات کے باعث مبادلے کی شرحوں میں تغیرات ہوتے ہیں۔ (۲) زر کی اضافی قدر کے تغیرات کا باعث توازن تجارت (اپنے وسیع ترین معنوں میں) اور مروجہ شرح سود ہے۔ (۳) لندن اور سڈنی کا مبادلہ۔ (۴) لندن اور پیرس کا مبادلہ۔ (۵) مبادلات خارجہ کی کل کے ذریعے سے بین الاقوامی قرض داری کی ادائیگی جاتی ہے۔ (۶) یہ قرض داری کس طرح رونما ہوتی ہے۔ (۷) فاضل مطالبات کی ادائیگی ترسیل زر سے اور کوٹھی کی ہینڈیونگی مدد سے کی جاتی ہے۔ (۸) تسکات کی خرید و فروخت کا اثر مبادلات پر۔ (۹) قرضے۔ (۱۰) اٹلی کا اپنے قرضوں کو واپس خرید لینا۔ (۱۱) شرح بیٹہ اور مبادلات

(۱۲) شرح بیٹہ کو منظم کرنے کی ضرورت -

گیارھواں باب

بنک آف انگلینڈ

از صفحہ ۸۴ تا صفحہ ۲۰۵

- (۱) قوم کے سرمایہ کا محافظ ہے۔ (۲) نوٹ جاری کرنے کا خاص حق رکھتا ہے
 (۳) بنکوں کا سامہو کار ہے (۴) شدید ضرورتوں کے وقت زر فراہم کرتا ہے اس لیے
 کہ قانون پسیل کا اثر چیکوں کے استعمال سے زائل ہو گیا ہے۔ (۵) سرمایہ طلبا کا
 محافظ ہے۔ (۶) اس کے سرپر بہت ہی اہم ذمہ داری ہے۔ (۷) ممالک خارجہ کا مسئلہ
 (۸) بیرونی مطالبات جو دیگر بنکوں کے دیئے ہوئے اعتبار کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔
 (۹) بنک آف انگلینڈ کے کاموں کا خلاصہ۔ (۱۰) اس کی تنظیم۔ (۱۱) مجلس ڈائریکٹراں
 (۱۲) دور حاضر میں انقلابی تبدیلیاں۔

بارھواں باب

شرح بنک اور بازاری شرح

از صفحہ ۲۰۶ تا صفحہ ۲۲۳

- (۱) شرح بنک کا مفہوم۔ (۲) سابق میں یہ معمولی اوقات میں بہت کم
 موثر تھی۔ (۳) شرح بنک اور بازاری شرح میں اب تعلق قائم ہو گیا ہے۔ (۴)
 بازاری شرح کی تنظیم کیوں ضروری ہے۔ (۵) بنک آف انگلینڈ کا اقتدار بازار پر۔
 (۶) خزانہ کی ہنڈیوں کا لین دین۔ (۷) پوشیدہ ہاتھ (مردے از غیب)۔ (۸) زیادہ
 قریبی گہر ذاتی تعلق۔ (۹) آندا و بازار کی پالیسی۔

تیسرے حوالے کا باب بنک کی فرد حساب

از صفحہ ۲۲۲ تا صفحہ ۲۲۶

- (۱) اس کی شکل کا نمونہ - (۲) ۱۹۰۸ء اور ۱۹۲۹ء کی حالت - (۳) صیغہ اجرا
(۴) اعتباری نوٹ کا اجرا - (۵) فلزی بنیاد، صیغہ اجرا میں چاندی - (۶) بنک کا
اصل - (۷) اندوختہ - (۸) سرکاری اور دوسری امانتیں - (۹) ساہوکار کے چھٹے
اب علاحدہ پیش کئے جاتے ہیں - (۱۰) ان کے علاوہ شائع کرنے کی ضرورت - (۱۱)
رقوم واجب الوصول اور اثاثے کی مد میں تبدیلی - (۱۲) معممہ اور اس کا صل - (۱۳)
سرکاری محفوظ -

چوتھے حوالے کا باب

محفوظ ذخیرہ طلا

از صفحہ ۲۲۷ تا صفحہ ۲۶۸

- (۱) مسئلے کی نوعیت میں تبدیلی - (۲) اندرون ترقیات - (۳) امریکا کا
عروج - (۴) اعتراض کی صدائیں - (۵) بیچ کا کارٹون - (۶) ہمیں کس چیز کی ضرورت
ہے - (۷) قیمتوں کے الٹ پھیر کا نتیجہ - (۸) ثبات پذیری مناسب ہے - (۹)
نظریہ مقدار زر - (۱۰) اس کی صداقت اور اس کے حدود -

پندرہواں باب

دیگر محفوظ سرمائے

از صفحہ ۲۶۹ تا صفحہ ۲۸۹

- (۱) طلا۔ کہ محفوظ ذخائر کے بارے میں اتحاد باہمی و تعال۔ (۲) اعتبار کی پالیسی کے متعلق تعال کی ضرورت۔ (۳) کیا اتحاد باہمی ممکن ہے۔ ۹۔ (۴) حالیہ واقعات حوصلہ فرسائیں۔ (۵) امریکا کا زبردست اثر۔ (۶) سونے کی مقدار بڑھانے کے متعلق یورپ کی دلچسپی۔ (۷) اس بارے میں اس کی قوت۔ (۸) تناسب کا مسئلہ۔

سولہواں باب

خلاصہ اور خاتمہ

از صفحہ ۲۶۰ تا صفحہ ۲۹۲

اشاریہ

از صفحہ ۱ تا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا باب

مفہوم

(۱) زر کے مختلف مفہوم (۲) روزمرہ کے مبادلات میں استعمال ہونے والا زر
 اور زر کے بازار کا ”زر“ (۳) موخر الذکر اصطلاح کے لحاظ سے زر کے معنی ”زر کا
 قرضہ“ ہیں۔ (۴) زر کا بازار وہ مقام ہے جہاں زر قرض لیا جاتا ہے۔
 (۵) زر کے بازار کے کاروبار کی نوعیت۔

زر کا مفہوم معاشی نظریے کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک میدھا
 کتاب کا موضوع واقعی اور عملی معاملہ ہے جو فی نفسہ بہت اہم ہے۔ مگر غیر دلچسپ
 ہونے کی وجہ سے لوگ اس کو بہت کم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس
 کتاب کا مقصد یہ ہے کہ مفہوم زر کا معاملہ حتی الوسع صاف اور سلیس پیرائے میں
 واضح کر دیا جائے اور ایسے پریشان کن امور جن کو محبت زر کی کتابوں میں دیکھتے ہی
 عام ناظرین گھبرا جاتے ہیں، جہاں تک ممکن ہو، اس میں کم درج ہوں۔ لہذا
 اس کتاب میں نہ تو خواہ مخواہ اعداد و شمار کی بھرمار ہوگی نہ زیادہ اشکال درج
 ہوں گے بلکہ حتی الوسع اعداد و اشکال سے کام کم ہی لیا جائے گا۔

زر کے مختلف مفہوم

جو لوگ زر کے معنی کا حقہ سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے وہ لفظ ”زر“ کو بہت پیچیدہ اور دشوار سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ایک لحاظ سے دیکھئے تو اس کا مفہوم بالکل صاف ہے اور اس میں غور و خوض کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ مثلاً پونڈ، شلنگ، پنس کو ہر شخص جانتا ہے کہ زر کے اقسام ہیں اور سکہ، نوٹ یا چاک کی صورت میں روزمرہ استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن زر کا ایک اور عام مفہوم بھی ہے اور یہ کسی قدر پیچیدہ ہے۔ اس سے زریا سکہ مطلب نہیں بلکہ ”قرض زر“ مطلب ہے۔

چنانچہ زر کا بازار“ یا ”زر کی قیمت“ وغیرہ اصطلاحیں اسی مفہوم کے اعتبار سے استعمال ہوتی ہیں۔ مگر جس شخص کے ذہن میں ان دونوں مفہوموں کا فرق واضح نہ ہو وہ ان اصطلاحوں کو بالکل نہیں سمجھ سکتا۔ کسی شخص سے پوچھیے کہ زر کا کیا مفہوم ہے؟ تو وہ خالی ہاتھ ہی جواب دے گا کہ ”میری جیب میں جو پونڈ موجود ہے اور جس سے میں اس کی قوت خرید کی حد تک جو چاہوں خرید سکتا ہوں، یہی زر ہے“ یہ ایک بالکل فطری جواب ہے اس لئے کہ بظاہر زر کے یہی معنی ہیں۔ لیکن اس مفہوم کو ذہن میں رکھ کر جب وہ شخص اخباروں اور رسالوں میں اس قسم کی عجیب وغریب اصطلاحیں اور فقرے پڑھتا ہے کہ ”زر نہایت اذراں ہے“ یا ”زر کے بازار میں انقباض ہے“ تو فطرۃً جبران و ششدر رہ جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کسی شے کی قیمت دو پونڈ یا پونڈ کے کسور ہیں جو اس کے معاوضے میں دئے جائیں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کوئی شخص اس کو اس کی جیب کے پونڈ کے معاوضے میں ایک پونڈ سے زیادہ ادا نہ کریگا اور اس بات کا بھی اس کو اطمینان ہے کہ ایک چالاک اور مکار شخص اسہائی ستانی کے باوجود بھی اس کو پونڈ قیمت پر فروخت کرنے کی ترغیب نہیں دے سکتا۔ لہذا وہ فخریہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ دو قیمت زر“ وغیرہ اصطلاحیں بالکل مہمل ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ جن مقدمات سے وہ ابتدا کرتا ہے ان کے لحاظ سے اس کا یہ استدلال بالکل صحیح ہے۔

اس کو غلط فہمی اس واقعے سے پیدا ہوتی ہے کہ، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے

زر کا لفظ اکثر بالکل مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ مفہوم ”قرض زر“ ہے؛ یا اگر ہم یوں کہیں کہ جب ”قیمت“ اور ”بازار“ وغیرہ اصطلاحیں زر کے متعلق استعمال ہوتی ہیں تو ان اصطلاحوں کا مفہوم وہ نہیں ہوتا جو کہ کسی معمولی شے کی بابت ان کو استعمال کرنے کی صورت میں ہوتا ہے تو معاملہ اور بھی زیادہ صاف ہو جائے گا۔ مثلاً ٹوٹی کی قیمت تو وہ پونڈ ہے جو آپ اس کی ملکیت حاصل کرنے کے لیے ادا کرتے ہیں مگر زر کی قیمت وہ پونڈ ہے یا اس کو یا جن کو آپ قرضے کے معاوضے میں یا زر کے عارضی استعمال کے عوض وقت معینہ پر ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا اون یا گہیوں کا بازار وہ مقام ہے جہاں آپ تاجروں سے اون یا گہیوں خرید سکتے ہیں اور اس کے برعکس بازار کا بازار وہ مقام ہے جہاں سے آپ زر بطور قرض لے سکتے ہیں۔

پس واضح ہوا کہ زر کے متعلق یہ کہنا کہ مثل دوسرے اشیاء کے اس کی بھی خرید و فروخت ممکن ہے صحیح نہیں ہے۔ اور یہی وہ مقولہ ہے جس کے سمجھنے میں اکثر طلبہ مدتوں سرگرداں رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ زر ایک شے ضرور ہے۔ لیکن دوسرے اشیاء کی طرح اس کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔ ورنہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ زر کے مبادلے میں زر ہی دیا جائے۔ گری یا خود اس کا اسی سے مبادلہ کیا جائے۔ کیونکہ خرید و فروخت سے یہی مراد ہے کہ اشیاء کا مبادلہ زر سے کیا جائے۔ برخلاف مبادلہ بالاشیاء کے کہ اس میں اشیاء کا مبادلہ اشیاء سے ہوتا ہے۔ البتہ زر کا لین دین صرف بطور قرض ممکن ہے۔ انہریہ ایک ایسا سیدھا منقول اور قابل فہم کاروبار ہے جس کے سمجھنے میں کند ذہن سے کند ذہن طالب علم کو بھی دشواری محسوس نہیں ہو سکتی۔ مدرسے کا کوئی چھوٹا سا طالب علم مثلاً جو نس بھی اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ میقات کے آخر میں جبکہ اس کا ہاتھ تنگ ہوتا ہے اگر وہ کسی سے پانچ شلنگ اس وعدے پر قرض لے کہ موسمی تعطیلات کے بعد جبکہ سب طالب علموں کی چیمپس والدین کی محبت کے مادی ثمرات سے خواہ چھبے ہوئے نوٹ ہوں یا کھنکھناتے ہوئے سکے بھری ہوں گی، وہ پانچ شلنگ ادا کر دے گا تو اس کو سہولت ہوگی۔ اگر مقامی اور دوسرے نفسیاتی اختلافات

سے قطع نظر کر لو تو یہ چھوٹا سا لین دین اس کاروبار کی ایک نہایت ہی عمدہ مثال ہے جو لمبا رٹا سٹریٹ میں اور دنیا کے دوسرے بڑے بڑے بازاروں میں روزمرہ ہوتا ہے۔

اس طرح زر کے بازار سے ایسا مقام مراد ہے جہاں کسی خاص تاریخ بازار زر تک رقم واپس یا ادا کرنے کے وعدے پر زر کا زر سے مبادلہ کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ قرض گیر یعنی روپیہ کے حاجتمند کے لیے بظاہر یہ ضروری ہے کہ وہ رقم حاصل کرنے کی غرض سے قرض دہندے کو بطور ترغیب و تحریص کچھ زائد رقم پیش کرنے کا وعدہ کرے اس لیے ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ قرض گیر جو رقم مدت معینہ کے بعد ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے وہ قرض دہندے کی دی ہوئی رقم سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان دونوں رقم یا اعداد کا فرق ہی سود کی شرح ہوتا ہے جس کو اکثر مبہم اور پیچیدہ طریقے سے زر کی قیمت کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے، سود کی شرح بحساب فی صد لگائی جاتی ہے۔ یعنی ہر سو پونڈ پر کچھ زائد رقم بطور سود لی جاتی ہے۔ مثلاً اگر آپ اپنے ساہوکار سے ۱۰۰ پونڈ ایک سال کے بعد واپس کرنے کے وعدے پر بطور قرض حاصل کرنا چاہیں اور وہ آپ سے ۳ فی صدی یا ہر ۱۰۰ پونڈ کے قرضے پر ۳ پونڈ سود وصول کرے تو ساہوکار آپ کو یہ حق عطا کرے گا کہ آپ بذریعہ تحریک یا تو یہ رقم یکمشت وصول کر لیں یا بے اقساط نوٹوں یا سکوں کی شکل میں وصول کرتے رہیں تا آنکہ پوری رقم آپ کو وصول ہو جائے ہر حال ایک سال کے بعد آپ کے ذمہ اس کے کل ۱۰۳ پونڈ واجب الادا ہوں گے۔ لیکن یہ معاملہ جس کو ہم نے نہایت سیدھے سادے طریقے پر بیان کیا۔ عملاً بالعموم کسی قدر پیچیدہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ سود عام طور سے سہ ماہی یا شش ماہی پر ادا کرتا ہوتا ہے۔ طویل المدت قرضوں یا غیر معین مدت کے قرضوں میں پیچیدگی اور بھی بڑھ جاتی ہے لیکن ہر صورت یہ واقعہ ہے کہ زر کے بازار کا اصلی کاروبار یہی ہے کہ زمانہ موجودہ میں زر بطور قرض دیا جاتا ہے اور آئندہ وقت معینہ پر یا سالانہ یا ششماہی اقساط کے ذریعے وہ رقم کسی قدر اضافے کے ساتھ واپس کرنے کا وعدہ ہو جاتا ہے۔

وقت اور | اجمال بازار زر کے سب سے معمولی اور بدیہ کاروں میں بھی وقت
 فاصلے کا عنصر کا عنصر ہی سب سے ممتاز نظر آتا ہے۔ بس جن اشخاص کی
 سمجھ میں نہیں آتا کہ بازار زر کی موجودگی کس طرح ممکن ہے
 ان کی دشواری بھی وقت کی صراحت سے رفع ہو جاتی ہے۔ ورنہ زر کا زر سے
 اہل بدل کرنا ایک مہل سا فعل معلوم ہوتا ہے۔ البتہ موجودہ زمانے میں زر کو
 حاصل کرنا بازار کے مبادلے پر رضامند ہونا اس وعدے پر کہ مدت معینہ کے بعد
 اس سے زائد زر ادا کیا جائے گا۔ ایک ایسے قرض گیر کے لیے جو بطور قرض حاصل کردہ
 رقم کو کسی زیادہ منفعت بخش کاروبار میں لگانے اور اس طرح ادا شدنی سود کی
 نسبت زیادہ منافع حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہو، بنظاہر معقول حد تک سہولتیں
 پیدا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں فاصلہ دوسرا عنصر ہے جس سے بازار کے بقیہ کاروبار
 کی توجیہ کی جاسکتی ہے۔ بازار میں روپیہ کا لین دین محض وقت معینہ کے بعد
 ادا کرنے کے وعدہ پر نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ زر ایک مقام پر وصول
 کیا جاتا ہے اور دوسرے کسی مقام پر ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انہی سے دو توجیہ
 اور دشوار نظام پیدا ہوتا ہے جس کو عام طور سے ”مبادلہ“ کہا جاتا ہے۔
 لیکن اگر اس نظام کو سیدھے اور سہل طریقے سے بیان کیا جائے اور دماغ کو
 پریشان کرنے والے اصطلاحات کے استعمال سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے تو
 اس کے مسائل بھی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اگر آپ دل میں لمحہ بھر
 غور کریں کہ جب آپ ایک پوسٹل آرڈر خریدتے ہیں تو آپ دراصل مبادلے کا
 ایک کاروبار انجام دیتے ہیں تو مبادلے کا اساسی واقعہ بخوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔
 فرض کیجئے کہ آپ پہلے جس شہر میں رہتے تھے وہاں سے آپ کا ایک قدیم دوکاندار
 خط بھیج کر پانچ شننگ کا جو آپ کے ذمے اس کے واجب الادا رہ گئے تھے
 آپ سے مطالبہ کرتا ہے۔ اب آپ کے پاس ۵ شننگ ادا کرنے کے لیے موجود
 ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس رقم کو لندن سے برسٹل کو کس طرح روانہ
 کیا جائے۔ ایک طریقہ آپ یہ اختیار کر سکتے ہیں کہ ۲ نصف کراون لفٹے میں بند
 کر کے بذریعہ رجسٹری روانہ کریں اس میں ساڑھے چار پنس کل خرچ عائد ہوگا۔ اگر اس سے

زیادہ کفایت و سہولت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی شخص کو جس کا کچھ فاضل روپیہ برٹل میں ہو کچھ معاوضے کی ترغیب دے کر آپ اپنا قرض وہیں دیدینے پر آمادہ کر لیں ایسا کوئی شخص ڈاکخانہ کی شکل میں موجود مل سکتا ہے اور اس کام کو وہی بہتر طریقے پر انجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ آپ مقامی ڈاک خانے سے پانچ شلنگ کا ایک آرڈر خرید سکتے ہیں اور سلطنت متحدہ کے کسی ڈاک خانے میں بھی اس کو روانہ کر سکتے ہیں۔ اور اس کا خراج کل ڈیڑھ پنس ہوگا۔ پس آپ اس آرڈر کو خرید کر ایک پنس کے اسٹامپ کے لفافے میں بند کر کے جس سے آپ پر کل خراج تین پنس عائد ہوگا برٹل روانہ کر دیجے۔ یہ لفافہ دوکاندار کے پاس پہنچتے ہی وہ مفوضہ آرڈر کو ڈاک خانے لے جائے گا اور وہیں سے نقد رقم وصول کر لے گا۔ اس طرح آپ نے ایک مبادلہ کا کاروبار انجام دیا۔ جس کو اصطلاحی زبان میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے برٹل کے نام کا ایک رقعہ یا ڈرافٹ خریدا اور اس کو اپنے قرض دہندے یا دوکاندار کے ہاں روانہ کر دیا اور یہ کہ وہاں کے ڈاکخانے پر اس ڈرافٹ کے پیش ہونے پر مرسل البیہ کو رقم وصول ہوگئی۔

اس طرح زر کے کاروبار کو تین بڑی قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے :-

(۱) وہ کاروبار جس میں زر کا مبادلہ کسی قسم کی شے یا خدمت سے کیا جائے۔

چنانچہ معمولی خرید و فروخت کا عمل اسی طرح انجام پاتا ہے۔

(۲) وہ کاروبار جس میں نقد زر بطور قرض مدت معینہ پر ادا کرنے کے

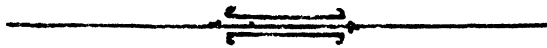
وعدے پر دیا جائے۔ اس میں تمام قسم کے قرضوں کا لین دین یا اعتباری کاروبار شامل ہے۔ خواہ وہ ۶۰ دن کی سیمادری ہنڈی پر بٹہ کاٹنے کی شکل میں ہو یا برطانوی حکومت کا قرضہ جنگ ہو۔

(۳) وہ کاروبار جس میں ایک مقام کے زر کا کسی دوسرے مقام کے

زر سے مبادلہ کیا جائے۔ یہی اصلی یا ٹھیکٹ مبادلہ کا کاروبار ہے جس کو ہم نے پوسٹل آرڈر کی خریداری کی موٹی مثال دے کر اوپر بیان کیا۔ لیکن اس قسم کا مبادلہ زر کے کاروبار میں سب سے زیادہ پیچیدہ قسم کا کاروبار ہے۔ چنانچہ انگلستان کے سادرن کوبرشا لگھائی کے نقد دی سلگ

یعنی طرہ سے مبادلہ کرنا یا جنوبی امریکا کے کسی جمہور کے جاری کردہ غیر بدل پذیر زر کا غنڈی سے مبادلہ سب اسی کی ذیل میں آتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ ان تینوں قسموں کے کاروبار میں ایک عامل ہمیشہ مشترک ہے۔ اور وہ عامل زر نقد ہے۔ معمولی خرید و فروخت کے عمل میں زر نقد کا مبادلہ ایشیا یا قدامت سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب آپ کسی دکان سے دتائے خریدتے ہیں یا اپنے دنداں ساز کے مطالبے کو پورا کرتے یا اپنے وکیل کا محنتانہ ادا کرنے کے لیے بادل ناخواستہ چیک لکھتے ہیں تو آپ کو نقد زر ادا کرنا پڑتا ہے۔ قرضے کے کاروبار میں کسی قسم کی ضمانت پیش کر کے یا اقرار نامہ تحریر کر کے نقد زر کا مبادلہ کیا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا مبادلے کے کاروبار میں نقد زر کا ڈرافٹ سے مبادلہ کیا جاتا ہے جس سے کسی دوسرے مقام پر زر نقد وصول کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر ان کاروباروں کی مزید تشریح کرنے سے قبل یہ ضروری ہو گا کہ زر نقد جو مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے ان کو یہاں بیان کر دیا جائے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ تین صورتوں میں رقم کی ادائیگی ہو سکتی ہے یعنی (۱) سکے یا (۲) بینک آف انگیلینڈ کے نوٹوں کی شکل میں یا غالباً (۳) چیک کی صورت میں۔ اور ادائیگی کی یہ مختلف شکلیں جن مدارج کو طے کر کے اس آخری اور موجودہ حالت بدینہی ہیں وہ ایک افسانہ کہن ہے۔ لیکن سہولت تفہیم اور جامعیت کی خاطر ان کی مختصر توضیح کروینا ضروری ہے۔



دوسرا باب

زر مسکوک

- (۱) سونا، چاندی اور کانسی (۲) سونا سب سے قوی اور قیمتی فلز ہے۔
 اس کے وجوہ (۳) مبادلہ بالاشیاء کا طریق۔ مویشیوں کا استعمال بطور
 آڑ مبادلہ اس کے نقائص خاص کر نظام زر کے فوائد کے مقابلے میں۔
 (۴) سونے کی قدر کی اضافی ثبات پذیری۔ (۵) سونے کا قبول عام
 معاشی حیثیت سے تہذیب یافتہ ممالک میں (۶) ساورن کا غائب ہونا
 (۷) زر کا غذ کی پشت پناہی کے لیے سونے کی اب بھی ضرورت ہے۔
 (۸) زر قانونی۔ (۹) چاندی کا سکہ۔

جب یہ کتاب پہلی دفعہ لکھی گئی تھی تو اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ زر نقد
 کی شکلوں میں سب سے بدیہی یا ظاہر شکل فلزی زر یا سکے کی ہے۔ جس کو ہم
 روزمرہ اپنی جیبوں میں لیے پھرتے ہیں۔ سکے مختلف دھاتوں مثلاً سونا، چاندی
 اور برنج یا کانسی کے گول ٹکڑوں یا قرص کی شکلوں میں ڈھالے جاتے ہیں یا بے
 بادشاہ وقت کا نام اور تصویر بنائی جاتی ہے اور ان کے کنارے ارد گرد باریک
 اور یکساں خط اس غایت سے ابھار دئے جاتے ہیں کہ ان کا کچھ حصہ کھرچا یا تراشا
 نہ جاسکے۔ یہ معلوم ہوگا کہ یہ احتیاط ادنیٰ سکوں مثلاً پنس کی صورت میں نہیں
 برتی جاتی۔ جہاں تک بنی نوع انسان سے اشیاء یا خدمات حاصل کرنے کا تعلق
 ہے وہاں تک ان فلزات میں سب سے زیادہ قوی فلز سونا ہے۔“

اس کے بعد ایک جنگ عظیم ہوئی، اور خوبصورت سونے کے سکے جن پر ہمیں بڑا فخر و ناز تھا روزمرہ کے رواج میں نہیں رہے۔ ان سکوں کی بجائے اب ہم بنک آف انگلینڈ کے ایک پونڈ اور دس شلنگ کے نوٹ لیے پھرتے ہیں جو ۱۹۱۴ء کے اختتام پر جاری کئے گئے تھے۔ اس سے قبل تک بنک آف انگلینڈ کے سب سے کم رقم کے نوٹ پانچ پونڈ کے تھے۔ اور ان نوٹوں کو دیگر بنک اپنے نقد ذخیروں میں رکھتے تھے۔ چنانچہ رواج میں وہ بہت کم دکھائی دیتے تھے۔ جو گھوڑ دوڑ کے میدانوں اور دوسرے مقامات کے جن کو مشتبہ ساکھ کے اشخاص بہت آباد کرتے ہیں۔ ایک پونڈ اور دس شلنگ کے نوٹ اس لیے جاری کئے گئے کہ زمانہ قبل از جنگ کے طلائی سکوں اور حکومت انگلستان کے ان نوٹوں کی پابجائی کی جائے جو ۱۹۱۴ء میں جاری کئے گئے تھے۔

گو ہم اپنی میبوں میں طلائی سکے نہیں لیے پھرتے لیکن جیسا کہ آگے بیان ہوگا جن نوٹوں نے ان کی جگہ لی ہے وہ بعض شرائط پر عرضاً اطلب سونے سے متبادل مبادلہ ہیں۔ اور اس واقعے کی بنا پر جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا انگلستان اور دیگر معاشی حیثیت سے ترقی یافتہ ممالک میں سونا اب بھی قرضے اور اعتبار کی بنیاد کا جزو بنا ہوا ہے۔ اگر ہم ان اسباب پر نظر ڈالیں جن کی بنا پر سونے کی حیثیت میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ اور انگلستان کے زر کاغذ کو سونے کے سکوں سے قابل مبادلہ رکھنے کا انتظام ضروری ہے تو ہمیں یہ سمجھنے میں سہولت ہوگی کہ سونا ہماری کیا خدمت انجام دیتا ہے۔

خرید و فروخت کا عمل مبادلہ بالا اشیا کے طریق سے اس لحاظ سے ممتاز و مختلف ہے کہ موخر الذکر صورت میں اشیا کو خود اشیا سے اول بدل کیا جاتا ہے اول الذکر صورت میں اشیا کا مبادلہ زر سے کیا جاتا ہے۔ اشیا تو اشیا سے اول بدل کرنے کے طریق میں جو دشواریاں ہیں وہ ایک لمحہ بھر غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ چنانچہ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ جب تک اس طریق کا رواج رہا اس وقت تک تجارتی ترقی تقریباً ناممکن تھی بحاشیات کی درسی کتابوں میں ایسی مثالیں بکثرت درج ملتی ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ

ایک شخص جو ٹوپی بنا تا ہے بھوک کی احتیاج رفع کرنے کے غرض سے قصاب سے گوشت کا مبادلہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر چونکہ اس وقت قصاب کو ٹوپی کی بجائے جوتے کی احتیاج ہے اس لیے اس کو قصاب سے پیشتر موچی سے لین دین کر لینا ضروری ہے۔ اگر اس کی خوش نصیبی سے موچی کو اس کی ٹوپی کی ضرورت ہوئی تو کہیں ٹوپی والا اس قابل ہوگا کہ موچی کا جوتا قصاب کے حوالے کر کے مبادلے میں گوشت حاصل کرے۔ اور اگر سوء اتفاق سے اس مدت میں قصاب کی ضرورت بھی پوری ہو چکی ہو تو بیچارہ ٹوپی والا پھر کہیں کا نہ رہا۔ وغیرہ۔ پس ظاہر ہے کہ مدتیں گزر جانے کے بعد یہ نوبت آئی ہوگی کہ کسی قوم نے اس پر اتفاق کیا ہوگا کہ کوئی ایک شے معیاری قرار دی جائے جس کو ہر شخص ہمیشہ دوسرے اشیاء کے مبادلے میں قبول کر سکے اور اس طرح اصلدار کو جو اس معیاری شے کے ذخیرے کا مالک ہو یہ اطمینان حاصل ہوا ہوگا کہ وہ اپنے ذخیرے کو دوسروں کے تیار کردہ اشیاء سے مبادلہ کرنے میں حسب ضرورت و موقع استعمال کر سکے گا۔ علیٰ ہذا یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شے سیار مقرر کی گئی ہوگی وہ چند ممتاز صفات سے لازمی طور سے متصف ہوگی اور انہیں کے منجملہ خاص صفات یہ ہوں گی کہ (۱) وہ دیر پا ہو (۲) ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں بآسانی منتقل ہو سکے (۳) اور بڑی حد تک یکسانی دیکھنی رکھتی ہو یعنی اس کے مختلف اجزاء کی جسامت اور شکل میں کوئی بڑا فرق موجود نہ ہو۔ چنانچہ تورت کے قصوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن قدیم قوموں کا ان میں ذکر ہے ان کے زمانے میں انسان کی دولت کا اندازہ بھیڑوں اور مویشیوں کے گلوں اور مختلف وضع کے لباس سے کیا جاتا تھا۔ اسی طرح ہومر کی نظموں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مویشی معیار یا ذریعہ مبادلہ تھے، چنانچہ اعلیٰ درجے کے اسلحہ کی خرید و فروخت مویشیوں ہی کی تعداد کے حوالے سے عمل میں آتی تھی۔ زمانہ قدیم میں دوسرے متعدد اشیاء بھی بطور معیاریت یا آلہ مبادلہ استعمال ہوتے تھے مثلاً چرم، ہبسی، کوٹریاں، گولیاں، تمبکو اور کیلیس۔ لیکن حیوانوں کا بطور آلہ مبادلہ رواج ماہران علم صریحاً کی رہبہری کسی زمانے میں اس خیال کی جانب کرنے کے لیے کافی تھا کہ لاطینی لفظ ”پیکس“ (pecus) بمعنی ”حیوان“

ہی سے لفظ ”میکونیا“ (pecunia) بمعنی ”زر“ بنا لیا گیا تھا چنانچہ انگریزی زبان میں اسی کے مشتقات (pecuniary) اور (Impecunious) استعمال ہوتے ہیں“ یہ توجیہ موجودہ زمانے میں متروک قرار پا چکی ہے چنانچہ علمائے لسانیات نے فیصلہ کر دیا ہے کہ میکونیا (pecunia) کے معنی وہی ہیں جو انگریزی لفظ ”فی“ (fee) کے ہیں۔ مگر قدیم تحقیق اس لحاظ سے قابل یادگار ہے کہ اسی کی بنیاد پر کارلائل جیسے اعجاز نگار کے قلم سے ایک سحر آفریں بلکہ الہامی عبارت نکلی جو اس کی کتابت میں درج ہے چنانچہ ہر موفیلس ڈراک کی زبان سے وہ گویا ہے کہ :- ”..... قدیم زمانے کا چرواہا اپنے بیمار اور سست میل کو اپنے ساتھ جنگل جنگل لیے پھرنے کے ناقابل سمجھ کر اور غلے یا تیل کے عوض اس کو ادل بدل کرنے سے قبل کھال کے ایک ٹکڑے پر محض میل (Pecus) کی تصویر کھینچتا تھا، اس ٹکڑے کو اپنی جیب میں ڈال لیا کرتا تھا اور اسی کو میکونیا (pecunia) یا زر کہتا تھا۔ اس طرح رفتہ رفتہ اشیاء کے ادل بدل کا طریق خرید و فروخت کے عمل سے مبدل ہو گیا۔ چمڑے کا سکہ باقی نہیں رہا۔ اس کی بجائے سونے کا سکہ اور کاغذی زر رائج ہے۔ حتیٰ کہ اس ایجاد کے سامنے تمام گزشتہ ایجادیں جو اس وقت بمنزلہ اعجاز خیال کی جاتی تھیں اب محض بازیچہ اطفال معلوم ہوتی ہیں۔ آج کل ہر طرف عظیم الشان بینک قائم ہیں اور اعتباری کاروبار میں گہ ناگوں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ کہ اگر کسی کی جیب میں چھ پنس موجود ہوں تو وہ (چھ پنس کی حد تک) دوسرے انسانوں پر حکومت کر سکتا ہے، یعنی اپنا کھانا پکانے کے لیے باورچی رکھ سکتا ہے تحصیل علم کے لیے جید عالموں اور حکما کو ملازم رکھ سکتا ہے بلکہ بادشاہوں کو بھی اپنا نقیب و چوہدار بنا سکتا ہے لیکن صرف چھ پنس کی حد تک“

اس میں کلام نہیں کہ کسی زمانے میں میل بطور معیار و قدر استعمال ہوتا تھا

اگرچہ یہ امر کہ کھال کے ٹکڑے پر اس کی شکل بنا کر اس کو بطور زر چملا یا جاتا تھا کسی قدر مشتبہ سا ہے۔ اس لیے کہ کار لائل کا مفروضہ یہ چاہتا ہے کہ اس قسم کا سکہ جاری کرنے سے قبل ایک اصلی درجے کا اعتباری نظام قائم ہوتا کہ چرواہوں کا جاری کردہ زر علامتی معاشی حیثیت سے ترقی یافتہ باشندوں کے نزدیک ایک قابل اعتماد اور قابل قبول ذریعہ مبادلہ ہو سکے۔ لیکن بہر صورت بیل کا استعمال بطور زر بالکل ناموزوں ثابت ہوا جو ایک لازمی امر تھا۔ اس کے متعدد وجوہ تھے: (۱) وہ شے دیر پانہ تھی، مردود وقت کے ساتھ زوال پذیر تھی اور کچھ مدت کے بعد بالکل ضائع ہو جاتی تھی۔ (۲) اس کی نقل پذیری یہ آسانی ممکن نہ تھی جیسا کہ کار لائل کے چرواہے نے محسوس کیا۔ (۳) ان میں یکسانی اور یک جہنی نہ پائی جاتی تھی یعنی ایک بیل اور دوسرے بیل میں ان کی جسامت، قدر و قیمت اور دوسرے امور کے لحاظ سے اس قدر وسیع فرق ہوتا ہے کہ مویشیوں کے بطور آلہ مبادلہ استعمال ہونے کی صورت میں لازمی طور سے اس کا قوی اندیشہ تھا کہ صورت حال اس عام معاشی قانون کے تابع ہو جس کو قانون گریٹسم کہا جاتا ہے اور جس کے تحت، جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے، خراب زر عمدہ زر کو رواج سے ہٹا دیتا ہے۔

ان امور کو کسی قدر شرح و تفصیل کے ساتھ اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے لحاظ سے بیل سونے یا سونے کے سکے کی بالکل ضد ہے۔ اور تجربے سے بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ بیل سے جو کام نہیں کھل سکتے اس کو سونا انجام دے سکتا ہے۔ پس سادرن کے رواج سے جو سہولتیں پیدا ہوتی ہیں وہ طلبہ کے ذہن نشین ہو چکی ہوں گی۔ سادرن میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو بیل میں نہیں ہیں یعنی سادرن دیر پا اور ایک حد تک لازوال شے تھا اس کو ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں

12

شے، یعنی مقابلہ زیادہ دیر پا تھا۔ یہ تو نہیں ہے کہ استعمال سے وہ بالکل فرسودہ نہیں ہوتا اور بالکل لازوال ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم وی لانے نے اپنی کتاب "The World's Gold" نامی میں اندازہ قائم کیا ہے سونے کا سکہ آٹھ ہزار سال تک قائم رہ سکتا ہے۔

یا ایک مقام سے دوسرے مقام پر یہ آسانی منقل کیا جاسکتا تھا اور اس کو قبول عام حاصل تھا خواہ اس کو اس حالت میں استعمال کیا جائے یا پگھلا کر غیر مسکوکہ حالت میں استعمال کیا جائے۔ محسالم سے ڈھل کر نکلنے کے بعد سب سادرن یکساں ہوتے تھے۔ نہ تو ان میں کوئی چھوٹا بڑا ہوتا تھا اور نہ کسی کے وزن میں بال برابر فرق ہوتا تھا۔ یہی سادرن دنیا کے سب سے بڑے تجارتی ملک یعنی انگلستان میں ایک مدت دراز سے رائج ہے اور اس کی وجہ سے اس کو ایسی حیثیت حاصل ہو گئی ہے جو قدیم زمانے میں عدیم المثال اور اس صدی کے ابتدائی حصے میں عدیم النظیر ہے۔ سب سادرن یکساں ہوتے تھے۔ لیکن اگر ان میں آپس میں کوئی فرق پیدا ہوتا بھی تھا تو وہ وقت کی وجہ سے پیدا ہوتا تھا۔ یعنی ایک سکے کو ڈھل کر مدت ہو چکی ہو تو یہ فرسودہ سکے بمقا بازنئے سکے کے وزن میں کمی قدر کم ہو سکتا تھا۔ مگر بحیثیت زر نقد سادرن کے وزن کے سوال کو عوام نے عملاً اہمیت نہیں دی۔ بخلاف اس کے یہ سوال صرف غیر مسکوکہ فلز کے تاجروں کے ہمیشہ پیش نظر رہتا تھا کیونکہ وہ ان کو پگھلا کر ان کی سلاخیں بناتے اور فروخت کرتے تھے۔ سکے اس قدر احتیاط کے ساتھ ڈھالے اور رائج کئے جاتے تھے کہ خوردہ خرید و فروخت یا مبادلات داخلہ کے اغراض کے لیے سب سادرن یکساں اور مساوی ہوا کرتے تھے، اور ان میں رفق برابر فرق نہیں تھا۔ اگر کسی چیز کا خیال رکھا جاتا تھا تو وہ صرف یہ تھا کہ سادرن اصلی ہو جلی نہ ہو، سرکاری محسالم کا ڈھلا ہوا ہو اور اس پر سرکاری مہر یا ضروری نشانات ابھرے ہوئے ہوں۔ سادرن کی ایک جنسی جس طریقے سے قائم رکھی جاتی تھی اس کو ہم ایک سہل اور بالکل آسان کام سمجھنے کے خوگر ہو گئے تھے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ذمہ دار حکام متعلقہ کو اس کی نگرانی بڑی محنت اٹھا کر اور دشواریاں برداشت کر کے کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ قرون وسطیٰ میں نہ صرف انگلستان بلکہ دوسرے ممالک میں بھی سکے کی غیر منظم حالت کی وجہ سے آئے دن داد و ستد میں طرح طرح کے جعل و فریب ہوا کرتے تھے، اور لوگوں کو نقصانات عظیم اور سخت دشمنی برداشت کرنی پڑتی تھیں۔

18 اس قدیم زمانے میں اگر بادشاہ اپنے جاری کردہ سکے میں آمیزش نہ کرتے

اور اصلی دھات کی مقدار کم کئے بغیر ملک میں سکھ جلاتے تو سیدھی سادی رعایا ایسے بادشاہوں کو روشن خیال اور بے لوث مصلح خیال کرتی تھی۔ بخلاف اس کے اگر بادشاہ، خواہ وہ کتنا ہی نیک نیت اور نیک دل ہو، سکھ سازی منظم طریقے پر کرتا تو سکھ کھرچ لیے جاتے اور ان کا کچھ حصہ تراش لیا جاتا تھا۔ اس طرح اس میں تاجروں کو چھکے پیچھے کرنے کا اچھا خاصا موقع مل جاتا تھا۔ چنانچہ یہی مدتوں ہوتا رہا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ سر تانس گریٹسم کو جو ملکہ ایلزبتھ کے مشہور مشیر بالیات تھے اس کا پتہ لگ گیا اور انھوں نے اس قسم کے عمل کے سخت نقصان دہ ہونے کا اعلان کیا اور اسی سلسلے میں اپنا دریافت کر کے مشہور معاشی قانون بھی بیان کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر دو سکے راج ہوں اور ان میں سے ایک عمدہ اور دوسرا ناقص ہو تو عمدہ سکھ بوجہ اپنی خوبیوں کے لوگوں کے اندر سختوں میں جاگزیں ہو جاتا ہے اور ناقص سکھ رواج پاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک مدت کے بعد صرف ناقص و ذر سودہ سکے ہی ملک میں راج رہ جائیں گے اور پورے وزن کے عمدہ اور چمکیلے سکے یا تو بخیلوں اور تاجران فلز کی تحریروں میں بند رہیں گے یا لوگ ان کو گچھلا کر زیورات وغیرہ کا کام لیں گے۔ اس قانون کے عمل درآمد کے مقابلے میں اپنے کو محفوظ رکھنے کے لیے ہمارے آباد اجداد بعض اوقات کوئی اور کانٹا اور ایک گئی اور آدھ گئی کے وزن کے باٹ چھوٹے بکسوں میں رکھ کر ہر وقت اپنے ساتھ لئے پھرتے تھے۔

جہاں تک سونے کا تعلق ہے، یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ سونے کے عظیم فوائد اور سہولتوں کے منجملہ جن کی بنا پر وہ سب سے اہم ذریعہ مبادلہ اور اعتبار کی بنیاد بنا ہوا ہے ایک یہ ہے کہ وہ ثابت القدر ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ایک دھوکہ ہے کہ سونے کی قدر و قیمت ثابت و قائم ہے اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ سونے کی قیمت بظاہر قانون نے مقرر کر دی تھی اور اسکی رو سے بحال مجبور تھی کہ اس کے پاس جو سونا بغرض تسکین پیش ہو اس کو وہ ۳ یونڈ ۱۶ اشلنگ ۱۰ اہنس فی اونس کی شرح سے سکوں کی صورت میں ڈھال کر واپس کرے۔ لیکن اس واقعے کو دوسرے الفاظ میں صرف اس طریقے سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

کہ ایک سلوک سادرن اس قدر یا اتنے وزن کے سونے کے مساوی یا معادل تھا۔ مگر چونکہ ہم لوگ ہرشے کی قیمت کی پیمائش سادرن کے حوالے سے کرنے کے خوگر ہو گئے تھے لہذا یہ مفروضہ قائم کرنے کی جانب ہماری رہبری جوتی تھی کہ چونکہ ایک مقررہ وزن کے سونے سے ہمیشہ سادرن کی ایک مقررہ تعداد ڈھالی جاسکتی تھی لہذا یہ ضروری تھا کہ اس کی قیمت بھی غیر تبدیل پذیر ہو۔ برخلاف اس کے اگر ہم اس واقعے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ کسی شے کی قدر وہ دوسری شے ہوتی ہے جو اس کے مبادلے میں حاصل ہو تو یہ امر بخوبی سمجھ میں آجائے گا کہ سادرن یا سونا جس کے سادرن ڈھالے جاتے تھے ثابت القدر نہیں تھا۔ اگر گہوں کی قیمت ۲۵ شلنگ فی کواریٹر ہو تو اس سادرن کی قوت خرید جو گرنی کے مالک کی جیب میں آئندہ گہوں خریدنے کے خیال سے رکھا ہوا ہے اسی سادرن کی اس وقت کی قدر سے مختلف ہوگی جبکہ گہوں کا نرخ ۲۵ شلنگ فی کواریٹر ہو جائے۔ یہ سچ ہے کہ جس طرح کسی دوسری شے کی قدر و قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی اسی طرح سونے کی قدر و قیمت کا بھی مستقل طور سے تعین نہیں کیا جاسکتا لیکن سونے میں دو خصوصیات ایسے ہیں یعنی ایک تو اس کا نسبتاً غیر زوال پذیر ہونا اور دوسرے مختلف شکلوں میں اس کی کثیر مقدار کی موجودگی اجتناب کی وجہ سے سونے کی قدر و قیمت موجود الوقت پیداوار کی مقدار پر بمقابلہ دوسرے اشیا کے بہت کم منحصر ہوتی ہے۔ گہوں کی ہر سال کاشت ہوتی ہے اور جب واہ بازار میں جا کر بکتا ہے اور براہ راست صرف میں آتا ہے تو وہ اصلی صورت میں باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ اس کی قیمت کا مدار موجودہ فصل کے توقعات اور گزشتہ فصلوں کی بیجی ہوئی رسید پر ہوتا ہے۔ اس کے بالکل برعکس سونے کی حالت ہے۔ یہ کانوں سے اس لیے برآمد کیا جاتا ہے کہ برتنوں، زیورات، مسکوں اور اینٹوں کی شکل میں رکھا جائے۔ وہ گہوں کی طرح استعمال سے ناپید نہیں ہو جاتا۔ اسی لیے اگر اس کی مقدار میں معمول سے ٹھوڑی سی بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اضافہ ہو تو بظاہر اس کی قیمت زیادہ متاثر نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جس شکل میں بھی

موجود ہو اس کو ہمیشہ گھلایا جاسکتا ہے اور اس طرح بازار میں اس کی حیثیت زر نقد کی سی ہوگی۔ چنانچہ عصر قدیم میں اہل یونان اس خصوصیت سے بخوبی آگاہ تھے اور اپنی خوشحالی اور عروج کے زمانے میں اپنی دیہی اہلیت کے مجھے پر سونے کا پتر چڑھایا کرتے تھے جس کا مقصد محض نبت کو آراستہ کرنا نہ تھا بلکہ یہ بھی تھا کہ بوقت ضرورت باغراض جنگ اسی خزانے سے کام لیا جاسکے۔ غرض یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ دوسرے معمولی اشیاء کے مقابلے میں سونے کی قدر و قیمت میں تبدیلی کا کم امکان ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی مجموعی مقدار بہت کثیر ہے اور اس دائرہ مقدار کے مقابلے میں تازہ پیداوار کی مقدار کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتی۔ چنانچہ اس واقعے کی بنیاد جس کو بعض اوقات کسی قدر مبالغے کے ساتھ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ سونے کی قیمت ثابت و مستقل ہے، نیز اس وجہ سے کہ سونا آرائش و زیبائش کے لئے موزوں ہے اور اس میں معیار قیمت بننے کے تمام خواص موجود ہیں، سونے کو معاشی حیثیت سے ترقی یافتہ ممالک میں اشیاء اور خدمات کے مبادلات میں عام بلکہ عالمگیر قبولیت حاصل ہو گئی۔

جنگ کے بعد سے انگلستان سونے کے سکے راج کرنے کا متحمل نہیں ہو سکا۔ یہ ضروری ہے کہ اس کا سب سونا یا تقریباً سب سونا دوکان میں محض بطور نمائش رہے یعنی بنک آف انگلینڈ کے تہ خانوں میں دھرا رہے۔ کھنکھناتی ہوئی گنیاں اب باقی نہیں رہی ہیں جن کے استعمال سے ایک سرت حاصل ہوتی تھی برطانوی سادرن کا امتیازی حق جس کا ساری دنیا میں خیر مقدم کیا گیا تھا پہلے خزانے کے نوٹ کو اور اب بنک آف انگلینڈ کے ایک پونڈ کے نوٹ کو منتقل ہوا ہے۔ اور بحیثیت زر سونے کی ضرورت و اہمیت کسی معمولی آدمی کے نزدیک اب باقی نہیں رہی ہے۔

گو آج کل ہمیں سونا نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن پھر بھی وہ انگلستان کے زر اور

اعتباری نظام کی بنیاد ہے۔ اس لیے کہ جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا ایک معتبرہ حد سے آگے جاری کردہ بنک کے ہرنوٹ کا سونے پر مبنی ہونا ضروری ہے۔ اس طوائی بنیاد کی ضرورت پر نہ صرف ایسے اشخاص کی کثیر جماعت نے اعتراض کیا ہے جو اب بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ زر کی تازہ بتازہ رسد سے ہر شخص کی مسرت میں اضافہ ممکن ہے بلکہ اہم علمی بنیادوں پر اعلیٰ درجے کے اور مستند معاشین نے بھی اعتراض کیا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ قیمتوں کی ثبات پذیری نہایت اہم شے ہے۔ اور یہ کہ اگر زر کی بنیاد سونے پر قائم نہ رکھی جائے بلکہ اس کی معتد دار اس طرح متعین کی جائے کہ اشیاء کی قیمتوں کے تغیرات رک جائیں تو یہ ثبات پذیری بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس نظریے پر نیز نظریہ مقدار زر پر جس سے ایل لڈرک وابستہ ہے۔ متعاقب نظر کی جائے گی۔ اپنی تحقیق کی موجودہ حالت میں یہ کہنا کافی ہوگا کہ کام کا زر صرف وہی شے ہو سکتی ہے جو اپنے حامل یا قابض کو اس کے حسب دنیواہ خریدنے کی قوت عطا کرے اور مطابقت کی ادائیگی میں ہر جگہ قبول کر لی جائے۔

بقول روز المنڈ ”یہ کاروباری دنیا خا زار ہے“ لیکن وہ رسوم اور تعصبات سے بھی اتنی ہی پھری ہوئی ہے جتنی کہ کانٹوں سے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ متذکرہ بالا اسباب کی بنا پر چونکہ سونا تجارتی طبقے کے دماغ پر بہت گہرا اثر کئے ہوئے ہے اس لیے زر کا فدی کو بھی جو سونے پر مبنی ہے قبول عام کی یہی خصوصیت ورنے میں ملی ہے اور کوئی بدل خواہ وہ کتنے ہی اعلیٰ درجے کے علمی طریق پر ترتیب پایا ہوا کیوں نہ ہو اس وقت تک اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ بھی انھی صفات کا مالک نہ ہو۔

چنانچہ جب ہم اعتبار کی پیدائش کے دھچکپ مسائل پر پہنچیں گے تو ہمیں خود معلوم ہو جائے گا کہ اعتبار کی سونے میں بدل پذیری ایک ایسا معاملہ ہے جسے اعتبار کے صناعتوں کو ہمیشہ بخوبی ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے اور یہ کہ اس کے نتیجے کے طور پر ان کے یہاں جتنا سونا اعتباری دستاویزات کا مبادلہ کرنے کی غرض سے موجود ہوگا وہ جملہ ان عاملین کے جو ان کے تیار کردہ اعتبار کی مقدار

کو متعین کرتے ہیں، اہم ترین عامل ہوگا۔ ہمارے بٹوے میں جو خوردہ پڑا رہتا ہے اس پر زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ نقری سکے دو پونڈ سے زائد رقم کے لیے، ”زر قانونی“ نہیں ہیں۔ مثلاً اگر آپ کے درزی کا آپ پر پانچ پونڈ کا اعلان ہو تو آپ اس رقم کو... اشلنگ یا کسی دوسرے نقری سکے کی صورت میں ادا کر کے اس کو قانوناً مطمئن نہیں کر سکتے۔ یہ سچ ہے کہ بہت ممکن ہے کہ اس رقم کی ادائیگی اس طرح کرنے کا خیال آپ کے دل میں نہ پیدا ہوا اور اگر آپ نے اس طرح ادائیگی کر بھی دی تو وہ اس کے لینے سے انکار نہ کرے گا اور اس لحاظ سے اس قسم کی قانونی بندش بظاہر زیادہ عملی اہمیت نہیں رکھتی۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اس لیے کہ سکے کی طویل اور غیر دلچسپ تاریخ پر نظر ڈالنے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایسی ایک بڑی احتیاطی نئے قدیم زمانے میں جبکہ لوگوں نے حلاہ و فقرہ کو ایک مقررہ شرح مبادلہ کے ساتھ رائج کرنے کی کوشش کی تھی، طرح طرح کی بے اطمینانی اور متعدد دشواریاں پیدا کیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب کبھی ان دونوں فلزات میں سے کسی ایک کی قیمت مطمئن تو قانوناً کرشمہ کے عمل کے بموجب اور تاجران فلز کی چالاکی کی بدولت کم قیمت سکے رائج ہو گیا اور بیش قیمت سکے رواج سے غائب ہو گیا۔ فلسفہ قیمت کے کیلئے یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ دو فلزی طریق میں ہڈھی اور جیڈیگی پیدا ہونے کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ ہر جگہ رائج نہیں ہے اور اس کا انتظام بھی باقاعدہ طریق پر نہیں کیا جاتا۔ اور مشہور نظری محققین بھی اسی طریقے کو بہترین نظام زر قرار دیتے ہیں۔ بایں ہمہ ایک فلزی معیار میں بظاہر متعدد عملی سہولتیں موجود ہیں اور کم از کم اس کا تو دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ انگلستان نے چاندی کو صرف ۲ پونڈ کی حد تک زر قانونی قرار دے کر اور اس چیز کو اپنے یہاں رائج کر کے جس کو معیار طلا کہا جاتا ہے ایک ایسے مسئلے اور مسائل کو حل کر دیا ہے جس کے سلجھانے میں مہذب دنیا صدیوں حیران و سرگرداں رہی ہے۔

یہاں یہ بھی کہہ دینا مناسب ہے کہ انگلستان کے چاندی کے سکے محض زر وضعی میں بیٹی من کی تعداد تھی، قدر قانونی سے کم ہے۔ لہذا بھلانے سے جو چاندی نکلے گی وہ ان کی مدد قیمت کے کم ہونے کی بجائے برنج یا کانسی کے سکے صرف ایک اشلنگ کی حد تک زر قانونی ہیں۔

تمسیر باب

زر کاغذ

۱۱) نوٹوں کے رواج سے طلا میں کفایت (۲) نوٹ کا اجرا بنکوں اور عوام کی باہمی قرضداری پر مبنی ہے۔ (۳) اس نظام کے غلط استعمال کے خراب نتائج۔ (۴) قانون کے ذریعے سے اس کی تنظیم منظم کا قانون دھچکوں کی ایجاد و رواج نے قانونی تنظیم کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔ (۶) بچکوں کے نوید و خطرات (۷) ایک زر قانونی نہیں (۸) چیک کی بدل پذیری اور سونے کی بنیاد کی ضرورت۔

ساورن و سے کر مبادلے میں ٹوٹی حاصل کرنا، یہ تو روزمرہ کی خرید و فروخت میں ہوتا ہی رہتا تھا۔ لیکن جب ہم نئے ٹوٹی کے مبادلے میں کاغذ کا پرزہ ادا کرنا شروع کیا اور یہ کاغذ کا پرزہ محض اس بنا پر قبول کیا جانے لگا کہ وہ سونے سے قابل بدل خیال کیا جاتا تھا تو کاروبار میں گویا اعتماد کا عنصر یعنی اعتبار شریک ہو گیا اور ہم معاشی تہذیب و ترقی کے زمین پر ایک قدم اوپر چڑھ گئے۔

معاشی تہذیب کا ابتدائی زمانہ وہ تھا جس کے ایشیا کے اول بدل کا طریق خرید و فروخت کے طریق سے مبدل ہو جس میں ایشیا کا مبادلہ کسی مقبول عام شے سے ہوتا تھا۔ اور اس کے بعد ایک طویل تکلیف دہ ارتقائی عمل نے بالآخر اس کا فیصلہ کیا کہ اس قسم کی سب سے موزوں اور بہترین شے سونا ہو سکتی ہے۔ لیکن جب یہ بات دریافت ہوئی کہ کاغذ کو استعمال کر کے سونے کے رواج میں

کفایت کیجا سکتی ہے اور اس طرح کاغذ نہ صرف طلا کی نمائندگی کر سکتا ہے بلکہ اس کی مقدار میں بھی کمی گو نہ اضافہ کر سکتا ہے اور جب بنک اور ساہوکار کا اعتبار پوری طرح جمع کیا اور بجائے فلزی سکون کے بنک یا ساہوکار کے کاغذی وعدوں کا رواج شروع ہوا تو تجارت کی گونا گوں ترقی اور وسعت ممکن ہوئی۔

اس ارتقا کے عمل میں بھی بڑی سخت سخت دشواریوں کا سامنا ہوا۔ قرون وسطیٰ میں ایک طرف تو منقوش اور ناقص سکے رائج کئے گئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کو حیرانی اور تکلیف اٹھانی پڑی اور دوسری طرف تاجر بہ کاری کی بنا پر بنکوں نے ذخیرہ طلا کا خیال کئے بغیر یا کاغذی وعدوں کی عند الطلب ادائیگی کو ملحوظ رکھے بغیر لوٹ جاری کرنے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے آئے دن متعدد بنک دیوالیہ ہو جاتا کرتے تھے۔ اور لاکھوں کے وارے تیار ہوتے تھے۔ پھر بھی بنک کے نوٹوں کی ایجاد بنک کے کاروبار کی ترقی کی پہلی منزل ہے۔ اور بنک کے کاروبار سے جیسا کہ موجودہ زمانے میں اس کا مفہوم لیا جاتا ہے ایک ایسا نظام مراد ہے جو اعتبار پیدا کرے اور اعتبار کا لین دین کرے،

بنک کے نوٹوں کے رائج ہونے سے قبل بنک جو کچھ ساہوکار سے یا بنک موجود تھے وہ زیادہ تر زرگر اور تاجران فلزی تھے۔ بعض اوقات یہ لوگ گاہکوں کی ایک جماعت سے زر بطور قرض حاصل کرتے تھے اور حاجتمند گاہکوں کی دوسری جماعت کو یہی رقم قرض پر دیتے تھے۔ یاد دوسروں کی ہنڈیاں سکاڑتے یا خود وہ کیا کرتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے گاہکوں کو نقد بصورت فلزی کی بجائے بصورت نوٹ لینے کی ترغیب دینی شروع کی تب کہیں فلزی کے استعمال میں کفایت ممکن ہوئی اور آٹا اعتبار سے مختلف کام لینے جانے لگے ابتداء زرگر کا نوٹ محض گاہکوں کی جمع کی ہوئی رقم کی رسید تھا۔ گویا یہ رسید ادائے فلزی کا وعدہ تھا اور اس طرح بطور زر رائج ہوا۔ مگر اس کے بعد کسی ذہین اور ہوشیار زرگر نے یہ ایجاد کی کہ وہ نہ صرف رقم جمع کرنے والوں کو یہ رسید دینے لگا بلکہ جس کسی کو قرض کی ضرورت ہوئی اس کو بھی اسی طرح کی اس نے رسید دیدی اور اس طرح عصر حاضر کے بنک کاری کے نظام کی بنیاد ڈالی۔

جس وقت تک ساہوکار جوئس کے سکوں اور زرا مانت کے محافظ رہے اور ان سے استمتمہ کو قرض دیتے تھے، استخاری طبقے کو سہولتیں حاصل رہیں صرف یہ معلوم کرنا پڑتا تھا کہ ناجران زر کہاں ہیں لیکن جب ساہوکار استمتمہ کو سکوں کے عوض کاغذی وعدوں کی صورت میں قرض دینے لگے تو انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ کاغذان کے پاس ادائیگی کی غرض سے جلدی واپس نہیں آتے اور وہ اس طرح اس اثنا میں دوسرے گاہکوں مثلاً براون، روہن سن، ڈومیس کو بھی اسی قسم کے وعدوں کی اتنی ہی تعداد اطمینان کے ساتھ بطور قرض دے سکتے ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے وہ نیا اور عظیم الشان طریقہ دریافت کر لیا جس کے ذریعے سے عصر حاضر میں تجارتی طبقہ خود اپنے اور اپنے ساہوکاروں کے مابین باہمی قرض داری کی مٹیاد پر اپنا کاروبار انجام دیتا ہے۔

بادی النظر میں یہ عمل کہ دو فریق آپس میں ایک دوسرے سے قرض داری کی قرار داکریں اداس کے ذریعے سے تجارت و پیدایش کو وسعت و فروغ دیں ایک خیالی اور غیر عملی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہی قرار داد اور معاہدہ موجودہ زمانے کے اعتبار کی عمارت کا ایک اساسی جزو ہے۔ فرض کیجئے کہ قدیم اور ابتدائی بینک ساہوکار سے یہی اصول عمل کوڑتا ہے اور یہ بھی فرض کیجئے کہ بینک فلز کے لین دین کی منزل سے نکل کر احرائے نوٹ کی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے ہم نے ابنداً یہ فرض کیا تھا کہ اس بینک کا کاروبار محض استمتمہ کا فلزی زر جمع کرنا اور اسی سے جوئس کو قرض دینا تھا۔ اس لحاظ سے اگر ہم سہولت تفہیم کی خاطر اس کے ذلتی اصل کو خارج کر دیں تو اس کا چٹھا حسب ذیل صورت اختیار کرے گا۔

استمتمہ کی امانت	جوئس کو قرض دیا گیا
۱۰۰۰ پونڈ	۱۰۰۰ پونڈ
لیکن جب بینک نے اپنے عمل میں یہ ہم تبدیلی کر دی کہ جوئس کو بجائے فلزی زر کے	

اپنے کاغذی وعدے قبول کرنے کی ترغیب دینے لگا تو اس کے چٹھے میں حسب ذیل
تغییرات ظاہر ہونے لگے۔

استمٹھ کی امانت ... ۱۰ پونڈ جاری کردہ نوٹ ... ۱۰ پونڈ	تقدیرت ... ۱۰ پونڈ قرضہ بر جوش ... ۱۰ پونڈ
میزان ... ۲۰ پونڈ	میزان ... ۲۰ پونڈ

آپ کو معلوم ہو گا کہ جوش نے جتنا قرضہ حاصل کیا اس حد تک تو وہ بنک کا
کاوبندار ہے۔ مگر اس کا قرضہ چونکہ کاغذی وعدوں یعنی نوٹوں کی شکل میں تھا
اس لیے وہ نقد فلزی زر جو استمٹھ نے ابتداءً جمع کیا تھا بنک کے پاس ہی بدلتوارت
رہتا ہے اور بنک کے ذمے اتنی ہی رقم اپنے جاری کردہ نوٹوں کے پیش ہونے کی
صورت میں عندالطلب واجب الادا رہتی ہے۔ گویا یہ نوٹ بنک کی جانب سے
ادائی رقم کا تحریری وعدہ ہونے کی حیثیت سے ایسی صورت پیدا کر دیتے ہیں جس میں
بنک جوش کا قرضدار اور جوش بنک کا قرض و بندہ بن جاتا ہے۔ اس طرح جوش
اور بنک دونوں ایک دوسرے کے قرض دار بن جاتے ہیں۔ بنک نے دس ہزار پونڈ
کا قرضہ جوش کو دیا اور جوش نے بنک کے کاغذی وعدوں کی صورت میں اس کو وصول کر کے
خود دس ہزار پونڈ کا بنک کو اس وقت تک قرضہ دیتا ہے جب تک کہ وہ بنک
میں ان وعدوں کو پیش کر کے نقد رقم کا مطالبہ نہ کرے۔ گویا اس طرح دونوں
ایک دوسرے کے مقروض یا ویندار بن جاتے ہیں۔ اور اپنے اس باہمی قرضداری
کے معاہدے سے زر کی مقدار میں دس ہزار پونڈ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ
اس قسم کے حد تک جوش اپنے سامان کی برآمد کی غرض سے جواز گریہ پر لینے اور
اور اس پر سامان لانے یا کسی دوسرے منفعت بخش کاروبار میں روپیہ لگانے کے
قابل ہو جاتا ہے۔

جب بنک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جوش نے اس سے جو نوٹ بطور قرض

حاصل کئے وہ نقد کے مطالبے کے لیے جلدی پیش نہیں کئے جاتے بلکہ جوٹس اپنے سامان کو ہباز پر لادنے کے زمانے میں انہی کی صورت میں مطالبات کی ادائیگی کرتا ہے اور تجارتی طبقہ ان کو قبول کر لیتا ہے اور اس طرح وہ مختلف ہاتھوں میں گشت کرتے ہیں اور امانتی رستم محفوظ رکھی رہتی ہے تو وہ دوسرا قدم آگے اس طرح بڑھاتا ہے کہ براون، روبرٹسن اور ویلیس تینوں کو دس دس ہزار پونڈ قرضہ دے دیتا ہے۔ چنانچہ اس سے اس کے چھٹے میں حسب ذیل اضافہ عمل میں آتا ہے :-

نقد بدست ۱۰۰۰۰ پونڈ	استیمہ کو واجب الادا ۱۰۰۰۰ پونڈ
جاری کردہ قرضہ ۴۰۰۰۰ پونڈ	جاری کردہ نوٹ ۴۰۰۰۰ پونڈ
میسران ۵۰۰۰۰ پونڈ	میسران ۵۰۰۰۰ پونڈ

23

اس طرح باہمی قرض داری کی بنیاد پر زر کی مقدار کو بڑھانے کے اصول کو سمجھ دی گئی جس سے بینک کے ذمے اس کے عند الطلب ادائیگی کے وعدوں پر ۴۰۰۰۰ پونڈ کی رقم واجب الادا ہوتی ہے اور اس کے گاہک اس کے ۴۰۰۰۰ پونڈ کے قرض دار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ چالیس ہزار پونڈ رائج رہتے ہیں یعنی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں مسلسل منتقل ہوتے رہتے ہیں، تجارت کی نگاہی کے پتوں کو جلدی جلدی گھماتے اور پیدائش اور منفعت بخش کاروبار کو وسعت دترتی دیتے ہیں۔ اور اس نئے زر کی موجودگی یا پیدائش محض بینک اور اس کے قرض گیر گاہکوں کے باہمی قرض داری کے معاہدے کی بنا پر عمل میں آئی۔ لیکن یہ معلوم ہو گا کہ اس وقت کل رقم جو بینک کے ذمے واجب الادا ہے وہ ۵۰۰۰۰ پونڈ ہے۔ اور اس کے پاس بصورت فلزی زر صرف ۱۰۰۰۰ پونڈ ان سب مطالبات کی عند الطلب ادائیگی کرنے کے لیے موجود ہیں، معمولی حالات میں تو ممکن ہے کہ اس تنا سب سے کاروبار کرنا محفوظ ہو لیکن اگر وہ درآمد نوٹوں کے اجرا کا سلسلہ جاری رکھے اور فلزی زر میں، جو ان کے مقابلے میں رکھا جاتا ہے، متناسب اضافہ نہ کرے تو ایک دن ایسا آئے گا

جیکہ سوہ اتفاق سے کسی ناگہانی واقعہ کی بنا پر نوٹ کثیر اور غیر معمولی تعداد میں اس کے پاس سکوں میں بدلنے کے لیے پیش ہوں گے اور پھر اس کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو جائے گا۔ چنانچہ بینک کے کاروبار کے طریق کی ایجاد کے ابتدائی زمانے میں اس قسم کی تباہیاں اور بربادیاں بہت عام تھیں۔ اور لوگ تو یہ سمجھ کر نوٹوں کے معاوضے میں اپنا مال فروخت کرتے تھے کہ نوٹ طلا کا حکم رکھتے ہیں لیکن بعد از خرابی بسیار انھیں معلوم ہو گیا کہ ان کی قیمت اس کا عقد کے پڑزے کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے جن پر وہ چھاپے جاتے ہیں۔ باہمی معاملات و قرض داری کی بنیاد پر زر و تیار کرنا اور زر کی مقدار کو بڑھانا بہت زیادہ آسان اور سیدھا عمل ثابت ہوا تھا۔ مگر اسی کے ساتھ نوٹوں کے تناسب سے نقد طلا رکھنے کے متعلق عفتلرتی جاتی تھی۔

انگلستان میں اس قسم کی تباہیوں نے نہ صرف نوٹ جاری کرنے والے بنکوں کی تعداد کم کر دی بلکہ ان کی وجہ سے یہ خیال بھی قائم ہو گیا کہ بینک کے نوٹ کو محض فلز کا صداقت نامہ یا رسید ہونا چاہئے تاکہ نوٹ صرف اسی وقت جاری کئے جائیں جبکہ ان کی پوری قیمت کے برابر ان کے مقابلہ میں نقد طلا موجود ہو۔ جہاں تک سر پرنسٹنرک کے بنکوں کا تعلق ہے وہاں تاک لندن میں بینک آف انگلینڈ کو آغاز ہی سے اجراءے نوٹ کا اجارہ حاصل تھا۔ اور جب ۱۸۴۵ء میں حکومت نے اجراءے نوٹ کی تنظیم کے معاملے پر غور کرنا شروع کیا تو خانگی بینک نوٹ جاری کرنے کا کام ترک کر چکے تھے۔

24

اس وقت ذہنوں پر متذکرہ بالا عام خیال غالب تھا، چنانچہ اسی لحاظ سے ۱۸۴۵ء کا قانون بینک منظور ہوا اور یہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ سے بینک آف انگلینڈ اگر نوٹوں کی مقدار میں اضافہ کرے تو اس کے لیے لازمی ہو گا کہ وہ زائد نوٹ صرف فلز کی بنیاد پر جاری کرے۔ گویا بینک آف انگلینڈ تمسکات کی بنیاد پر صرف ۱۵,۰۰,۰۰۰ پونڈ کی حد تک نوٹ جاری کر سکتا تھا۔ یہ بھی اہتمام کیا گیا کہ اگر ملک کے دوسرے بنکوں کے جاری کردہ نوٹوں کو رواج سے مٹا لیا جائے تو اس صورت میں بینک آف انگلینڈ ایسے نوٹوں کی دو تہائی قیمت رار کی حد تک اپنے ہنی بر تمسکات نوٹوں کی تعداد میں اضافے کر سکے۔ چنانچہ اس انتظام کے بعد سے

بنک آف انگلینڈ کے ان نوٹوں کی مقدار جنہیں وہ تمسکات کی بنیاد پر جاری کر سکتا تھا بڑھ کر ۱۹۲۸ء میں تقریباً ۲۰ ملین یا دو کروڑ پونڈ ہو گئی تھی۔ ۱۹۲۸ء کے زور اور بنک نوٹ کے قانون میں پوری صورت حال کی نظر ثانی کی گئی اور خزانے کے نوٹوں کو جن کو حکومت کی جانب سے ۱۹۱۸ء میں جاری کیا گیا تھا بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کے ساتھ ضم کر دینے اور ان کی بجائے بنک آف انگلینڈ کی طرف سے ایک پونڈ اور دس شلنگ کے نوٹ جاری کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس قانون کے تحت بنک تمسکات کی بنیاد پر ۲۶۰ ملین پونڈ کی حد تک نوٹ جاری کر سکتا ہے۔ اور ایسے نوٹوں کو بنک کے ”امامی“ یا ”اعتباری“ نوٹ کہتے ہیں۔ اس مقدار سے اوپر جاری کرنے کی صورت میں ہر نوٹ کو سونے پر مبنی رکھنا لازمی قرار پایا۔ لیکن چونکہ سونے کے سکوں کے رواج سے غائب ہو جانے اور ان کے بجائے ہمیشہ زرتلقہ ایک پونڈ اور دس شلنگ کے بنک نوٹوں کے روزمرہ استعمال ہونے کی وجہ سے بنک کے نوٹوں کے رواج میں کثیر تغیرات کا امکان بہت بڑھ گیا تھا اس لیے یہ ضروری تھا کہ اعتباری نوٹوں کے اجراء کو زیادہ تعین پیر بنایا جائے۔ چنانچہ اسی کے مطابق نئے قانون میں اس کی رعایت رکھی گئی کہ بنک جس وقت چاہے خزانے کی منظوری حاصل کر کے اعتباری نوٹوں کی مقدار میں اضافہ کر سکے۔ ۱۹۱۸ء کے قدیم قانون کے تحت اعتباری نوٹوں کے اجراء کی حد سے صرف اسی وقت تجاوز کیا جاسکتا تھا جبکہ بنک کو وزیر خزانہ کا یہ وعدہ وصول ہو جاتا کہ وہ پارلیمنٹ میں یہ تحریک پیش کرے گا کہ وہ بنک کی اس خلاف ورزی کو معاف کر دے اور یہ منظور ہوگی صرف شدید ترین مالی آفات کے زمانے میں دی جاتی تھی۔ لیکن جدید قانون میں اس امر کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر بنک اور خزانہ دونوں اس کو مستحسن مصلحت خیال کریں تو اجراءے نوٹ میں مقررہ حد سے تجاوز کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء کے قانون کی تحت جو طریق مروج تھا

25

اس کے مقابلے میں موجودہ طریق میں بہت زیادہ سہولت پیدا ہوگئی ہے اور دشواری و پیچیدگی گھٹ گئی ہے۔

بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کا سونے سے مبادلہ کرنے کا حق جنگ کے بعد کا عدم کردیا گیا تھا۔ لیکن ۱۹۲۵ء کے قانون معیار طلا کی رو سے یہ حق کچھ ترمیم کے ساتھ پھر بحال کر دیا گیا۔ بنک کے نوٹوں کے ان حاملوں کو اپنے نوٹوں کا مبادلہ سداون سے کرنے کا حق دوبارہ اس لیے نہیں دیا گیا کہ ہاں کسی حال طلائی سکوں کے رواج کے پیش کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ گو عملاً بنک اپنے جاری کردہ نوٹوں کا مبادلہ سداون سے سب صواب یا یقیناً کرتا ہے۔ لیکن بنک قانوناً مجبور ہے کہ ہر اس شخص کے ہاتھ فلزہ پونڈ ۷، شلنگ ۱۰، اینس فی معیاری اونس کی شرح سے فروخت کرے جو ان کے معاوضے میں زر قانونی (یہاں بنک کے نوٹ سداون) ادا کر سکتا ہو۔ بشرطیکہ فلزہ تقریباً ۴۰۰ اونس کے سلاخوں کی شکل میں ہو۔ اس طرح جو لوگ برآمد کرنے کے واسطے طلا کے طالب ہوں ان کے لیے بنک کے نوٹوں کی آزاد بدل پذیری مل گئی اور انگریزی پونڈ اور ان دیگر ممالک کے زر کے مابین جو معیار طلا بدر ہوں یا کم و بیش اس سے متصل ہوں طلائی رشتہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا۔ دنیا کے مشہور اور بڑے بڑے ملکوں کے نظام ہائے زر کے مابین اس طلائی رشتہ کا قائم ہونا تجارت بین الاقوامہ کے لیے از حد مفید ہے۔ اس لیے کہ وہ مبادلے کی شرحوں کو مناسب حدود کے اندر رکھتا ہے۔

الفرض یہی وہ حالات و شرائط ہیں جن کے تحت بنک آف انگلینڈ موجودہ زمانے میں نوٹ جاری کرتا ہے۔ بنک کے نوٹ کی قیمت کی بنیاد یہ خیال یا یقین ہے کہ وہ عن الطلب طلا سے تبدیل ہو سکتا ہے یا اشیاء کے مبادلے میں پیش اور قبول کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ بنک آف انگلینڈ کے نوٹ انگلستان میں زر قانونی ہیں وہ اس ملک میں اس وقت تک بطور زر رائج نہیں گئے جب تک کہ برطانوی حکومت میں ملک کے قانون کی تعمیل کرانے کی

لے مبادلے کی شرحوں کی توضیح و تشریح باب دہم میں کی جائے گی۔

سکتا وقت باقی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نوٹ طلا سے اس وقت تک مبادل کیا جاسکتا ہے جب تک کہ بینک کی مالی حالت اچھی ہو اور وہ عندالطلب مطالبات کی ادائیگی کرنے کے لیے اپنے تہ خانوں میں کافی طلا رکھتا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ چھبیس کروڑ پونڈ..... ۲۶۰ پونڈ کے نوٹ تو تمسکات کی بنیاد پر جاری کر سکتا ہے لیکن اس سے زائد نوٹ جاری کرنے کی صورت میں ہرزائد نوٹ کی بنیاد کے طور پر نقد طلا ذخیرے میں رکھنے پر قانوناً مجبور ہے۔ اس طرح بینک کے نوٹ کی قوت اور اس کے استحکام کا دریا ایک طرف برطانوی حکومت کی طاقت و قدرت پر ہے کہ وہ بینک کے قانون کو منوائے اور دوسری جانب بینک کی اعلیٰ درجہ کی مالی حالت اور عمدہ ساکھ پر ہے۔ پس کسی کاغذی وعدے کی ادائیگی کو جس حد تک قوی کیا جاسکتا ہے اتنی ہی قوت نوٹ میں ہے اور زر کی عملی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے وہ طلا کی مساوی درجے کی حیثیت رکھتا ہے۔

27

اس طرح ہم بینک کے نوٹ پر بحث کرتے کرتے زر نقد اور اعتبار کی مستند پیچیدہ سی بحث میں جا پڑے اور ایسا اس وجہ سے ہوا کہ نوٹ ان دونوں چیزوں کا جامع ہے۔ وہ زر نقد اس معنی میں ہے کہ وہ عندالطلب فوراً طلا سے قابل بدل ہے اور زر اعتباری اس لحاظ سے ہے کہ اس میں ادائیگی رقم کا تحریری وعدہ ہوتا ہے اور اسٹیا کے مبادلے میں محض اس وجہ سے پیش اور قبول کر لیا جاتا ہے کہ وہ طلا سے قابل بدل اور طلا کے مساوی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ بیان موجحکا ہے کہ نوٹ کے رواج سے نہ صرف طلا کے استعمال میں کفایت ہوتی ہے بلکہ زر کی مفیداریں بھی کئی گونہ اضافہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا بھی ذکر آچکا ہے کہ اس زمانے میں جب کہ ساجوکاروں نے نوٹوں کے پیش ہونے کی صورت میں فوری مطالبات کی ادائیگی کی غرض سے کافی نقد طلا ہر وقت ہیبیا رکھنے اور بقیہ نوٹوں کی بنیاد کو قابل بیع و شری تمسکات پر قائم رکھنے کی ضرورت و اہمیت کو سمجھا اور محسوس نہ کیا تھا۔ بنکوں پر نوٹوں سے بے قاعدگی کے ساتھ کام لینے سے جو آفتیں نازل ہوئیں ان سے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ ان اثرات کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان میں ایسے قواعد و ضوابط کے نافذ کرنے کا خیال پیدا ہوا جو بینک کے نوٹ کے ذریعے سے

طلا میں اس قسم کی بے اصول کنفایت کرنے کے مانع تھے۔ خاصاً قانون نے یہ قرار دیا کہ مقررہ حد سے زائد نوٹ جاری کرنے کی صورت میں بینک آف انگلینڈ پر واجب ہوگا کہ وہ مزائد جاری کر وہ نوٹ کے مقابلے میں اتنی ہی مساوی رقم بصورت نقد طلا ذخیرے میں محفوظ رکھدے۔ گویا ہر پانچ پونڈ کا نوٹ جاری کرنے کی صورت میں پانچ پونڈ نقد طلا کی صورت میں ذخیرے میں رکھنا لازمی گردانا گیا۔

اگر مسئلہ کے قانون بینک کے ظاہری مقصد و نیت کے مطابق عمل ہوتا تو انگلستان کی تجارت کی عظیم ترقی و توسیع کے ساتھ ساتھ اگر وہ کسی طرح ممکن تھی یہ بھی ضروری تھا کہ بینک کے یہ خانے طلائی سکوں سے لبریز اور بھر پور ہوتے۔ مگر اس مقصد کو تجارتی جماعت نے جو اپنے اور اپنے بنکوں کے مابین باہمی معاملات و قرضداری کی بنیاد پر رزر، ایسا د کرنے کی سہولتوں اور اس کے فوائد کو بخوبی سمجھ چکی تھی پورا نہ ہونے دیا۔ تجارتی طبقے نے نئی بندشوں اور نئے قواعد کے تحت بینک کے جاری کردہ نوٹوں کا استعمال ترک کر دیا اور اس کے بدل کے طر پر روزمرہ کے نقد لین دین میں ایک ایسی اقبالیہ متاویز استعمال کرنا شروع کر دی جو پہلے ہی سے کسی قدر مقبول عام ہو چکی تھی۔ یہ متاویز محض بنکوں کے نام تحریر کردہ ہندسی ڈرافٹ یا رقم تھی جو عند الطلب ادائیگی کے قابل تھی اور جس کو آج کل عام طور سے چیک کہتے ہیں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مسئلہ کے قانون میں چیک لکھنے یا قبول کرنے کے متعلق کوئی اتنا ہی حکم نہ تھا اور پھر بینک کے نوٹ کے مقابلے میں چیک کو بطور رزر استعمال کرنے میں متعدد دشمنیوں سے زیادہ سہولتیں موجود تھیں۔ اس لئے کہ بینک آف انگلینڈ کے نوٹ کا انتظام و استحکام خود ایک لحاظ سے سہولت پیدا کرنے کے منافی تھا، کیونکہ نوٹ کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ جو شخص بھی اس پر قابض ہو اور اس کو بینک میں پیش کر سکے وہ فی الفور نقد طلا حاصل کر لیتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں ایک بڑی سہولت یہ ہے کہ لاکھوں اور کروڑوں پونڈ نقد اوھر سے اوھر ڈھوے پھرنے کی بجائے محض کاغذوں کا ایک پلندہ بنا کر

لے عربی میں اس کے بجائے لفظ "صک" صداد سے استعمال ہوتا ہے۔ مندرجہ۔

مالک اپنے جیب میں ڈال سکتے ہیں اور انکی قیمت بھی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی کہ غلزی زر کی۔ لیکن اسی میں نوٹ کا سب سے بڑا نقص بھی مضربے اور وہ یہ کہ کوئی شخص بھی اس کو اٹھا کر چھپت ہو سکتا ہے۔ لیکن جب قوم کے افراد نوٹ ساتھ لیے لیے پھرتے یا دوسرے کے ہاتھ کسی کے ہاں پھینکنے کی بجائے ہرین دین میں اور ہر اس کاروبار میں جس کی ادائیگی وہ نقد زر سے کرنا چاہتے ہوں اپنے اپنے بنکوں کے نام چیک تحریر کرنے کے جو کر ہو گئے تو یہ خطرات باقی نہیں رہے یا ان میں بڑی حد تک کمی ہو گئی۔

بہر حال بتنا بلہ نوٹ کے چک کے استعمال میں اعتبار کا عنصر بہت زیادہ داخل ہے۔ چنانچہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ نوٹ کے اس وقت تک طے سے قابل بدل ہونے یا اشتیاق کے عوض ادا کئے جانے کا یقین ہے جب تک کہ برطانوی حکومت قائم رہے اور بینک آف انگلینڈ طاقت ور ہے۔ لیکن چک کی بدل پذیری کا مدار اولاً چک لکھنے والے ہی کی مالی طاقت پر ہوتا ہے خواہ وہ کوئی شخص ہو اور دوسرے اس بینک کی مالی حالت پر ہوتا ہے جس کے نام چک تحریر کیا جائے۔ مثلاً ممکن ہے کہ کسی کا اندر کو جو ایک جوڑ جوڑے کی تقدیر کی بجائے اپنے گاہک سے چک باکر اس کو اپنے بینک کے ذریعے سے گاہک کے بینک میں بغرض وصولی نقد پیش کرنا ہے بینک سے نفی میں جواب لے اور چک اس لئے واپس کر دیا جائے کہ لکھنے والے کی جمع کی ہوئی رقم اب بینک میں باقی نہیں رہی ہے یا غالباً اس کا کھاتا بینک میں تھا ہی نہیں یا یہ بھی ممکن ہے کہ چک لکھنے والے کا حساب تو اس بینک میں کچھ نکلنا باقی ہو لیکن وکاندار کو بینک یہ کہہ کر ٹال دے کہ ہمارا کاروبار بند ہو چکا ہے اور چک خوردہ کرنے کے لئے نقد نہیں ہے۔ اگرچہ موجودہ زمانے میں خوش نصیبی سے اس دوسرے امکان کا اس وجہ سے بچاؤ کرنے کی ضرورت نہیں کہ صدیوں کے تجربے اور کشمیر کے خوف نے برطانوی بنکوں کے کاروبار کو غیر متزلزل اور مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا ہے۔

لیکن یہ دو خطرات جن میں سے پہلا عملی ہے اور دوسرا نظری حد تک موجود ہے، چک کے وسیع استعمال کو صرف ایسی قوم میں ممکن بناتے ہیں جو کہ معاشی حیثیت سے تہذیب و تمدن کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ چکی ہو اور جس کے افراد غایت

متدین ہوں۔ اور چیک کے یہی نوعی خصوصیات اس امر کو بظاہر ناممکن بنا دیتے ہیں کہ چیک کو زر قانونی کا حق دیا جائے۔ اس کو زر قانونی ہونے کا حق عطا کرنے کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ شخص قانوناً مجبور کروا جائے کہ اشیاء یا خدمات کے مبادلے میں چیک قبول کرے۔ مگر کوئی شخص مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی غیر معروف شخص کے سحر پر کردہ کاغذ قبول کرے اور اس کو کسی ایسے بنک کے نام کا حکمنامہ تصور کرے جس کا اس نے نام بھی نہ سنا ہو۔ پس چیک کو جو زر قانونی نہیں ہے اپنی موجودہ فوقیت اور برتری حاصل کرنے میں بہت کچھ کشمکش کرنی پڑی تھی کہ نوٹ اور طلائی سکے جو زر قانونی ہیں صرف خاص اور ادنیٰ قسم کے کاروبار میں استعمال ہوتے ہیں اور عام کاروبار میں چیک ہی زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر چیک کو محض اس وجہ سے کامیابی ہوئی کہ اس کے استعمال کرنے میں زیادہ سہولتیں ہیں اور خطرے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ رقم چیک کو یہ اختیار و قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ جتنی رقم کے لیے چاہے چیک جاری کرے اور جس شخص کے یہ چیک حوالے کرے اسی کو ایصال رقم کے لیے حتمی تذاویر اختیار کرے یا جو شخص بھی اس کو لیجا کر بنک میں پیش کرے اس کو رقم ملنے کی صورت پیدا کرے۔ چیک محض ایک حکم نامہ ہے جو بنک کے نام بنک کے کسی گاہک کی جانب سے سحر پر کیا جاتا ہے اور جس میں بنک کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ اس کی امانت میں سے اتنی رقم تیسرے شخص کو ادا کروئی جائے یا اگر وہ خود نقد رقم حاصل کرنا چاہتا ہے تو خود ہی کو دیدی جائے۔ چیک کی تیاری کے لیے ایک کاغذ کا پرزہ اور دو پیش کا ٹکٹ کافی ہے مگر اس سے زیادہ عام طریقہ یہ ہے کہ بنکوں کے باقاعدہ مطبوعہ فارموں کو استعمال کیا جائے جو بنکوں سے گاہکوں کو مل سکتے ہیں۔

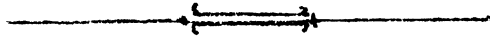
چیک کے استعمال میں جو سہولتیں ہیں وہ اس کے محفوظ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ بنک کے نوٹوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو بھجوانا ہر تو یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان کے نمبر بطور یادداشت لکھے لیے جائیں اور بذریعہ رجسٹری ڈاکس انھیں روانہ کیا جائے۔ چیک میں یہ سب جھگڑے نہیں ہیں اگر آپ ڈاکخانے کے معمولی لفافے میں چیک بند کرنے سے پیشتر اس پر دو ترقیحی لکیریں کھینچ کر "ناقابل بیع و شری" کاغذ لکھ دیں تو سب خطرات تمام اس لکیر کے پاس پہنچ جائے گا۔ ان الفاظ

31

کے لکھ دینے سے چک ناقابل بیع و خریدی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کا اثر حقیقت میں یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے ہاتھ میں یہ چک پہنچے بس وہی ایک شخص مندرجہ رقم حاصل کر سکتا ہے اس کے مقابلے میں کسی دوسرے شخص کا حق مرجع نہیں ہوگا۔ نتیجہ یہ کہ اگر وہ چوری جائے تو جو شخص جو اسے چک حاصل کرے گا وہ مندرجہ رقم پانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ واقعہ کہ مطلوبہ رقم کے لحاظ سے چک تحریر کیا جاسکتا ہے ایک اور بڑی سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے سوا ایک سہولت اس میں یہ بھی ہے کہ چک جب جاری ہو چکا تو بنک میں پہنچ کر خوردہ کئے جانے اور زائل ہو جانے کے بعد پھر رقم چک کے پاس توسط بنک واپس آجاتا اور رسید اور یادداشت کا کام بھی انجام دیتا ہے۔ لیکن چک کے خصوصیات سے بحث کرتے وقت یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ چک بھی بنک آف انگلینڈ کے نوٹ کے مثل ایک ایسا صدقات نامہ یا وثیقہ ہے جو نقد زر قانونی سے خواہ وہ نوٹ ہوں یا طلائی سکے فوراً مبدل ہو سکتا ہے۔ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ چک پیش کر کے نقد وصول کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ چک پانے والا اس کو بجا کر اپنے بنک کے حوالے کر دیتا اور مندرجہ رقم اپنے کھاتے میں محسوب کر لیتا ہے۔ چنانچہ ایسے متعدد چک حساب گھروں میں جہاں سب بنکیوں کے نامدے جمع ہوتے ہیں، صفائی حساب کی غرض سے بھیج دئے جاتے ہیں اور رقمیں ایک دوسرے کے حساب کتاب میں درج ہو کر خود بخود خارج ہو جاتی ہیں۔ اس طرح چکوں کی مدرسے لاکھوں اور کروڑوں کا اعتباری کاروبار جو بینکیوں اور گاہکوں کے مابین ہوتا ہے محض چند کھاتوں میں رقموں کے اندراج اور ایک کتاب سے دوسری کتاب میں منتقلی کے عمل کے ذریعے سے انجام پاتا ہے اور نقد کے داد و دید کی نوبت بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن یہ واقعہ کہ ہر چک، حامل چک کو یا حامل کے بنک کو اس بنک سے جس کے نام چک تحریر کیا گیا ہو زر قانونی وصول کرنے کا حق عطا کرتا ہے، بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر چک کے لیے تمام مشکلات پر غالب آنا اور قبولیت عامہ کا درجہ

حاصل کرنا نامکن تھا۔ اور اس کے ساتھ نقد کا سا سلوک کیا جانا، جیسا کہ یہاں اس کے ساتھ کسی قدر بعضی طریقے پر اس بنیاد پر سلوک کیا جاتا ہے کہ وہ اکثر و بیشتر صورتوں میں اشیاء و خدمات کے روزمرہ کے مبادلات میں فوراً قبول کر لیا جاتا ہے، محال تھا۔ اور چونکہ ہر چاک کی بنیاد زر قانونی سے فوری بدل پذیری پر مبنی ہے لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو بینک اپنے گاہکوں کو چاک کے مطلوبہ فارم دیتے ہیں ان کے یہ چیکوں کی عند الطلب ادائیگی کے واسطے بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی کافی مقدار کا ہر وقت مہیا رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ سابق میں ان بنکوں اور ساہوکاروں کے لیے نقد زر کا رکھنا ضروری تھا جو نوٹوں یا کاغذی وعدوں کی شکل میں لوگوں کو ترغیض دیتے تھے۔ موجودہ زمانے میں جب کوئی بینک کسی شخص کو قرضہ دیتا ہے تو وہ قرض گیر کو چاک لکھنے کا حق عطا کرتا ہے اور عند الطلب ادائے رقم کا وعدہ کرتا ہے۔ اس طرح موجودہ زمانے کے تجارتی زر کی بنیاد کا جزو ہونے کی حیثیت سے باہمی قرضداری کا قدیم اصول یہاں پھر آج موجود ہوتا ہے۔ اور چونکہ چیک لکھنے کا حق حاصل ہونے کے معنی نوٹوں کا مطالبہ کرنے کے حق کے ہیں لہذا بینک کے اعتبار کی تخلیق کی حد کا مدار، مجملہ دیگر امور کے نوٹوں کی اس مقدار پر ہوگا جو ممکنہ مطالبات کی ادائیگی کی غرض سے بینک میں موجود ہو۔ اگر کسی بینک کے پاس صرف دس ہزار پونڈ نقد موجود ہوں اور وہ غیر معمولی طریقے سے متعدد قرض گیسروں کو کافی ضمانت کے بغیر ایک کروڑ پونڈ کا قرضہ دے دے تو وہ گویا اپنے لیے بہت بڑا خطرہ مول لے رہا ہے۔ اس لیے کہ اتنا قرضہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ انھیں اتنی رقم طلبا اور نوٹوں کی شکل میں وصول کرنے کا حق عطا کر رہا ہے۔ اگر بالفرض اس بینک میں قرضہ سہ ماہی کا حصہ بھی بصورت نقد طلب کر لیا گیا تو بھی بینک کی پوری تجوری خالی ہو جائے گی اور ایک حصہ باقی نہ بچے گا۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے چونکہ بینک آف انگلینڈ کے نوٹ نوڈ فلز کا ایک وثیقہ ہوئے ہیں اور عند الطلب فوراً سونے سے قابل بدل ہوتے ہیں اس لیے ہم پھر اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بنکوں کے کاروبار میں سونا اعتبار کی تخلیق کے لیے سب سے اہم عنصر ہے۔ یہ بحث یہاں غالباً قبل از وقت اور بے محل سی ہے کیونکہ اس باب کا

مقصد محض نقد ادائیگی اور نقد کاروبار ہے۔ لیکن چونکہ چیک، بینک کے نوٹ کے مثل
 زر نقد اور اعتبار دونوں حیثیتوں کا جامع ہے اس لیے یہ بیان کر دینا اور سمجھنا
 زیادہ بے موقع نہ ہوگا کہ ہر اعتباری کاروبار کے معنی دیر یا سویر نقد کاروبار کے
 ہوتے ہیں اور یہ کہ اعتبار کی تخلیق میں نقد مطالبات کا جو امکان پیدا ہوتا ہے
 اس کا واجبی لحاظ کرنا ہی بینک کے کاروبار کا صحیح اور دوراندیشانہ اصول ہے۔



چوتھا باب

34

ہندی

(۱) چک دراصل مبادے کی ہندی ہے (۲) ہندی اور چک کا نسرق
 (۳) وقت ہندی کا اہم عنصر ہے (۴) ہندی کی قدامت (۵) ڈان کوئی ڈوٹ
 کی ہندی (۶) قبولیت یا سکارنا (۷) ہندی لکھنے اور سکارنے کی مثال
 (۸) اصلی پیداواری ہندی کی خوبیاں (۹) یعنی ہندیاں (۱۰) کوٹھی کی
 ہندیاں (۱۱) گھر یلو ہندیاں -

گزشتہ باب میں ہم نے زرفقہ کے تین مختلف انکال پر بحث کی۔
 ایک تو زرفقہ جس سے اشیاء اور خدمات کا مبادلہ کیا جاتا ہے۔ دوسرے جو
 مدت معینہ کے بعد ادائیگی کے وعدہ پر دیا جائے اور تیسرے جو ایک مقام سے
 دوسرے مقام پر منتقل کرنے کے لیے ادا کیا جائے۔ اب ہم ہندی کی بسمت کا
 آغاز کریں گے جو ایک کامل اعتباری دستاویز ہے، اور اکثر اپنی مدت کے
 دوران میں زرفقہ کی تینوں شکلوں کی جامع ہوتی ہے۔ زرفقہ کے مختلف انواع کے
 مابین جو پیچیدہ تعلقات ہیں اور جس طرح عموماً وہ ایک دوسرے سے
 تبدیل ہو جاتے ہیں اس کی بہترین تمثیل اس بیان سے ہوتی ہے کہ چاک جس کا
 ذکر پہلے آچکا ہے، ہندی کی 'جس کا بیان آگے آئے گا' دراصل ایک قسم ہے۔

لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ چیک ایسی ہینڈی ہے جو عند الطلب قابل ادائیگی ہو اور مبادے کی ہینڈی، جیسا کہ آگے حل کر معلوم ہوگا، اس کی جانب سے ب کے نام ایک حکم نامہ ہے کہ مندرجہ رقم خود رقم کو یا فریق ثالث ج کو ادا کی جائے۔ گو یا عند الطلب فوراً ادا کرنا پڑے تو وہ چیک ہے، اس پر دو پنس کا ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔ اور کسی مستقبل تاریخ میں یا مدت معینہ کے بعد ادا کرنی پڑے تو وہ ہینڈی ہے۔ اس پر مندرجہ رقم کی مقدار کے حساباً سے ٹکٹ چسپاں کئے جاتے ہیں مصطلحات زر کے طریق تسمیہ کی یہ نوعی خصوصیت کہ اس کے غیر منطقی اور پیچیدہ نام استعمال کرنے کی کوشش کی بنا پر معاملات میں الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے اس سے بھی عیاں ہے کہ جنس کو اور اس جنس کی ایک نوع دونوں کو ایک ہی نام یعنی ”مبادلہ ہینڈی“ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہینڈی اور چیک میں دو سرا امتیازی فرق قانونی نقطہ نظر سے پایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ چیک کا قانونی تعریف کے اعتبار سے کسی بینک کے نام لکھا جانا ضروری ہے۔ اس کے برعکس ہینڈی بینک کے نام لکھی جاسکتی ہے مگر زیادہ تر کسی تاجر یا سکھار گھر کے نام یا کسی قرض دار کے نام جو اپنے قرضخواہ کو ہینڈی لکھنے کا حق عطا کئے لکھی جاتی ہے۔ پھر بھی بازار کے عملی کاروبار میں چیک کی قانونی تعریف کا اتباع نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہاں ہر اس دستاویز یا ہینڈی پر جو عند الطلب قابل ادائیگی ہو لفظ چیک کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس طرح مبادلے کی ہینڈی کی حقیقی امتیازی خصوصیت وقت کا عنصر ہے، جو اس کو چاک سے میز کرتا ہے۔ چنانچہ چیک کی بحث کے لئے زر کاغذ کی مختلف شکلوں کی بحث سے بالکل الگ ایک جداگانہ باب وقت کر دینا مناسب معلوم ہوا۔

منطقی لحاظ سے جن وجوہ کی بنا پر چیک کا شمار زر نقد میں کیا جاتا ہے انہیں وجوہ کی بنا پر ہینڈی ہی غالباً اسی زمرے میں شمار ہوگی۔ اکثر اشیاء اور خدمات کا بجائے زر کے ہینڈی سے مبادلہ کیا جاتا ہے اور اچھی ہینڈی، اگر وہ انگلستان کے کسی بینک یا تجارتی کمپنی کے نام تحریر کی جائے، تو طلا سے قابل مبادلہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کے بدل پذیر یا قابل مبادلہ ہونے سے قبل ہینڈی کو

دو عملوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اول تو یہ کہ اس کو قبول کرنا یا سکھاڑنا پڑتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس پر بیٹہ کھٹا ہے یا اس کی مدت کی تکمیل تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔

ہنڈی کی مدت

ہنڈی کا رواج بہت قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ ہنڈی کی قانونی حیثیت کا جہاں تک تعلق ہے ایک بڑے ستم۔ محقق کا قول ہے کہ:- ”اغلب یہ ہے کہ ہنڈی اپنی اہمیت

کے لحاظ سے ایک اعتباری رقعے یا خط سے زیادہ نہ رہی ہو جس میں کسی مقام کا تاجر اپنے قرض دار کے نام جو ممکن ہے دوسرے مقام کا تاجر ہو یہ ہدایت کرے کہ وہ قرضے کی رستم شخص ثالث یعنی حامل رقعہ کو جس اتفاق سے قرض دار کے وطن کو سفر کرتا ہوا کر دے۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اہلی حامل رقعہ اس رقعے کو نفع کیسے دوسرے کے ہاتھ منتقل کر سکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں مختار یا منتقل الیہ غالباً ہنڈی لینے یا اس کو ادائیگی کے لیے پیش کرنے سے پہلے ہی یہ معلوم کرنے کی خواہش رکھتا تھا کہ آیا وہ قرض دار جس کے نام رقعہ لکھا گیا ہے اس رقعے کو قبول کرے گا۔ چنانچہ وہ بعض اوقات اس کا اطمینان بالمشافہ کر لیتا تھا۔ اس کا ادائیگی کا وعدہ ہی سکھار کر بنا تھا۔“

36

ابتدائی ہنڈی کی اس نظری تشریح سے ظاہر ہے کہ وہ موجودہ زمانے کی ہنڈی کے مثل فوراً قابل ادائیگی نہ تھی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حامل ہنڈی بظاہر براہ راست اس کو ادائیگی کے لیے پیش کر کے اس تاجر کا امتحان کرتا جس کے نام وہ تحریر کی گئی ہے کہ آیا وہ اس کو ادا کرنے پر آمادہ ہے۔ سکھانے کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ جس فریق کے نام ہنڈی تحریر کی گئی ہو وہ یہ وعدہ کر لے کہ مندرجہ رستم مدت مینہ کے بعد ادا کر دی جائے گی۔ چنانچہ اس قبولیت کا اظہار وہ اس طرح کرتا ہے کہ اس پر دو ترجمی لکیریں کھینچ کر اپنا نام تحریر کر دیتا ہے۔ چنانچہ اپنے قانونی مفہوم کے لحاظ سے جب بینک کے نام لکھا جاتا ہے تو اس کو سکھانے کی

ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کی ادائیگی خود اس کی سزا پر مبنی و مشتمل ہے۔ لیکن چاک، ایسی ہنڈی کے مفہوم میں جس کی ادائیگی عند الطلب ضروری ہو یعنی جو بنک کے بدلے کسی گینبی کے نام لکھا گیا ہو، اکثر سزا جاتا ہے۔

یہ امر ایک حد تک حیرت انگیز ہے کہ ابھی جس محقق کا حوالہ دیا گیا وہ بیان کرتا ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ قدیم زمانے کے لوگ بھی اس ہنڈی کو استعمال کرتے تھے، گو وہ خود سسر و کے خطوط میں ایک عبارت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے غیر علمی دماغ بھی یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہتا کہ واقعہ بلاشبہ ثابت ہے۔ سسر و، آئی کس کو خط لکھ کر پوچھتا ہے کہ آیا تجھ میں اس کے لڑکے کی مالی خریدیں مبادلے کے عمل سے پوری کی جاسکتی ہیں یا نہیں چنانچہ یہ معلوم کرنا تجھ ہی سے خالی نہ ہوگا کہ سسر و نے اس موقع پر جو لفظ (permutari) کا (مبادلہ) ایشیا بالاشیا استعمال کیا ہے وہ انگریزی لفظ اسپینج (Exchange) کا حقیقی مرادف ہے۔ گو قانونی نقطہ نظر سے یہ عبارت اس امر کا کافی ثبوت بہم نہیں پہنچاتی کہ اس زمانے میں ہنڈی جیسی کوئی شے استعمال ہوتی تھی لیکن اس سے اس امر کا تو واضح طور سے ثبوت ملتا ہے کہ روم اور آٹھینس میں کسی نہ کسی قسم کی ادل بدل کا طریق یا الہ مبادلہ ضرور موجود تھا۔ چنانچہ اتنا تو جو بی فرض کیا جاسکتا ہے کہ یونان کے تجارتی شہروں کے مابین ایشیا کی جو خرید و فروخت ہوا کرتی تھی ان کے مقابلے میں تیز فہم اور ذکی الطبع اہل یونان اعتباراً مبادلہ اور ادھار لین دین کرتے تھے۔

بائیں ہمہ یہ معلوم کرنا کہ ہنڈی کی ابتدا اٹھیک کس زمانے میں ہوئی محض قدامت پرستانہ دیکھنی کا معاملہ ہے۔ جہیں تو سدرمت اس کے مفہوم سے اور اس کے اس فعل سے سروکار ہے جو کہ وہ الہ مبادلہ میں انجام دیتی ہے۔ ہنڈی کی قانونی تعریف یہ ہے: "رو ایک قطعی تحریری حکم نامہ جو ایک شخص کی جانب سے دوسرے کے نام لکھا جاتا اور اس میں کمرل الیہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ عند الطلب یا مدت معینہ کے بعد مندرجہ رقم بصورت زر شخص ثالث یا حامل کو ادا کر دے"۔

یہ تو قانونی تعریف ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں، ہنڈی جب عند الطلب قابل ادائیگی ہو تو عملی لحاظ سے اور حصول وصول کرنے والے کی نظر میں

چاک بن جاتی ہے، علیٰ ہذا قانون کی نظر میں ہنڈی اس وقت چاک ہو جاتی ہے جبکہ وہ بنک کے نام لکھی جائے اور عند الطلب واجب الادا ہو۔ اس طرح اس کی حقیقی تعریف کا امتیازی جزویہ ہے کہ وہ مدت معینہ کے بعد واجب الادا ہو۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ اگرچہ ہنڈی ایک ہی سٹاک پر ایک فریق یا دوکان کی جانب سے دوسرے فریق یا دوسری دوکان کے نام حکم نامہ پہنچتی ہے لیکن چونکہ تجارت بالعموم ایسے اٹھناس کے مابین اشیاء کے مبادلے یا اول بدل پر مبنی ہوتی ہے جو ایک دوسرے سے فاصلے پر رہتے سمیت ہیں لہذا عام طور سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مرکز کے تاجر یا کوٹھی والے دوسرے مرکز کے تاجر کے درمیان ماہر کوٹھی والوں کے نام ہنڈیاں لکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہنڈی کی ترکیب میں وقت کا عنصر دائماً اور فاصلے کا عنصر بالعموم موجود رہتا ہے جب سچوین ڈا کا گدھا کسی بدعاش نے چرایا اور اس بدعاش کو سچوین کے آقا یعنی ڈان کوٹھروٹ نے قانون کے شکنجے سے ”بہادری“ دکھا کر چھڑا دیا تو ڈان کوٹھروٹ نے سچوین کو اس کے ہرجانے کے متعلق یہ کہہ کر تسلی دی کہ میں تمہیں اپنے گھر کے اصطبل کے پانچ گدھوں میں سے تین گدھے دینے کے متعلق مبادلے کی ہنڈی لکھ دینے کا وعدہ کرتا ہوں اور چونکہ وہ اس وقت سیرا مور کے کوہستان میں سرگرداں تھے اس لیے وقت اور فاصلے کے دونوں عنصر موجود تھے۔ غرض ڈان نے اپنی بھانجی کے نام حسب ذیل رقمہ (‘edula di cambis’) تحریر کیا :-

”پیارے بھانجی۔ اس خط کو دیکھتے ہی جو گدھوں کے متعلق میری پہلی ہنڈی ہے یہ حکم صادر کرو کہ میرے اصطبل کے پانچ گدھوں کے ہتھلے جو کھاری نگرانی میں ہیں میں گدھے سچوین زامیر سے مصاحب کے حوالے کر دے جائیں۔ اور میں ان گدھوں کی حوالگی کا اس لئے حکم دیتا ہوں کہ مجھے یہاں تین گدھے اس سے وصول ہو چکے ہیں۔ لہذا ان کا حوالے اور ادا کرنا تم پر واجب ہو گا۔ موزہ ۲۲ آگست سنہ رواں اذ قلب سیرا مور نیا۔ فقط“ رقمہ تحریر ہونے کے بعد سچوین نے کہا ”بہت اچھا اب صرف

یہ سپانیر میں ایک کوہستانی علاقہ ہے۔ یہ کل قصبہ ہردون میں کی مشہور تصنیف ڈان کوٹھروٹ سے اخذ کیا گیا ہے۔

39

آپ کے دستخط اس پر درکار ہیں۔ گروان نے جواب دیا کہ دستخط کی حاجت نہیں رہی صرف میرا صفر یعنی چھوٹے دستخط کافی ہے۔ اور یہ صفر صرف تین کے لیے نہیں بلکہ تین سو گدھوں کے لیے بھی کافی ہے۔“

اس طرح یہ رقعہ یا ڈرافٹ اکثر اعتبارات سے بے قاعدہ تھا۔ قطع نظر اس واقعے کے جس کے متعلق مذہبی پیشوائے سچو کو اس کے اس رقعے کو کھودینے پر ان الفاظ میں تسلی دی تھی کہ :- ”ڈرافٹ خسہر ہونے کے بعد اگر جیب میں رکھ لیا جائے تو وہ سکارا یا قبول کیا نہیں جائے گا۔ پھر بھی تین صدی سے زائد مدت قبل سروں میں نے محض مذاثا اور فیانے کے طور پر جو ہندی آئندہ نسلیوں کے نام تحریر کی تھی وہ اپنے موجودہ زمانے کے فتنی کی بہت اچھی طرح نمائندگی کرتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہوا ہے کہ اگلی ہندی کی طوالت بیان ترک کر دی گئی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں کاروباری سہولت کی خاطر عام طور سے نہایت اختصار کے ساتھ ہندی تحریر کی جاتی ہے۔ لیکن وہ ویسا ہی قطعی حکم نامہ ہے جیسا کہ ڈان کی جانب سے اس کی بھانجی کے نام صفر کے ثبت کرنے کے بعد روانہ کیا ہوا خط اور اس میں بھی رستم کی ادائیگی کی اسی طرح ہدایت کی جاتی ہے جس طرح کہ سچو کو گدھے حوالے کرنے کے متعلق اس بنیاد پر لکھی تھی کہ اتنے ہی گدھے ڈان کو ہندی تحریر کرنے کے وقت اس پر وصول ہو چکے ہیں۔ یہ واقعہ کہ گدھوں کی قیمت کا ڈان کو وصول ہو جانا ایک خیالی سی چیز ہے ایسا واقعہ نہیں ہے جس کی نظیر موجودہ زمانے میں نہ ملتی ہو۔ موجودہ زمانے میں عملی کاروبار کرنے والا طبقہ اعتبار کی ساخت پر داخست کے ذرائع کی تلاش میں حقیقی بنیاد کے بغیر فرضی ہندی تحریر کرنے کے طریق میں بالعموم بہت سہولت پاتا ہے۔ چنانچہ ہندیاں محض مستقبل کی پیداوار اور آئندہ کے توقعات کی بنیاد پر اور زمین کے طور پر خرید اور قبول کی جاتی ہیں۔ اور ایسی صورتیں بھی معلوم ہوتی ہیں جن میں کہ اس طرح تیار کردہ ”ٹکین“ یا کوٹھی کی ہندیوں کو بظاہر با وقعت بنانے کے لیے سرسری شے تبدیلہ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے اور یہ حوالہ بالکل اسی طرح فرضی ہے جس طرح کہ ڈان کو سروٹ کا تحریر کردہ حوالہ کہ اُسے سچو سے تین گدھے موصول ہو چکے ہیں۔ ابتداً ہندی کا اصلی مطلب یہ تھا کہ وہ ادائے قرض کا مطالبہ یا دعویٰ تھی

اور اس کی بنیاد قابل فروخت پیداوار کے ایسے مقام پر منتقلی پر قائم ہوتی تھی جہاں کہ اس کی مانگ کی توقع کی جاتی تھی۔ ہینڈی کے مرسل الیہ کے پاس پہنچنے اور سامان وصول ہو چکنے کے چند روز بعد رقم ادا کرنے کا طریقہ غالباً اسی وجہ سے اختیار کیا گیا تھا کہ ان کو وصول کرنے والا تاجر جس کے ذمے رقم واجب الادا ہوتی تھی، وصول شدہ مال کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت حاصل کرنے کے بعد یہ سہولت تمام رستم ادا کر سکے۔ لیکن اس تاجر کا ہینڈی کو سکار نایا اس امر کا تسلیم کر لینا کہ ہینڈی کی مقررہ میعاد ختم ہونے پر اسے رستم مندرجہ ادا کرنا چاہے، ہینڈی کو یا تو فوراً قابل بیع و شری دستاویز بنا دیتا ہے یا بٹہ کاٹنے کے عمل کے ذریعے سے جس کا حال آگے بیان ہوگا، نقد زر سے مبدل پذیر بنا دیتا ہے۔

اب ہم مبادلے کی ہینڈی کی ایک اصلی مثال لیں گے اور مبدل بہ طلا ہونے سے قبل جن متعدد پیچیدہ عملوں کو ہینڈی حقیقی طور سے طے کرتی ہے ان کو نظر انداز کر کے اس کو سیدھے سادے طریق پر بیان کریں گے۔

ڈوکوٹہ کا ایک کا شکار پی واٹ ڈوکوٹہ سے لندن جان اسمتھ کے نام گہروں روانہ کرتا ہے جس کی قیمت ۲۰۰ پونڈ ہے۔ جان اسمتھ یہ جانتے ہوئے کہ گہروں کے اس کے پاس پہنچنے بازار جا کر فروخت ہونے اور اس کی قیمت وصول ہونے میں ایک یا دو ماہ کی مدت لازمی لگے گی اس کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ کیوں گہروں کے جہاز پر لہنے اور اس کے پاس پہنچنے سے قبل کا شکار کے یہاں اس کی قیمت روانہ کر دے۔ دوسری طرف پی واٹ بھی اس کی کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ خریدار کے پاس گہروں روانہ کر کے کئی مہینوں تک کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے اور اپنے مال کی قیمت فوراً وصول کرنے سے محروم رہے۔ علی ہذا سا ہو کار یا کوٹھی والا بھی جس سے کا شکار نے کاشت کے لیے غالباً رقم قرض لی تھی اس غیر معقول طرز کارروائی کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا اور اس کی سختی سے مخالفت کرتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اور ہمیں اہل تجارت کا ممنون ہونا چاہئے کہ انھوں نے انھیں دشواریوں کو رفع کرنے اور فریقین کی سہولت کے پیش نظر ادائیگی کا ایک نیا طریق ایجاد کر لیا، پی واٹ ڈوکوٹہ سے جان اسمتھ لندن کے نام ایک ہینڈی تحریر کرتا ہے کہ اسکے وصل ہونے کے

۶۰ یوم (یعنی ہینڈی سکا رے جانے کے کامل دو ماہ اور تین رعایتی دن) کے بعد ۲۰ پونڈ قابل ادائیگی ہیں۔ اور اس ہینڈی کو اپنے ساتھ لیا گیا ہے اور اس کے حوالے کر کے اس کو یہ ہدایت کر دیتا ہے کہ اس نے بنک سے جو قرضہ لیا تھا وہ اس سمٹھ سے وصول کر لیا جائے۔ بنک اس ہینڈی کو تحریرِ ظہری اور اپنے دستخط اور مہر کے بعد اپنے گماشتے کے پاس لندن روانہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ حوالہ نامہ اور پروانہ ضمانت بھی منسلک کر دیتا ہے تاکہ گہیوں کے خریدار کو اطمینان ہو جائے کہ گہیوں جہاں پر لڈ چکے اور ان کا بیسہ کر دیا گیا ہے۔ جب ہینڈی اس سمٹھ کے پاس بذریعہ ڈاک لندن پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنا اطمینان کر لینے کے بعد یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اس کو دستاویزات وصول ہو چکے ہیں اور وہ مدتِ معینہ کے تخم پر اپنے ذمے کا قرض ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے اس پر دو ترجمی لکیریں بنا کر لفظ ”قبول“ لکھ دیتا ہے اور اپنے دستخط ثبت کر دیتا ہے اب اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ جان اس سمٹھ کی ساکھ اچھی ہے اور وہ نیک نام ہے تو دستخط ثبت ہو جانے کے بعد ہی فوراً وہ ہینڈی ایک قلیل بیع و شری و صارفین جاتی ہے اور اس پر بٹہ کاٹا جاسکتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ مندرجہ رقم میں سے مروج الوقت شرح سود مدتِ معینہ تک منہا کرنے کے بعد جتنی رقم بچ رہے وہ نقد مل سکتی ہے۔ مثلاً اگر ۲۰۰ پونڈ کی ہینڈی کی مدت پوری ہونے میں ایک ماہ باقی ہے اور مردہ شرح سود ۶ فی صد سالانہ ہے تو ہینڈی کی موجودہ قیمت معمولی حسابی طریقے سے ۱۹۹ پونڈ قرار پائے گی۔

یہ اس طریقے کی ایک بہت ہی سادہ مثال ہے جس کے فریضے سے ایک حقیقی تجارتی کاروبار کے مقابلے میں ایک قابل بیع و شری کا غنڈ تیار کر کے ہینڈی

۱۔ ال جہاں پر لڈ کرنے کے بعد مالکان جہاز کی طرف سے جو رسید ملتی ہے اس کو ”حوالہ نامہ“ کہتے ہیں۔

۲۔ کوئی سود اگر اپنا مال جہاز پر لڈ کر بیچتا ہے تو مال کی حفاظت کی غرض سے کہ ماہا حادثہ پیش آئے اور مال ضائع ہو جائے کسی بیمہ کمپنی میں اس کا بیمہ کرا دیتا ہے۔ اس بیمہ کمپنی کی رسید ”پروانہ ضمانت“ کہلاتی ہے۔

تجارت میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ ڈکوٹہ میں گہوں کی مانگ نہ تھی مگر لندن میں اس کی طلب دائمی ہوتی ہے۔ پس ڈکوٹہ سے لندن منتقل ہونے اور بازار میں جانے سے جہاں وہ فروخت ہو سکتا ہے گہوں ایک قابل قدر اور قیمتی شے ہو گیا۔ اس کی روانگی اور اس کے منزل مقصود پر پہنچنے کے درمیان جو وقفہ ہے اس میں ہنڈی تحریر اور قبول کی جاتی ہے، اور یہی ہنڈی شروع سے آخر تک کاروبار انجام دیتی اور معاملات چمکاتی ہے۔

اگر ایسا کہ ہم سہولت تفہیم کی خاطر یہ فرض کر سکتے ہیں، ہنڈی پر ٹیہ کاٹنا نہیں گیا اور اس کی مدت پوری ہو گئی تو پی واٹ یا اس کا بنک (ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ اپنے بنک کو پی واٹ نے ہنڈی حوالے کر دی) اپنے لندن کے گمشتے کے ذریعے سے رستم کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسمتھ کے پاس جو اس اثناء میں گہوں فروخت کر کے قیمت حاصل کر لیتا ہے، وہ دے کے پورا کرنے کے لئے اس کے بنک میں ضروری رستم موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ گمشتہ اس رقم کو وصول کر لیتا ہے یا اس کو بنک میں جمع کر لیتا ہے تاکہ ڈکوٹہ کے بنک کے ہدایات کے بموجب اس کو استعمال کر سکے۔ مگر عام طور سے عملی طریقہ یہ ہے کہ بنک کا گمشتہ ہنڈی پہنچتے ہی فوراً اس پر ہڈہ کوٹو کر اس کو نقد سے مہل کر لیتا ہے، اور ڈکوٹہ کا بنک اس کی بنیاد پر لندن کے نام ڈرافٹ تحریر کر کے امریکہ ہی میں ایسے اہل معاملہ کے ہاتھ ڈرافٹ منسوخ کر دیتا ہے جنہیں انگلستان میں کسی کو رستم ادا کرنی ہے۔

ایسی ہنڈی، جیسی کہ ہماری فرض کردہ مثال میں پیش کی گئی، یعنی وہ ہنڈی جو گہوں جیسی حقیقی پیداوار خاص کر ایسی پیداوار کے جہاز پر لادنے اور بھیجنے کی بنیاد پر لکھی گئی ہو جس کی طلب عام و عالمگیر ہے اور جو فوراً صرف کی جاتی ہے، لمبارڈ اسٹریٹ کی عام اصطلاح کے مطابق ”اپنے آپ کو ادا کرنے والی“ ہنڈی کہلاتی ہے۔ گہوں بازار میں اگر فروخت ہوتا ہے اور اس فرضے کو زائل کر دیتا ہے جو اس کی بنیاد پر تخلیق کیا گیا تھا۔

اس طرح یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہنڈی نہ صرف مبادلات کا تسفیہ

کرنے والا ایک نہایت موثر اور بہت ہی سادہ آلہ ہے بلکہ ایسے بناؤں، ساہووں اور دیگر اشخاص کے نزدیک، جو اپنے کاروبار کی نوعیت کی بنا پر اپنے اثاثے اور مالی ذرائع کو بصورت نقد یا نقد سے قریبی صورت میں یعنی ایسی صورت میں جو نقد سے فوراً تبدیل پذیر ہو رکھنے پر مجبور ہیں، شغل اصل کے لیے اعلیٰ درجے کی شکل بھی پیش کرتی ہے۔

اس لئے کہ جن ہینڈی کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ ایک اصل ہینڈی کی مثال ہے جو میعاد ختم ہونے پر، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، قوم کی ناگزیر ضرورتوں کے باعث (کیونکہ وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی) خود بخود اپنے آپ کو ادا کر دیتی ہے۔ اور اگر بینک، جو اچھی ہینڈیوں پر بڑے کاٹنے کے کاروبار میں اپنا اصل مشغول رکھتا ہے، دوسری ہینڈیاں نہ خریدے تو اس کے نقد کے ذخیرے میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور، روٹی، چرم، یا اسی قسم کے دوسرے اشیاء عام جن سے مصنوعات تیار ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں ان کے لیے جو ہینڈیاں لکھی جاتی ہیں وہ پہلی ہینڈی کی طرح ”اچھی“ ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو اشیاء بہت جلد اور عام طور سے فروخت ہو سکتے ہوں، پیدا رہوں اور کسی سیاسی خطرے یا جنگ کے موقع پر قیمتوں کے بڑھ جانے کا امکان اپنے اندر رکھتے ہوں، ہینڈی سنبھالنے والوں کو ان کی قیمتوں کے جلد اور بلا دقت حصول ہو جانے کے متعلق کامل اطمینان ہوتا ہے۔

غرض یہی خصوصیت جو ہینڈی میں مضمر ہوتی ہے اس کہادت کی بنیاد ہے کہ جب ایک قریب ہینڈی اور زمین کا فرق سا ہوئے اچھی طرح زمین نشین ہو جائے تو بینک کا کاروبار مکمل طور سے پہلے ترین کاروبار ہو جاتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اصلی ہینڈی میعاد ختم ہونے سے قبل قابل بیع و شری دستاویز بن جاتی ہے اور مدت پوری ہو جانے پر ان اشیاء کے فروخت ہو جانے سے جن پر کہ وہ مبنی ہوتی ہے، نقد ہو جاتی ہے۔ بخلاف اس کے زمین یا قرضہ جو حقیقی جائیداد یعنی زمین و مکان کے مقابلے میں دیا جاتا ہے ہر وقت قابل بیع و شری نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اس کو منتقل کرنے سے قبل حق ملکیت کی جانچ اور مال کے معاینے کے دو پیش خریج اور طویل عمل انجام دینے پڑتے ہیں۔ علاوہ انہیں جائیداد مرہونہ یا مکفول کو فوراً فروخت کر کے

نقد رقم حاصل کرنا ایک وقت طلب امر ہے، خاص کر ایسے زمانے میں جبکہ سیاسی بد امنی یا بے چینی کا دور دورہ ہو۔ چنانچہ فالٹاٹسٹاں میں وقت ہاٹ اسپرٹ کی بناوت کی خبر لے کر آیا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ: ”تمہیں اب زمین بالکل کوڑیوں سے بھری ہوئی ہے۔“

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اکثر ہنڈیاں جو بحریر کی باقی ہیں اس اصلی ہنڈی کی قیمت کی نہیں ہوتیں۔ اور اس قابل قدر و موثر اعتباری دستاویز کا استعمال اس قدر وسیع کر دیا گیا ہے کہ ہنڈی اور زمین (یعنی برجانڈا) میں جو فرق و امتیاز کیا جاتا ہے، وہ موجودہ زمانے میں سرخرا لیکر کی موافقت میں ہے۔ اس لیے کہ زمین کی بنیاد پھر بھی حقیقی جائداد پر قائم ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابتداءً ہنڈی تحریر کرنے کا طریق اس بنا پر حق بجانب تھا کہ وہ پیداوار کی بنیاد پر تحریر کی جاتی تھی جس کو منسوخت کرنے کے لیے ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا منسوخ و ہی تھا کہ یا اس کو زیادہ قابل قدر اور قیمتی بنانے کے لئے وقت و کار تھا اور یہ کہ ہنڈی پیداوار کے فرق شدہ اور خریدار کے درمیان کاروبار طے ہونے کی مدت کی خلیج کو باہمی تھی اور ان دونوں کو ایک ایسا آلہ یا دستاویز ہم پہنچاتی تھی جس سے رقم فوراً وصول ہو سکتی تھی۔ اس انتظام میں ترقی کے جو چند قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے مبادیے کے کاروبار کرنے والو تھی رہبری سال کے ایسے زمانے میں ہنڈیوں کے تحریر کرنے کی بنیاد پر جبکہ فصل ہی تیار نہ ہوئی تھی جس کی بنیاد پر اس کا لکھا جانا ضروری تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اس زمانے میں ترسیل زر کی ایک دستاویز فراہم کر کے منافع کی شکل نکالی جائے اور بعد میں جب فصل حاصل کئے اور اصلی پیداواری ہنڈیاں آئی شروع ہوں تو ان سے روپیہ وصول کر لیا جائے۔ اب ہم پھر ایک ترین واقعہ مثال لیں گے۔ جولائی میں بی واٹ کو آلات کشا و زرعی کی خریداری کے مبادلے میں لندن میں رقم اکٹرا ہے۔ اس کی فصل ابھی تیار نہیں ہوئی ہے کہ وہ پیداوار کی بنیاد پر ہنڈی تحریر کرے۔ لیکن واٹ کا بینک اس کے ہاتھ لندن کے نام کا ڈرافٹ ہے۔ فروخت کرتا ہے اور ایسا کرنے سے قبل بینک اسے سمجھوتہ سے جراب تاجر کے درجے

سے بڑھ کر ”سکھار گھر“ کے درجے پر پہنچ گیا ہے، یہ معاہدہ دیتا ہے کہ وہ بنک کی جاری کردہ ہنڈیاں پیداوار کی ضمانت کی بجائے جائیداد تسکات کی بنیاد پر قبول کر لے یا سکھائے۔ جب واٹ کی فصل کٹی ہے اور پیداوار کی پافروخت کے ساتھ لندن اسکے نام اہلی ہنڈی تحریر کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امریکن بنک کی لندن میں بیع کی گئی رقم کا وہ حصہ جو واٹ کے لیے آلات کشا و رزی خریدنے میں صرف ہوا تھا از سر نو جمع ہو جائے گا۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسمتھ تاجر کے عوض ”سکھار گھر“ بن گیا ہے تو یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ وہ اس مرحلے کو طے کر چکا اور اس عمل کے ذریعے سے گزر چکا ہے جو بالکل عام تجربہ کی بات ہے۔ اگر یہ تاجر کا لقب وہ اپنے لیے برقرار رکھتا ہے اور اس وجہ سے لکھتا ہے کہ تاجر کا لفظ ٹھہرن دن میں بہت با وقعت و موثر ہے، لیکن دوسرے متعدد سکھار گھروں کے مثل وہ اشیا کی حقیقی خرید و فروخت ترک کر دیتا ہے اور اپنی توجہ صرف ایسا نفع کی دمانے کی طرف صرف کرتا ہے جو اس کو زیادہ آسانی کے ساتھ مل سکتا ہے۔ یعنی اگر وہ نیک نام ہے اور اچھی شہرت رکھتا ہے تو ہنڈی سکھارنے کے لیے اپنے خدمات ان قرضوں ہوں کے سامنے پیش کرتا ہے جو اس کے نام ہنڈی تحریر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ واٹ سے اور دنیا کے دیگر حصوں کے ہنڈی کا کاروبار کرنے والوں سے جو معاہدہ اور انتظامات طے کرتا ہے ان کی بنا پر وہ سب اس قابل ہو جاتے ہیں کہ خواہ پیداوار کی خرید و فروخت جاری ہو یا نہ ہو وہ جس وقت چاہیں ایک دوسرے کے نام ہنڈی تحریر کر سکیں اور اس طرح ایک ایسی دستاویز دوہرئی جاتی ہے جس کو کوٹھی کی ہنڈی کہا جاتا ہے۔ اس عمل سے اسمتھ اور ہنڈی کا کاروبار کرنے والے ایک ایسی دستاویز تیار کرتے ہیں جس پر چھ کاٹا جا سکتا ہے اور جس سے نقد رقم حاصل کی جا سکتی ہے اور یہ سب کچھ ان ناموں کی ضمانت کی بنیاد پر ہوتا ہے جو اس ہنڈی پر درج ہوتے ہیں۔

جس وقت تک کہ ہنڈیاں فصل کی کٹائی اور منتقلی سے قبل اور ان دوسرے عملوں سے قبل تیار کی جاتی ہیں جن میں کہ پیداوار صاف کر کے اور مقام مطلوبہ پر پہنچانے کے قابل قدر بنائی جاتی ہے، ہنڈی تیار کرنے کا یہ طریقہ بالکل جائز ہے اور

جیسا کہ گسی آئندہ باب میں بیان ہوگا یہ طریقہ مبادلے کے تغیرات کو ثبات پذیر بنانا اور دنیا کے مختلف حصوں میں سونے کی ادھر سے ادھر بذریعہ جہاز غیر ضروری منتقلی کی روک تھام کرتا ہے۔

لیکن یہ دریافت کر لینے کے بعد کہ پیداوار یا مصنوعات کے منتقل کرنے سے قبل ہینڈیاں تیار کرنا ایک منفعت بخش کاروبار ہے، کوٹھی والوں کی جماعت کے اولوالعزم افراد کو فطرتاً ایک قدم اور آگے بڑھانے کی ترغیب ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ انھوں نے محض ان پر بیٹہ کاٹنے اور اس طرح اپنے لیے نقد رقم فراہم کرنے کی خاطر ہینڈی تحریر کرنا شروع کر دی۔ اب چونکہ پیداوار کا کوئی سوال ہی باقی نہ رہا لہذا ایسی جائیداد غیر منقولہ کی بنیاد پر جن کا فروخت کرنا دقت طلب تھا یا ایسے شکات کی بنیاد پر جن کے فروخت کرنے میں کم و بیش دشواری یا سہولت ہو سکتی تھی یا محض ہینڈی کے راتھم کی سادگی اور اعتبار پر ہینڈیاں تیار کی جانے لگیں اور اس طرح تیار کی ہوئی ہینڈیوں کی تمام قسمیں اصلی اور معیاری مبادلے کی ہینڈی کی شکل سے کم و بیش لازمی طور سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ مبادلے کی ہینڈی، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، مدت ختم ہونے کے بعد اپنے آپ کو ادا کرتی تھی اور ایسی حقیقی پیداوار کی منتقلی کی بنیاد پر لکھی جاتی تھی جن کی مانگ عام اور سرسبز ہو۔

چنانچہ ہینڈی کو دیکھتے ہی یہ معلوم کر لینا کہ آیا اس کی بنیاد حقیقی پیداوار پر قائم ہے یا کسی اور قسم کی ضمانت یا تمسک پر قائم ہے یا صرف فریقین کی سادگی اور نیک نامی پر قائم ہے بسا اوقات نہایت دقت طلب کام ہوتا ہے۔ چند ہی ہینڈیاں ایسی ہوتی ہیں جن پر پورے کاروبار کی سرگزشت و کیفیت درج ہوتی ہے۔ مثلاً منسلک ذیل ہینڈی کے نمونے سے، جس میں پہلے کے نام ہیل دئے گئے ہیں، ظاہر ہوگا کہ مدراس کی لیننگ میکی اینڈ کمپنی، کالندن کے ایک سکھار گھر جان اسمتھ اینڈ کمپنی کے نام ہینڈی تحریر کرتی ہے۔ اول الذکر کمپنی موخر الذکر کمپنی کو یہ ہدایت کرتی ہے کہ بندرگاہ برلمین کو بذریعہ ہزار روپیوں جو ہنگ روانہ کی گئی ہے اس کی قیمت ۱۶۹ پونڈ ۸ شلنگ ۶ پنس کر بیٹہ تنگ آٹلیا

ہندسی کا نمونہ

نمبر ۲۰۶ بخدمت مسر زجان آہتھ انڈکو

مدراس ۱۱ جون ۱۹۰۸ء لندن

مبادلہ برائے پنس شلنگ پونڈ
۶ — ۲ — ۱۶۹

(پہلا مبادلہ دوسری اور تیسری ہندسی اس تاریخ کی ادا نہیں کی گئی)
یچاس قبیلے بھنگ کے بذریعہ جہاز "نیولین" بندرگاہ برلین کو
روانہ کر دئے گئے ہیں لہذا ان کی قیمت ایک سو اٹھتر پونڈ چار شلنگ
چھ پنس اسٹرنٹاک کریڈٹ بینک آف انڈیا کو اس ہندسی کے پہنچنے کے
کے تین ماہ بعد ادا کر دو اور ہمارے حساب میں جمع کرادو فقط

شرح دستخط

لینگ میکے انڈیپنسی

کو ادا کر دی جائے۔ لینگ میکے انڈیپنسی نے اس ہندسی کو غالباً کریڈٹ بینک آف انڈیا
کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس طرح بھنگ کے مصارف کی ادائیگی کے لئے
رقم مہیا کر لی۔ ہندسی کی مدت مکتوب الیہ کے پاس اس کے پہنچنے کے تین ماہ
بعد ختم ہوتی ہے۔ اب چونکہ وہ مدراس میں بتاریخ ۱۱ جون تحریر کی گئی ہے اس لئے
ہم فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لندن یکم جولائی کو پہنچتی ہے۔ یہ ہندسی غالباً کریڈٹ بینک آف انڈیا

کی لندنی شلخ کو بھیجی گئی ہے اور اس شلخ کے توسط سے وہ اسمتھ انڈکسپنسی کے پاس سکھارنے کی غرض سے پیش ہوتی ہے۔ اسمتھ انڈکسپنسی اس پر دو تہیں لکیریں کھینچ کر لفظ قبول لکھ دے گی اور یہ تحریر کرے گی کہ مندرجہ رقم کیپٹل انڈکسپنسی بنک لمیٹڈ سے وصول کی جائے اور اس پر ٹکٹ چسپاں کرنے کے بعد زیم جولائی کی تاریخ درج کر کے اپنے دستخط (جان اسمتھ) ثبت کر دے گی۔ اس طرح ہنڈی رقم جولائی سے تین ماہ اور عادی تین رعایتی دن کے بعد ۴ اکتوبر کو قابل ادائیگی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کہیں ہنڈی پر بڑھ کٹتا ہے یعنی وہ نقد کے معاوضے میں فروخت کی جاتی ہے۔ اور مدت معینہ ختم ہونے پر یا ایک دن قبل اس کا حاصل خواہ وہ کوئی ہو اس کو چاک کی طرح اپنے بنک میں داخل کر کے مندرجہ رقم اپنے حساب میں جمع کرائے گا۔

اب یہ بنک حساب گھر کے توسط سے کیپٹل انڈکسپنسی لمیٹڈ سے رقم وصول کرے گا۔ اور کیپٹل انڈکسپنسی کے ہاں جان اسمتھ کے حساب

میں جو رقم جمع ہے اس میں سے اتنی رقم خارج کر دی جائے گی۔
 ”پہلا مبادلہ“ سے مراد یہ ہے کہ یہ اصلی ہنڈی یا پہلی ہنڈی ہے۔
 ”دوسری اور تیسری ہنڈی“ سے کا مطلب پہلی ہنڈی کا مشقی اور
 مثلث ہے۔ دوسری ہنڈی دوسرے ہماز کے ذریعے۔
 بطور حفظ یا تقدم اس غرض سے بھیجی جاتی ہے کہ اگر پہلی ہنڈی
 اچیاناً گم ہو جائے یا ہماز کے غرق ہونے سے تلف ہو جائے تو
 تاخیر واقع نہ ہو۔ اور مثلث بالعموم راسم ہنڈی کے پاس بطور
 یادداشت رہتا ہے۔

۱. First of Exchange

۲. Second & Third

ہنڈی بالعموم حسب ذیل شکل میں لکھی جاتی ہے:-

نیویارک ۳ ستمبر ۱۹۰۸ء دو ہزار پونڈ

بنام جان اسمتھ اینڈ کمپنی

لسدن

اس اصل ہنڈی کے وصول ہونے اور دیکھنے کے ۹۰ یوم بعد مندرجہ رقم
سرز جونس کو ادا کر دو (منٹی ادا نہیں ہوا)

دو ہزار پونڈ اسٹرنک

قیمت وصول، حسب ہدایت رقم مندرجہ ادا کر دو،

شرحہ تخط
ایوانس اینڈ کمپنی

اعتباری کاروبار کے تیز فہم ماہر ہنڈی کو دیکھ کر یہ معلوم کر لے سکتے ہیں کہ
ہنڈی کی بنیاد کس چیز پر قائم ہے۔ مگر ”قیمت وصول“ کے فقرے میں متعدد
اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اصلی پیداواری ہنڈی اور ضمانتی ہنڈی یا
کوٹھی کے کاغذ کا فرق پہچاننا اکثر وقت طلب ہوتا ہے۔ چونکہ کوٹھی کی ہنڈیاں
تمسکات یا ضمانتوں کی بنیاد پر تحریر کی جاتی ہیں اور ان تمسکات کی فروخت میں
بمقابلہ عام طلب رکھنے والی اصلی پیداوار کے زیادہ مدت لگتی ہے۔ اسی لیے

ان ہنڈیوں کے سکارے والوں کو، اگر وہ کثیر مقدار میں ہنڈی نکالیں تو خاص کر بدامنی اور سیاسی پیچیدگی کے زمانے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ اس طرح یہ سمجھنا آسان ہے کہ جب اعتباری کاروبار بڑھ جاتا تھا تو لیکاریٹو اسٹریٹ کیوں کوچھی کی ہنڈیوں کے نتیجے میں دین کے متعلق پیچیدگی کے ساتھ زمانہ سابق میں چوسک گئیاں کرنے لگتی تھی۔ لیکن جنگ کے بعد سے کوچھی کی ہنڈیوں کا استعمال بہت کم ہو گیا ہے۔

ہنڈی کی ایک اور قسم جو اعتبار کے بازار میں بد نظمی اور تزلزل پیدا ہونے کی صورت میں غیر مقبیل ہو جاتی ہے، ”گھریلو ہنڈی“ ہے جو ایک کمپنی خود اپنے نام تحریر کرتی ہے مثلاً اگر جان اسمتھ

گھریلو ہنڈی

اپنے بھائی روبرٹ اسمتھ کو بمقام اوپریٹو اپنا گماشتہ مقرر کرے اس غرض سے کہ وہ وہاں شرب کی تجارت میں مبادلات کا انتظام کرے اور روبرٹ اسمتھ جس کی حیثیت محض ایک ہی کمپنی کی سمندر پار شاخ کی ہے جان اسمتھ لندن کے نام بہ کثرت ہنڈیاں تحریر کرنا شروع کر دے تو یہ ہنڈیاں اتنی عمدہ اور با اثر ہوں گی جتنی کہ ایک کمپنی کی دوسری کمپنی کے نام جاری کی ہوئی ہنڈیاں ہو سکتی ہیں کیونکہ موخر الذکر صورت میں دونوں کمپنیاں ایک دوسرے سے آزاد ہوتی ہیں اور دو کارخانوں کا اعتبار اور مالی ذرائع ان کے پشت پناہ ہوتے ہیں۔ اگر گھریلو ہنڈیاں کثرت سے تحریر کی جائیں اور بہت عام ہو جائیں تو اعتباری نظام کے محافظ یکجا کی جلا نہیں گے کہ گھریلو کاروبار بہت بڑھ گیا ہے اور خود خواری کاروبار اندھا دھند ہو رہا ہے۔

قدیم زمانے میں ہی اس قسم کے خود خواری کاروبار کی ایک مثال بلگم مکار کے نام مکار صاحب کا تحریر کردہ حکمنامہ ہے جو فریڈو کا فریڈو کوکنگس بیچ کے قید خانے میں دیا گیا تھا فریڈو کا فریڈو لکھتا ہے کہ اسے خوب یاد ہے کہ وہ جب مشر مکار سے جیل خانے میں ملاقات کرنے کے لیے گیا تو مشر مکار جو اس کا پہلے سے فقط تھا، اس کو دیکھ کر بہت آبدیدہ ہوا اور ناصحانہ انداز میں کہنے لگا کہ دیکھو سیری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ اگر کوئی شخص ۲ پونڈ کمائے اور اس میں سے ۱۹ پونڈ ۱۹ شلنگ ۶ پنس خرچ کرے تو وہ اس شخص کی نسبت بہت خوش و خرم رہے گا جو میں پونڈ ایک شلنگ خرچ کر دیا کرے اور اپنے آپ کو فکر و مصیبت میں مبتلا کرے۔

اس کے بعد سٹر مکا بر نے ڈیوڈ سے ایک شلنگ بطور قرض حاصل کی اور دربان کو بطور انعام دے دی۔ اور اس قرض کے ادا کرنے کی سبیل یہ نکالی کہ اس نے اپنی بیوی سٹر مکا بر کے نام ایک رقعہ لکھا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ ڈیوڈ کو ایک شلنگ ادا کر دی جائے۔ اس کے بعد مکا بر نے رومال سے آنسو پونچھے اور رونا موقوف کر دیا اور اس کے چہرے پر مسرت و انبساط کے آثار نمایاں ہوئے۔

ڈیوڈ کے لیے اس ہنڈی کو کسی دوسرے شخص کے سامنے پیش کرنے اور بڑے کاٹنے کی ترغیب دینے میں کچھ نہ کچھ دشواری منسرور پیش آتی اگرچہ سٹر مکا بر بلاشبہ اسے خوشی خوشی قبول کر لیتی اور اسے اس کا کامل اطمینان ہوتا کہ اس کے پیش ہونے سے قبل کوئی مفید نتیجہ برآمد ہوگا۔ پھر بھی ایسی ہنڈی کی کامل بے بندی موجودہ زمانے سے ما قبل زمانے کی تجارتی دنیا میں بے نظیر واقعہ نہیں ہے۔

چنانچہ ایک زمانہ وہ بھی تھا جبکہ خیر ممالک کی کمپنیاں انگلستان میں اپنی شاخیں قائم کرتی تھیں اور ان میں ایک ایک محرو اور ایک ایک چھو کر لازم رکھتی تھیں۔ اور انھیں شاخوں کے نام ہنڈیاں تحریر کرتی تھیں۔ لیکن ان ہنڈیوں کو وہی محرو سکارتے تھے جنھیں یہ حق کمپنی کی جانب سے عطا کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد ان ہنڈیوں پر حقیقت میں بڑے کاٹا جاتا تھا اور نقد سے مبدل کیا جاتا تھا۔

اس طرح سٹر مکا بر نے ڈان کو ٹروٹ سے بھی ایک قدم آگے بڑھا دیا ڈان نے اپنی بھانجی کے نام ہنڈی تحریر کی تھی اور وہ یہ جانتا تھا کہ اس کی بھانجی سچو کے حق میں تین گدھوں کی ادائیگی کرنے کے قابل اور اس کے لیے تیار ہوگی۔ مکا بر نے جو قرضہ ادا نہ کرنے کی علت میں قید و حبس رکھا تھا، اپنی بیوی کے نام محض یہ رقعہ تحریر کیا کہ ڈیوڈ کو ایک شلنگ ادا کر دی جائے۔ اور اس وقت اس کے گھر کا اسباب و سامان فروخت ہو رہا تھا۔ مکا بر اس امر کو بخوبی سمجھتا تھا بلکہ اس کو یقین کامل تھا کہ یہ رقعہ ایک شلنگ کے مساوی ہے۔ چنانچہ دوسرے متعدد اشخاص بھی اسی طرح سمجھتے ہیں جو اپنی شاخوں اور گھانٹوں کے نام ہنڈیاں تحریر کرتے ہیں کہ جن کے پاس سوائے ایک دفتری میز کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

عصر حاضر میں تجارتی گرامر می کے زمانے میں جو کثیر المقدار کاروبار طے پاتا ہے

اس کے بڑے حصے کی بنیاد مسکا برکی سی رجائیت ہی پر قائم ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ جب تجارتی کاروبار سرمد پڑ جاتا ہے اور لوگ اس عظیم نشان اعتبار کی بنیاد پر چوگر یا گڑھی کے دور میں تخلیق کیا گیا ٹھہرے کی نظر ڈالتے ہیں تو انھیں واقعات کو دیکھ کر بعض اوقات سخت حیرت ہوتی ہے۔

غرض ہنڈی کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا راز اس کے ایک خاندے اور ایک خطرے میں مضمر ہے جو اس کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ فائدہ تو یہ واقعہ ہے کہ ہنڈی اپنی اصلی شکل میں اعتبار کو قائم و تخلیق کر کے اور اس طرح ایسی حقیقی پیداوار کے مقابلے میں نقد زر فراہم کر کے جو ابھی فروخت نہ ہوئی ہو تجارت میں سہولتیں پیدا کرتی ہے۔

اور اسی کے ساتھ ہنڈی ان اشخاص کے لیے جن کے لیے اپنے وسائل کو نقد سے قریبی شکل میں رکھنا ضروری ہے تاکہ نقد رقم فوراً اور بہ آسانی واپس مل سکے، شغل اصل کی ایک بہترین صورت ہے۔ اس کے برخلاف خطرہ یہ ہے کہ ہنڈی کا تحریر کرنا بہت آسان ہے۔ یعنی وہ محض ایسے تسکات یا ضمانتوں کی بنیاد پر لکھی جاسکتی ہے جو آسانی کے ساتھ اور جلد خرید و فروخت نہیں کئے جاسکتے۔ یا ایک تجارتی کمپنی اپنے ہی نام یا اپنے گناشتے کے نام جس وقت جی چاہا ہنڈی تحریر کر سکتی ہے اور اس کا مقصد محض تخمینہ کاروبار کرنا اور نقد زر فراہم کرنا ہوتا ہے۔



پانچواں باب



زر کا کاروبار اور اُس کی ایزاد

خلاصہ:-

(۱) بنک قرض گیر کو قرضہ دے کر اس کو اپنے نام چیک کھنڈے کا حق عطا کرتا ہے
 (۲) چٹے کا ایک نمونہ - (۳) مدرواں اور مدامانت (۴) انامیں قرضوں
 اور ٹیوں سے قائم ہوتی ہیں (۵) اس کی تمثیل پچھلے زمانے میں (۶)
 شغل اصل کا اثر (۷) ایک مقامی بنک کی کہانی - (۸) بنک اور ان کے
 گاہک (۹) نقد سرمایہ (۱۰) ریاستہائے متحدہ میں نقد سرمایہ کا تعین
 حکومت کی جانب سے (۱۱) مسئلہ میں امریکا کے بنکوں کے نظام کی
 شکست (۱۲) سونے اور بنک کے اعتبار کا باہمی تعلق -

ہم زر نقد اور ہنڈی کی متعدد شکلوں پر بحث کر چکے ہیں۔ ہنڈی بھی
 یہ اعتبار اس کے کہ وہ سرعت کے ساتھ خرید و فروخت کی جا سکتی ہے اور مدت معینہ
 کے بعد نقد سے تبدیل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے نقد کے مماثل خیال کی جا سکتی ہے
 ان پر بحث و تبصرہ کرنے کے بعد ہمیں توقف کرنا چاہئے اور پچھلی بحثوں پر ایک
 عام نظر واپس ڈال لینا چاہئے۔

یہ بیان ہو چکا کہ چھوٹے موٹے لین دین اور خوردہ کاروبار میں سونے کے سکے اور ان کے ساتھ نقدوی اور برنجی سکے بطور زر علامتی سکہ ۱۹۱۴ء تک بطور زر نقد رائج تھے لیکن یہ کہ بڑے بڑے تجارتی اور کوٹھی کے کاروبار میں سونے کے سکے کے استعمال میں اولاً بنک کے نوٹوں کے استعمال سے اور من بعد اس وقت جب کہ بنک کے نوٹوں کے اجرا پر قانونی بندشیں عائد ہو گئیں جن کی بناء پر مقررہ تعداد سے زائد نوٹ جاری کرنے کی صورت میں نوٹوں کے مساوی نقد طلا رکھنا لازمی قرار دیا گیا، پیکوں کے استعمال سے کفایت عمل میں آئی۔ مگر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ نوٹوں اور چکوں کی عام قبولیت کا آغاز ان کے سونے سے بدل پذیر ہونے کی بنیاد پر قائم ہوا۔ کیونکہ سونا ہی اعلیٰ کی وہ واحد شکل ہے جو عام طور سے اور ہمیشہ تمام معاشی حیثیت سے ترقی یافتہ ممالک میں قبول کی جاتی ہے۔

بنکوں پر اجراءے نوٹ کے متعلق جو بندشیں قائم کی گئیں ان کی بناء پر انگلستان میں نوٹوں کا اجرا جس بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کے علاوہ ہو گیا۔ چونکہ بنک آف انگلینڈ کے نوٹ زر قانونی ہیں اور ان کی بنیاد طلا پر قائم ہے جو بنک کے تہ خانوں میں محفوظ رہتا ہے اس لیے یہ نوٹ پر دانہ طلا یا صداقت نامہ طلا اور طلا کے مساوی و معامل خیال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ نوٹ خود اعتبار کی بنیاد کا ایک جزو بن گئے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کوئی ساموکار، جس کے پاس صرف بنک آف انگلینڈ کے نوٹ ہوں ان کی بنیاد پر اپنے اعتبار کو پھیلا سکتا ہے اور قرضے دے سکتا ہے۔ انگلستان میں موجودہ زمانے کی تجارت اور کوٹھی کے کاروبار کا زر چاک ہے۔ اور لندن کے زر کے بازار میں اعتبار کے لین دین کے معنی محض چاک لکھنے کے حق کے لینے دینے کے ہیں۔ اب اس کے بعد ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ چاک تحریر کرنے کا حق کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہو گا کہ یہ حق ساموکار یا بنک کی جانب سے قرضہ لینے کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

چونکہ چاک سونا یا نوٹ ادا کرنے کا ایک حکم نامہ ہے اس لیے بعض اوقات یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ اس طرف کے سب احکم نامے جن کی

صافی صفائی لندن کے بنکوں کے حساب گھر میں ۲۰ کروڑ پونڈ سے زائد فی یوم کی شرح سے ہوتی ہے، صرف ان اشخاص کے جاری کردہ حکم نامے ہیں جو بنکوں میں نوٹ اور طلائی سکے بطور امانت رکھوا کر چیک لکھنے کا حق حاصل کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ خیال کہ انگلستان کے بنکوں میں ۱۲ ارب پونڈ سے زائد جو رقم بطور امانت جمع ہے وہ سب کا سب انگلستان کے باشندوں کا بحیثیت مجموعی جمع کیا ہوا روپیہ ہے اور اس خیال سے حیرت و استعجاب کہ اتنی کثیر المقدار رقم ملک کے تول اور دولت مند کی کا عظیم الشان ثبوت ہے، ایک عام غلطی اور غلط فہمی ہے۔ لیکن یہ خیال صورت حال کے متعلق کلیتہً صحیح تصور نہیں ہے۔ بنکوں میں قوم کی جانب سے جو زر جمع کیا جاتا ہے اس کا بیشتر حصہ اعتباراً اور کتابی قرضوں پر مشتمل ہوتا ہے جو بنک عوام کو دیتے ہیں۔ یہ امر عام طور سے فرض کر لیا گیا ہے کہ بنک گاہکوں کے ایک زمرے سے رقم حاصل کرتے ہیں اور اس کے بعد گاہکوں کے دوسرے زمرے کو وہی رقم بطور قرض دے دیتے ہیں۔ لیکن اکثر صورتوں میں یہ ہوتا ہے کہ ایک بنک جو رقم حاصل کرتا ہے وہ یا تو اسی کی قرض دی ہوئی ہوتی ہے یا دوسرے بنک کی بطور قرض دی ہوئی رقم ہوتی ہے۔

یہ یاد ہو گا کہ بنک کے نوٹوں کی ابتدا اور سرگزشت کے بیان میں ہم نے نوٹ جاری کرنے والے بنکوں کے چٹھے کی ایک سادہ اور فرضی مثال اس طرح پیش کی تھی :-

پونڈ	پونڈ
۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
۴۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰
۵۰۰۰۰۰ پونڈ	۵۰۰۰۰۰ پونڈ

معاٹے کو سیدھے سادے طریق پر پیش کرنے کی خاطر ہم نے بنک کے سرمایہ مجموعاً، مشاغل اصل اور دوسری مدوں کو جو بیٹنوں میں ظاہر کی جاتی ہیں نظر انداز کر دیا تھا۔

لیکن اب جبکہ ہم ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں کہ یہ سہل طریق پر واضح کر دینا ضروری ہے کہ چاک تحریر کرنے کا حق کس طرح پیدا ہوتا ہے اور اس کا کاروبار کس طرح کیا جاتا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ہم اصلی واقعات پر گہری اور تفصیلی نظر ڈالیں اور موجودہ زمانے کے بنک کے چٹھے کا مطالعہ کریں۔ ایک مناسب اوسط نمونہ حاصل کرنے کی خاطر میں نے ان بنکوں کے قریب ترین تاریخ کے چٹھے لیے ہیں جنہیں ”پانچ بڑے بنک“ کہتے ہیں اور ان کے اعداد کو ایک جگہ پیش کیا ہے۔ لیکن ان اعداد پر غور کرنے سے پیشتر یہ طریقت زیادہ محفوظ ہوگا کہ چٹھے کے مفہوم کا ایک سادہ سا خاکہ ذہن میں آتا رہا جائے۔ چٹھا مالی حالت کا آئینہ یا کاروبار کا فرد حساب ہے جس میں بائیں جانب وہ رقمیں درج کی جاتی ہیں جو چٹھا جاری کرنے والی کمپنی یا انجمن میں وصول ہوئی ہوں یا اس کے ذمے واجب الادا ہوں۔ اور دائیں جانب وہ رقمیں درج کی جاتی ہیں جو اس کی جانب سے دوسروں کو ادا کی گئی ہوں یا اس کو واجب الوصول ہوں یا اس کے پاس موجود ہوں۔ گویا جانب چپ رقوم واجب الادا اور جانب راست رقوم واجب الوصول درج ہوتے ہیں۔ اگر آپ ان اسرار سے واقف نہیں ہیں تو آپ کو غالباً یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ بنکوں کا اصل ان کے ذمے کے واجب الادا رقوم کی ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ لیکن غور و تامل سے معلوم ہوگا کہ انجمنوں کا اصل ان کے حصہ داروں کے حصص کے رقوم کا مجموعہ ہے۔ اور اس کو اتانٹے میں دوسری جانب بطور اصل مصروف کیا گیا ہے۔ اور حصہ داروں کے رقوم کمپنی کے ذمے واجب الادا ہیں۔

عام چٹھوں سے اس طرح روشناس کرانے کے بعد اب ہمیں اس مجموعی اوسط نمونے کو جانچنا چاہیے جو مصنف نے مرتب کیا ہے :-

”چھٹے کا اوسط نمونہ“



واجب الوصول	ملین پونڈ	واجب الادا	ملین پونڈ
(۱) نقد بدست و دربنک آف انگلینڈ	۲۰۸	(۱) وصول شدہ اصل	۶۴ ...
(۲) چک بدوران جمع	۶۶	(۲) محفوظ ذخیرہ	۵۲
(۳) اطلاع قریب کے اور عند الطریقے	۱۴۹	(۳) زرامانت ذررواں	۱۶۶۵ ..
(۴) ہنڈیاں جن پر بٹہ کا گایا اور چھٹے کئے	۲۳۱	(۴) ہنڈیوں کی سکار	
(۵) مشاغل اصل	۲۳۴	اور تحوری ظہری پر	۲۰۶
(۶) قرضے	۸۶۹	اہل معاملہ کو واجب الادا۔	
(۷) ہنڈیوں کی سکار پر گاہکوں کے ذمے واجب الادا	۲۰۶	(۵) نفع نقصان	۷
(۸) عمارت وغیرہ	۳۱		
میزان			
۱۹۹۴		۱۹۹۴ ملین پونڈ	
<p>مندرجہ بالا فر حساب میں بنک آف انگلینڈ کے اعداد و شمار شامل نہیں ہیں۔ لیکن یہ انگلستان کے پانچ سب سے بڑے معمولی سرمایہ مشترک کے بنکوں یعنی بارک لیزر، لائڈز، ڈلینڈ، نیشنل پراونشل اور ویسٹ منسٹر کے چھٹوں کا مجموعہ اور خلاصہ ہے۔</p> <p>چھٹے کی پہلی خصوصیت جو غیر مانوس ناظر کو حیرت میں ڈالتی ہے</p>			
<p>Barclays, Sloyds, Midland, National Provincial & Wistanister</p>			

57

یہ ہے کہ بنک اپنے قلیل وصول شدہ اصل کے مقابلے میں اس سے بدرجہا زیادہ رتسم کا کاروبار کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بنکوں کے ذمے ۱۹۴۲ء میں پونڈ واجب الادا ہیں جن کے منجملہ ان کو صرف ۶۴ ملین پونڈ حصہ داروں سے حقیقت وصول ہوئے ہیں، اگرچہ ۵۲ ملین پونڈ جو گزشتہ منافعہ سے جمع کئے گئے ہیں بطور سرمایہ محفوظ رکھے گئے ہیں اور ۱۱ ملین پونڈ حصہ داروں کو واجب الادا ہیں جو یا تو ان میں بطور مقسوم و منافعہ تقسیم کئے جاتیں گے یا سرمایہ محفوظ میں نفع نقصان کے ملکی شکل میں اضافہ کئے جائیں گے۔ اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مجموعی کاروبار پر جو قلیل منافعہ وصول ہوتا ہے وہ بنکوں کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اچھے مقسوم و ادا کریں اور یہ کہ اعتباراً کاروبار سے جیسا کہ اس کے پھیلاؤ سے توقع قائم کی جاسکتی ہے، بہت اچھا معاوضہ (یا منافعہ) مل جاتا ہے۔

تجسس کی جانچ میں آئے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جانب وہ رقم درج ہے جو بنکوں کے ذمے اہل معاملہ کو ہنڈیوں کی سکھار پر اور تحریز ظہری کی بنیاد پر واجب الادا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں مساوی رقم دوسری جانب درج ہے جو ہنڈیوں کی سکھار پر اہل معاملہ کے ذمے بنکوں کو واجب الادا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بنکوں نے اپنے اہل معاملہ کے لیے ہنڈیاں سکھاری ہیں (اور اس طرح انھیں اعلیٰ درجہ کی اور بہ آسانی خرید و فروخت ہونے والی دستاویز بنا دیا ہے) اور اصولاً ان کو مدت معینہ کے بعد ادا کرنے (پٹانے) کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن چونکہ اہل معاملہ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہنڈیوں کو ادا کر دیں گے اور غالباً اسی لحاظ سے انھوں نے مناسب ضمانتیں بھی پیش کی تھیں اس لیے اہل معاملہ کے ذمے بنک کو جو رقوم واجب الادا ہوتے ہیں وہ بنک کے ذمے کے رقوم کو چاہل معاملہ کو واجب الادا ہوتے ہیں۔ زائل کر دیتے ہیں۔ ہنڈی سکھار نے اور تحریز ظہری لکھنے کا کاروبار جو بنک سرانجام دیتے ہیں کچھ مدت سے بہت بڑھ گیا ہے۔ لیکن اس کو سرانجام دینے میں بنک پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ اس معنی میں ذمہ داری نہیں ہے جس معنی میں کہ ذرا مدت کے تحت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ ذمہ داری زر کے کاروبار کے موجودہ مسئلے پر کوئی فوری اثر نہیں ڈالتی اس لئے سکھار کی مدد کو سر دست حذف

کر دینا ہی مناسب ہوگا۔ اس طرح ان دونوں مدوں کو چھٹے کے دونوں پہلوؤں سے خارج کر دینے کے بعد ہم چھٹے کو اور بھی زیادہ سادہ بنا سکتے ہیں۔

رقوم واجب الادا کی مزید جانچ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محفوظ ذخیرہ اور نفع و نقصان کے فاضلات ایسے رقوم خیال کئے جاسکتے ہیں جو بنکوں کے ذمے ان کے حصہ داروں کو واجب الادا ہیں، اور یہ کہ اس کے بعد جو مد ذرا امانت و مدرواں کی باقی رہ جاتی ہے اس کی رقم بنکیوں کے ذمے جمع کنندہ اہل معاملہ کو واجب الادا ہے۔ یہی وہ مدیں ہیں جن کو عام طور سے ایک ہی نام یعنی "امانت" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ تسمیہ معاشی طریق تسمیہ مصطلحات کی اس تکلیف وہ خصوصیت کے عین مطابق ہے جس کے لحاظ سے اصل اور اس کے متعدد فروغ میں سے ایک فرع کے لیے نہایت خندہ روئی کے ساتھ ایک ہی نام یا اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جس طرح کہ مبادلے کی ہنڈی دو فرعون یعنی چاک اور ہنڈی پر تقسیم کی جاتی ہے اسی طرح بنک کی امانتوں کی مد بھی دو فرعون یعنی مدرواں اور مد امانت میں تقسیم کی جاتی ہے۔ لیکن اکثر اشخاص جو بنک سے معاملہ کرتے ہیں اس فرق و امتیاز کے معنی جانتے ہیں۔ کسی بنک کی مدرواں میں وہ رقوم جمع ہوتی ہے جس کو نقد کی شکل میں یا چکیوں کے ذریعے سے جس وقت جی چاہے واپس لیا جاسکتا ہے۔ مد امانت میں وہ رقم جمع کی جاتی ہے جو بنک میں امانت رکھوائی جاتی ہے، اور جس کو واپس لینے کے لیے ایک ہفتہ یا اس سے زائد مدت قبل بنک کو اطلاع دینی پڑتی ہے۔ لیکن اگر شدید ضرورت ہو تو اس کے بغیر بھی رقم واپس حاصل کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کے لیے کچھ زائد رقم بطور کمیشن ادا کی جائے۔ اس مد میں رقم جمع کرنے سے سو دہی ملتا ہے جس کی خرچ یا لعموم بنک آف انگلینڈ کی معلّٰی شرح سے دو فی صد کم ہوتی ہے۔ یہاں اصل نکتہ ذہن نشین کرنے کے قابل یہ ہے کہ عرف عام میں بنکیوں کی امانتوں کا مطلب یہ ہے کہ اس میں مدرواں اور مد امانت دونوں شامل ہوتی ہیں اور ان کی رقمیں بنکوں کے ذمے ان کے اہل معاملہ کو واجب الادا ہوتی ہیں۔

اب ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بنکوں کی جانب سے اہل معاملہ کو جو

کثیر المقدار رقم بطور قرض دی جاتی ہے اس کی تخلیق کس طرح عمل میں آتی ہے۔
 چٹھے کی واجب الوصول مدوں کو جانچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رقم کا بیشتر حصہ
 محض بینکوں کی جانب سے اہل معاملہ کو زر بطور قرض دینے سے معرض وجود میں آیا۔
 اور یہ کہ موجودہ زمانے کا زر شکل چاک، گزشتہ زمانے کے زر شکل نوٹ کی طرح
 بینکوں اور ان کے اہل معاملہ کے مابین باہمی قرض داری پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ
 رقوم واجب الوصول کی مدوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں کے پاس ۲۷۴ ملین پونڈ
 بصورت نقد بدست و دربنک آف انگلینڈ جمع ہیں ۲۳۴ ملین پونڈ اصل مشغول کی
 شکل میں ہیں، اور ۳۱ ملین پونڈ کا اصل ان کی عمارتوں میں جن میں وہ کاروبار کرتے
 ہیں مصروف ہے۔ اور یہ کہ ۱۲۴۹ ملین پونڈ انھوں نے اہل معاملہ کو بطور قرض دئے
 اور اس کی شکل یا تو یہ تھی کہ ہنڈیوں پر بیٹہ کاٹا گیا یا رقم بطور قرض دی گئی یا اطلاع قریب
 کے یا عند الطلب فترضے دیئے گئے۔ بنک کے چٹھوں میں مؤخر الذکر مد کو
 بالعموم ”اطلاع قریب کے یا عند الطلب قرضوں“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے
 لیکن یہ رقم اکثر صورتوں میں ہنڈی دالوں کو جن کے کاموں کا بیان آگے ہوگا
 بطور قرض دی جاتی ہے۔ اور اگرچہ بینکوں کے دوسرے قرض گیروں کے مقابلے میں
 ان سے رقم طلب کرنے پر بہت جلد واپس مل جاتی ہے، پھر بھی وہ قرضہ ہی ہے،
 اور اسی لیے وہ نقد کے معمولی مفہوم کے لحاظ سے بظاہر نقد نہیں ہوتی۔ اس طرح ہنڈیوں کی
 سہارا کو دونوں جانب سے حذف کر کے اب ہم اس چٹھے کو حسب ذیل شکل میں
 از سر نو ترتیب دے سکتے ہیں :-

ملین پونڈ	ملین پونڈ
۱۲۳	نقد بدست و دربنک آف انگلینڈ ۲۷۴
۱۶۶۵	مشاغل اصل ۲۳۴
.....
.....	عمارات ۳۱
.....	اہل معاملہ سے وصول شدنی ۱۲۴۹

اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنکوں کی جانب سے اہل معاملہ کو جتنی رقوم ادا شدنی ہے اس کا پچھلے حصہ اہل معاملہ سے جنھوں نے کسی نہ کسی شکل میں بنکوں سے قرضے حاصل کئے ہیں، بنکوں کو وصول شدنی ہے۔ اور اگر ہم انگلستان کے تمام بنکوں کے کاروبار کے اعداد و شمار جوڑ سکیں تو بنکوں کے ذمے کے واجب الادا رقوم کے مقابلے میں رقوم واجب الوصول کا یہ تناسب غالباً کچھ زیادہ ہی ہو جائے گا۔ لیکن ان اعداد کو سروسٹ نہیں پیش کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ چھوٹے چھوٹے بنک اپنے شائع کردہ فرحسابات میں اپنے نقد بدست کو عند الطلب قرضوں سے علیحدہ نہیں کرتے۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ بنکوں کی امانتوں کا بیشتر حصہ جمع کنندوں کی امانتی رقم پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اہل معاملہ کے حاصل کردہ قرضوں کی بنا پر قائم شدہ امانتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر قرضے کی بنا پر جو اہل معاملہ کو دیا جاتا ہے بنک میں اتنی ہی امانت قائم ہو جاتی ہے، اس لحاظ سے چونکہ ہمارے چھٹھے میں ایسے قرضوں کی مقدار ۱۲۴۹ ملین پونڈ ظاہر ہوتی ہے اس لیے ۱۶۶۹ ملین پونڈ مجموعی امانتوں کے منجملہ ۱۲۴۹ ملین پونڈ قرضے دے کر تخلیق کئے گئے ہیں۔

اب اس کی تفہیم کرنے کے لیے کہ قرضے کی بنا پر امانت کس طرح قائم ہوتی ہے، ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ آپ ایک ہزار گنی کی قیمت کی ایک موٹر کار خریدنے کی غرض سے اپنے ساہو سے اتنی رقم بطور قرض حاصل کرنا چاہتے ہو۔ بنا بریں آپ کو قابل بیع وشری دستاویزات اس کے یہاں کفول کرنے پڑیں گے اور اس کے بعد آپ کو قرض مل جائے گا اور آپ کے رواں حساب میں اتنی رقم شریک کر دی جائے گی۔ بقضائے دورانیہ آپ یہ سب انتظامات موٹر کار کی قیمت ادا کرنے سے بہت دن قبل کر رکھتے ہو اور اس لحاظ سے اس مدت کے دوران میں بنک کی امانتوں میں آپ کے ۱۰۵۰ پونڈ کے قرضے کا بعنوان امانت اضافہ ہوتا ہے اور بنک کے چھٹے میں دوسری جانب ”قرضہ جات بر اہل معاملہ“ کی مد میں بھی اتنی ہی رقم کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح ظاہر ہے کہ قرضہ دینے سے بنک میں امانت قائم ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ نے ایک معین مقصد سے قرضہ حاصل کیا نہ کہ اس غرض سے کہ

وہ رقم اپنے بنک ہی میں رکھ چھوڑ دے گا۔ اس لحاظ سے یہ نیال قائم کیا جاسکتا ہے کہ جب آپ نے اس رقم کو موٹر کار کی قیمت ادا کرنے کے لیے استعمال کیا تو امانت زائل ہو جائے گی۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہوتا۔ اگر موٹر کار فرخت کرنے والا آپ ہی کے بنک کا کھاتہ دار ہے (اور ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ یہ بنک بارک لے نامی ہے) تو وہ آپ کے جاری کردہ چیک کو بنک میں بھیج کر اس کی مندرجہ رقم اپنے حساب میں شریک کروائے گا۔ اور بارک لے بنک کی حیثیت اس کی اپنی امانتوں کی حد تک غیر متبدلہ رہے گی، اور آپ کے قرضہ حاصل کرنے سے اس کی امانتوں میں جتنا اضافہ عمل میں آیا تھا وہ بدستور قائم رہے گا۔ لیکن اگر جیسا کہ بظاہر زیادہ ممکن اور غلبہ ہے، بیوپاری کا کھاتہ کسی دوسرے بنک (مثلاً فرض کرو کہ لائڈز بنک) میں ہے، تو وہ آپ کا تحریر کردہ چیک لائڈز بنک میں پیش کرے گا اور لائڈز بنک بعت در ۱۰۵۰ پونڈ بارک لے بنک کا لین دار بن جائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ درحقیقت اس قدر چھوٹا سا معاملہ، بنکوں کے ایک دوسرے کے مقابلے میں کثیر المقدار واجب الادا واجب الوصول رقم کو حساب کتاب میں درج کرنے اور زائل کرنے کے عمل سے، بے باق ہو جائے گا، اور اس کی حیثیت گھاس کی گٹھری میں محض ایک تنکے کی سی ہوگی؛ لیکن سہولت تفہیم کی خاطر ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ یہ چھوٹی رقم کا چیک ہی وہ واحد معاملہ ہے جو بارک لے بنک اور لائڈز بنک کے مابین اس دن میں دن کہ چیک پیش کیا گیا طے پایا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ بارک لے بنک لائڈز بنک کے یہاں بنک آف انگلینڈ کے نام تحریر کردہ ایک چیک بھیج دے گا تاکہ نوخر الذکر بنک میں جہاں جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوگا سب بنک حسابات بے باق کرنے کے لیے رقم جمع کرتے ہیں، بارک لے بنک کی جو رقم بطور امانت جمع ہے اس میں سے لائڈز بنک ۱۰۵۰ پونڈ کی واجب الوصول رقم حاصل کر سکے اور اس معاملے کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ بارک لے بنک میں بڑا قرضہ جات باہل معاملہ ۱۰۵۰ پونڈ بڑھ جائیں گے اور نقد در بنک آف انگلینڈ کی مد میں ۱۰۵۰ پونڈ بارک لے بنک کے حساب میں کم ہو جائیں گے۔ اور اس کے برعکس لائڈز بنک میں ہد امانت ۱۰۵۰ پونڈ کا اضافہ عمل میں آئے گا اور نقد در بنک آف انگلینڈ

کی مد میں بھی لائڈز بنک کے ۱۰۵۰ پاؤنڈ بڑھ جائیں گے۔ لیکن لائڈز بنک کی امانت کی مد میں ۱۰۵۰ پاؤنڈ کا اضافہ آپ کے قرضہ حاصل کرنے کی وجہ سے واقع ہوگا اور گو فروشتہ کار ہی اس رقم کو لائڈز سے حاصل کرے گا مگر نقد کی صورت کی بجائے چکوں کی صورت میں حاصل کرنے کی وجہ سے وہ رقم غالباً صرف چھوٹے چھوٹے اجزائے میں دوسرے بنکوں کی امانتوں میں منتقل ہو جائے گی۔ اور جس وقت تک آپ کا قرضہ ادا شدنی باقی رہے گا اس وقت تک اس کے مقابلے میں کسی نہ کسی بنک میں ایک امانت قائم رہے گی تا وقتیکہ نوٹوں یا سکوں کی شکل میں نقد رقم حاصل نہ کر لی جائے جس کا بہت کم امکان ہے۔ اور اگر نوٹ یا سکے کی شکل میں بھی امانت واپس لے لی جائے تب بھی اغلب یہی ہے کہ یہ نقد زرخیر کسی دوسرے بنک میں جمع ہو جائے اور وہاں اس سے امانت قائم ہو جائے۔ اس طرح ہم اپنے ابتدائی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آپ کے ۱۰۵۰ پاؤنڈ کا قرضہ حاصل کرنے کے عمل نے بحیثیت مجموعی بنک کی امانتوں میں اس رقم کی حد تک اضافہ کر دیا۔

جب کبھی بنک کوئی قرضہ دے گا، خواہ اس کی ضمانت یا کفالت میں قرض گیر صرفے کے تسکات پیش کرے جیسا کہ مندرجہ بالا مثال میں ہوا، خواہ روٹی کی گانٹھ یا بجی ٹن تاننا پیش کرے، یا جب کبھی بنک کسی ہمنڈی پر بٹہ کاٹے گا اس وقت اسی طرح کے استدلال کا اطلاق ہوگا۔ ہر صورت وہ قرض گیر کو باہنڈی فروش کو قرضہ دے کر اتنی رقم اس کے حساب میں اپنی کتاب میں درج کر لیتا ہے، دوسرے الفاظ میں وہ اس کی امانت اپنے یہاں قائم کر لیتا ہے۔ اور گو یہ اغلب بلکہ تقریباً یقینی ہے کہ یہ امانت کسی دوسرے بنک میں منتقل ہو جائے، لیکن اس طرح سب بنکوں کی مجموعی امانتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک کہ قرضوں کا وجود دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ظاہر ہے کہ ایک بنک کے دئے ہوئے قرضے دوسرے بنکوں کی امانت بن جاتے ہیں اور اس کی امانتیں زیادہ تر دوسرے بنکوں کے دئے ہوئے قرضوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ خواہ بنک صرفے کے تسکات ہی میں رقم مشغول کیوں نہ کرے وہی نتیجہ

رونا ہوگا، یعنی یا تو خود اسی بنک کی یا کسی دوسرے بنک کی امانتوں میں اضافہ ہوگا۔ جب کوئی بنک اپنی رقم مشغول کرتا ہے تو وہ تمسک دلال کے توسط سے تمسک خرید کرتا ہے چونکہ بنک میں اس تمسک دلال کا کھاتا ہوتا ہے اس لیے بنک تمسک کی قیمت اس طرح ادا کرتا ہے کہ تمسک دلال کی جمع کردہ امانت میں مقررہ رقم کا اضافہ کر دیتا ہے جس کو ہم ۱۰۰۰ پونڈ فرض کئے لیتے ہیں۔ اس حد تک کاروبار کا اثر یہ ہوگا کہ بنک کے اثاثے یا واجب الوصول رقموں میں بوجہ مشاغل اصل نصف ملین پونڈ کا اضافہ عمل میں آئے گا اور اس کی امانتوں کی مقدار بھی بقدر نصف ملین پونڈ بڑھ جائے گی۔ لیکن دلال صرافے میں اس فروشنده تمسک یا بقول مشہور ”کارندہ“ کو تمسک کی قیمت ادا کرنے کے لیے فوراً چاک تحریر کرتا ہے جس سے معاملہ ہوا اور ”کارندہ“ اس دلال کو چاک لکھ دے گا جس سے اس نے (کارندہ نے) تمسک خریدا اور یہ دلال اپنے موکل کو جو اصلی فروشنده ہے چاک لکھ دے گا۔ ان درمیانی اشخاص کے ہیں جو چاک تحریر ہوں گے وہ تقریباً سب ایک دوسرے کو زائل کر دیں گے، صرف مختلف ہاتھوں سے گزرنے میں قیمتوں میں جو فرق رونا ہوں گے ان کی ادائیگی کی منہائی اور معاہدے کے اسٹامپ کے کاغذ کی ادائیگی بصورت نقد ہوگی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بنک نے (مثلاً ڈیلینڈ نے) نصف ملین کی جو خریداری کی وہ فروخت کے متعدد چھوٹے چھوٹے عملوں پر مشتمل ہو، چنانچہ معاملہ طے اور بیباق ہونے سے قبل بہت سے مدت متاثر ہوں گے۔ لیکن اس مثال کو آسان بنانے کی غرض سے ہم یہ فرض کریں گے کہ پورے نصف ملین پونڈ کے تمسک کسی بیکینی نے فروخت کئے اور یہ کہ بیکینی مذکورہ کو جو نصف ملین پونڈ یا اس کے قریب قریب جو رقم وصول ہوئی ہے اس کے چاک کو بیکینی و لیسٹ منسٹر بنک میں اپنے حساب میں جمع کرا دیتی ہے۔ اس صورت میں آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ڈیلینڈ بنک کے دلال کی ادائیگی سے جو وہ اپنے حساب میں داخل کردہ رقم سے کرے گا ڈیلینڈ بنک کی امانتیں بحیثیت مجموعی غیر متبدل حالت میں رہیں گی اور ڈیلینڈ بنک کے فاضلات سے جو بنک آف انگلینڈ میں جمع ہوں گے نصف ملین پونڈ نکل کر

ولیسٹ منسٹر بینک کے حساب میں جمع ہو جائیں گے۔ اور اس موخر الذکر بینک کی امانتوں میں بھی نصف ملین کا اضافہ عمل میں آئے گا۔ مڈلینڈ بینک کے حصے میں متبادل اہل بقدر نصف ملین بڑھ جائیں گے اور اس کا جو نقد بینک آف انگلینڈ میں ہے اس سے نصف ملین کم ہو جائیں گے۔ گویا مڈلینڈ اپنی اس خریداری سے ولیسٹ منسٹر کی امانتوں میں نصف ملین کا اضافہ کر دے گا۔ چنانچہ ولیسٹ منسٹر اپنے فرد حساب میں اتانے اور واجبات کی جانب اسی قدر اضافہ درج کر دے گا۔ اس لیے کہ بینک آف انگلینڈ میں ولیسٹ منسٹر کے جو فاضلات ہیں ان میں مڈلینڈ بینک سے حاصل شدہ نصف ملین پونڈ کا اضافہ ہو جائے گا۔

لیکن ایک چالاک اور تشکی بینک کے مینجور کے سامنے جو اس قسم کی نظر یہ باری کا قائل نہ تھا جب معاملے کے اس پہلو کو پیش کیا گیا تو اس نے یہ اعتراض کیا کہ عملی صورت میں خرید کردہ تمسک ابتدائی وصولی مالک کے یہاں سے نہ ملے گا بلکہ اس کا رو باری دلال کے ذمے سے دستیاب ہو گا جو اپنا کاروبار قرض پر چلاتا ہو چنانچہ اس کا قرضہ تمسک کے اس لین دین کے ملے پانے کے بعد ادا ہو جائے گا۔ اگر حقیقت میں صورت حال ایسی ہی ہو تو مڈلینڈ بینک کی خریداری کی وجہ سے جو امانت وجود میں آئے گی وہ ”کاروباری“ دلال کے بینک میں تخلیق شدہ امانت کے زائل ہو جانے کی وجہ سے زائل یا متوازن ہو جائے گی۔ اور امانتوں میں کسی قسم کا اضافہ نہ ہو گا۔ اس صورت میں امانت کو زائل کئے بغیر قرضہ ادا ہو جائے گا بصورت دیگر امانت بھی زائل ہو جاتی۔ گویا کہ مڈلینڈ کی خریداری مجموعی امانتوں میں کمی کو رد کرتی جس کے معنی ایک لحاظ سے تقریباً اضافے ہی کے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ”کاروباری“ دلال جس کے تمسک کا ذمہ وہ اس طرح گھٹ گیا اور سرفراہ اپنے ذمے کی پابجائی کرنے اور نئے تمسکات خرید کر ان پر قرض لے اور اس طرح سے ہمارے مفروضہ اضافہ امانت کو واقعی بنا دے۔ چونکہ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ کاروباری دلالوں کے ذمے میں قرض پر خریدے ہوئے تمسکات کی تعداد تقریباً ہمیشہ یکساں رہے گی اس لیے

اس بات کو بطور عام قاعدے کے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جب بینک تسکات خریدتے ہیں تو وہ امانتوں میں اضافہ کرتے ہیں اور اگر ان کی امانتوں میں اضافہ نہ بھی ہوتا تب بھی وہ امانتوں کی تخفیف کو روکتے ہیں جو تسکات کے ”رہن“ سے نکل کر اصلی قابضوں کے ہاتھ میں پہنچنے سے واقع ہوتی۔

اس طرح بمقابلہ قدیم زمانے کے جبکہ بینک نوٹ جاری کر کے کاروبار انجام دیتا تھا اب، جبکہ بینک کا کاروباری نظام امانتوں اور چیکوں کے ذریعے سے عمل کرتا ہے، زر سازی کے اصول کو سمجھنا بہت وقت طلب اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ جس وقت نوٹ تجارت میں آلہ مبادلہ کا کام انجام دیتے تھے بینک معاملہ طے پانے کے بعد ہنڈی پر بیٹہ کاٹ کر یا قرضہ منظور کر کے یا اصل مشغول کر کے نوٹ کی صورت میں اہل معاملہ کو رقم ادا کرتا تھا، اور یہ رسم اس کے (بینک کے) ذمے بصورت نقد واجب الادا ہو جاتی تھی۔ مگر اب وہ قرضہ دے کر یا اصل مشغول کر کے یا ہنڈی پر بیٹہ کاٹ کر اتنی رقم کو بطور امانت اپنے کھاتے میں درج کر لیتا اور اس طرح نقد ادائیگی کی ذمہ داری اپنے سر پر عائد کر لیتا ہے۔ لیکن اس واجب الادا رقم کا اکثر صورتوں میں تقسیم یا فوراً مطالبہ کیا جاتا ہے اور وہ تقریباً فوراً ہی ادا کر دی جاتی ہے، اور اس طرح دوسرے بینک میں بطور امانت ایک ایسے چیک کی شکل میں جو قرض دہندہ بینک یا اصل مشغول کرنے والے بینک کے نام تحریر ہوتا ہے، منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ چیک اس بینک کو جو اسے وصول کرتا ہے یہ حق عطا کرتا ہے کہ وہ بینک آف انگلینڈ سے جہاں دین دار بینک کی رقم بطور امانت جمع ہوتی ہے، مندرجہ چیک رسم وصول کرے اور اعتبار کی جو بہت بڑی مقدار اس طرح پیدا اور منتقل ہوتی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ داد و ستد کی میزان برابر ہو جائے گی۔

66

اب یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ عمل کس طرح ہوتا ہے ہمیں صفحہ (۵۶) انگریزی پر مندرجہ چٹھے سے سب قرضہ جات، بٹہ اور مشاغل اصل اور ان کے مقابل کی امانتوں کی مدوں کو خارج کر دینا چاہیے، اور از سر نو انہیں مرتب کرنا چاہیے۔ ان مدوں کے اخراج سے چٹھا دوسرے اعتبارات سے

سادہ ہو کر یہ شکل اختیار کرے گا:-

ملین پونڈ	اصل اور محفوظ ذخیرہ	ملین پونڈ	(۱) نقد بدست و دربنک آف انگلینڈ ۲۷۴
۱۱۶	منافع و نقصان		
۷	مدامت و مددرواں		(۲) عمارات ۳۱.....
۱۸۲			
۳۰۵	میزان	۳۰۵	میزان

اگر دوسرے ہی دن ان پانچ بینکوں میں سے ہر بینک دس ملین پونڈ کا قرضہ دے اور دو ملین مشغول کرے اور اس رقم کا چکوں کے ذریعے سے مطالبہ کیا جائے اور یہ سب چیک پانچ بینکوں میں سے کسی نہ کسی میں پھر جا کر جمع ہو جائیں تو اس سے مجموعی نقد بدست اور نقد دربنک آف انگلینڈ میں تو کوئی تبدیلی واقع نہ ہوگی۔ لیکن امانتوں کی مجموعی مقدار میں ۶۰ ملین پونڈ کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور اس کا اندراج دوسری جانب قرضوں اور پیشگی ادا کردہ رقموں کی شکل میں حسب ذیل ہوگا:-

ملین پونڈ	اصل اور ذخیرہ محفوظ	ملین پونڈ	نقد بدست و دربنک
۱۱۶	منافع و نقصان	۲۷۴	مشاغل اصل
۷	مدامت و مددرواں	۱۰	قرضے
۲۴۲	۵۰	عمارات
		۳۱	
۳۶۵	میزان	۳۶۵	میزان

اگر اس عمل کو اسی طرح جاری رکھا جائے تو بالآخر ہم انہیں حقیقی اعداد و شمار پر جو ابتدائے پیش کئے گئے تھے پہنچ جائیں گے۔ یہ مفروضہ کہ کاروبار صرف انہی پانچ بینکوں کے

مابین انتقالات کے عمل کی صورت اختیار کرے گا اور ان کے علاوہ دوسرے بنکوں سے کاروبار کا کوئی متعلق نہ ہوگا ہماری پیش کردہ مثال کو بظاہر سطحی اور غیر واقعی بنا دیتا ہے، گوارا کہ ہمیں انگلستان کے سب بنکوں کا مجموعی چھٹا مل سکے تو ہمارا مفروضہ واقعہ ثابت ہوگا۔ اگرچہ ایسا چھٹا اطلالی سکوں اور نوٹوں کی ممکنہ داپسی کی وجہ سے کسی قدر پیچیدہ سا ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی ایسے سکوں اور نوٹوں کی مقدار، منتقل شدہ رقموں کی مجموعی مقدار کا بہت ہی حقیر جزو ہوگی۔ اور یہ بھی انجام کار پھر بنکوں میں جا کر جمع ہو جائیں گے۔

لیکن اگر ہم دوسرے بنکوں کے مسئلے اور ان کے باہمی عمل اور رد عمل کے مسئلے کو حذف کر دیں تو ہم غالباً اس مسئلے کی بہتر طریق پر توضیح کر سکتے ہیں۔ ہم ایک ایسے چھوٹے مقامی بنک کی مثال فرض کرتے ہیں جو کسی قصبے میں واقع ہے اور جس کو وہاں کے سارے بنک کے کاروبار کا اجارہ حاصل ہے۔ اور بنا بریں وہ ہر شخص کو جو قرض لینے کے قابل ہو قرضہ دیتا ہے اور ہر ایسے شخص کی امانت جمع کرتا ہے جو بنک میں حساب رکھنا چاہتا ہو۔ اور ہم یہ بھی فرض کئے لیتے ہیں کہ اس قصبے کے باشندے، جہاں تک کہ مالی معاملات کا تعلق ہے، بقیہ کاروباری دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے بہتے ہیں۔ ہم اس بنک کا ایک فرضی اور سیدھا سا داچٹھا حسب ذیل شکل میں مرتب کر سکتے ہیں:-

لمین پونڈ ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	اصل	لمین پونڈ ۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	نقد بدست
۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ	امانت	۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	مشاغل اصل
.....		۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	بڑا اور قرضے
۱۰۰۰۰۰۰ پونڈ	میزان	۱۰۶۰۰۰۰ پونڈ	میزان

ان سادہ اور مختصر عددوں کے موجود ہوتے ہوئے اور اس قلیل اور گھٹی ہوئی آبادی پر نظر رکھتے ہوئے جس کے کاروبار کی یہ اعداد نمائندگی کرتے ہیں۔ ہم ان تمام

معاملات کے عمل پہلو کا نقشہ برآسانی اپنے ذہن میں قائم کر سکتے ہیں۔ بظاہر ہے کہ یہ چھوٹا سا قصبہ... ۵۰۰۰ روپوں کی امانتیں بنک سے قرضہ لیے بغیر کبھی جمع ہی نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ اتنے چھوٹے سے مقام میں اتنی کثیر رقم کبھی موجود ہی نہ تھی۔ اس کے باشندوں نے غالباً صرف... ۱۰۰ روپوں بطور امانت جمع کئے ہوں گے اس لیے کہ بعد نقد بدست بنک میں کل... ۲۰۰ روپوں میں جن کے منجملہ... ۱۰۰ روپوں حصہ داروں کے حصص کی رقم کھی جاسکتی ہے جو بنک کا اصل ہے۔ اور باقی امانتیں خود بنک ہی کی تخلیق کردہ ہیں۔ چنانچہ بنک نے... ۲۰۰ روپوں نقد بدست کی بنیاد پر مقامی کاغذ کی گرنی اور کرنسی کے کارخانے کی ہنڈیوں پر بڑے کاٹا اور ضمانتوں اور اشیاء کی بنیاد پر جواہل معاملہ کی جانب سے پیش کئے گئے تھے اور جنھیں وہ عمدہ اور قابل قبول خیال کرتا تھا قرضے دئے اور خود... ۴۰۰ روپوں کے ٹکٹات خرید کر کے ان ٹکٹات کی بنیاد پر اہل معاملہ کو اپنے (بنک کے) نام چیک لکھنے کا حق دیا اور اس رقم کی حد تک اپنے کھاتوں میں ان کی امانتیں قائم کر لیں۔

بنک سے قرضہ حاصل کرنے والے غالباً عام طور سے سب، صنایع اور تاجر ہوں گے جنھوں نے پیداوار کی تیاری اور ان کی قیمتوں کی وصولی کے درمیانی زمانے میں ضروری مصارف کے لیے روپیہ فراہم کر لینے کی غرض سے ہنڈیاں جاری کر کے ان پر بڑے کٹوایا اور ان کی بنیاد پر پیشگی رقم بنک سے حاصل کی۔ اس طرح قرضہ لینے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان کی تجارتی حالت خراب ہے۔ منافع انھیں باقاعدہ وصول ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ ایک مرتبہ منافع وصول ہو چکنے کے بعد دوسری مرتبہ منافع حاصل کرنے کی جستجو میں وہ کام شروع کر دیتے ہیں اس لیے قرضہ لے کر ضروری مصارف کے لیے اصل فراہم کرتے ہیں اور بنک ان کے مطالبات ادا کر کے اپنے منشاء تخلیق کو پورا کر رہا ہے اور صنعت کے لیے بطور قرض روپیہ فراہم کرنے کا بدیہی اور سب سے مفید کاروبار انجام دے رہا ہے۔ زمیندار، شغل حاصل کرنے والے اور پیشہ در طبقے جو آخر میں چل کر دولت آفرینوں اور دولت تقسیم کرنے والوں ہی کی کمانی سے پلتے ہیں

اور اس طرح ان سے لگان سود یا فیس کی شکل میں محصول وصول کرتے ہیں، یہی طبقے غالباً سب سے زیادہ بنک میں امانتیں جمع کرتے ہیں۔ چنانچہ بنک سے بڑے، قرضہ یا اور ڈرافٹ کی بنیاد پر چیک لکھنے کا حق حاصل کرنے والوں کے تحریر کردہ چیک جب ان طبقوں کو وصول ہوتے ہیں تو وہ بحسنہ انھیں بنک میں واپس بھیج دیتے ہیں اور مندرجہ نہیں ان کے حساب میں جمع ہوجاتی ہیں۔ صنایع اور تاجر جو بنک سے قرضہ حاصل کرتے ہیں، اس قرضے کا ایک حصہ مزدوروں کی اجرت ادا کرنے کے لیے سکوں کی شکل میں لیتے ہیں۔ یہ سکے مزدوروں سے دکان داروں کے پاس منتقل ہوجاتے ہیں اور جب دکان دار اپنی پس انداز کردہ رقم بنک میں داخل کرتے ہیں تو ہر پھر کر یہی سکے پھر بنک میں واپس چلے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ سب خوردہ فروش دکان دار اپنی تجارت کی نوعیت کی بنا پر سکوں کی رقم مقدار اپنے ساتھ کاروں کے پاس بالعموم رکھتے ہیں اور دوسرے طبقے چیکوں کی شکل میں اپنی امانت جمع کرتے ہیں۔ اس طرح ہر سے کہ قرضوں اور بڑے کی شکل میں اہل معاملہ کی ایک جماعت کو بنک جو اعتبار مہیا کرتا ہے وہ قرضوں اور بٹوں کی بنا پر قائم شدہ امانتوں کی شکل میں دوسرے قسم کے اہل معاملہ کے ذریعے سے بنک میں واپس آجاتا ہے۔

متذکرہ بالا صورت میں ہمیں معلوم ہوا کہ بنک اس مخصوص اور اجارہ داری کی حیثیت میں قلیل سی نقد کی بنیاد پر ہنڈیوں پر بڑے کاٹ کر اور قرضے دے کر چیک تحریر کرنے کا حق تخلیق کر سکتا ہے۔ اور وہ اس بنا پر ایسا کرتا ہے کہ اس کو اس کی پوری توقع ہوتی ہے کہ ایک اہل معاملہ کی جانب سے تحریر کردہ چیک دوسرے اہل معاملہ کے ذریعے سے بنک میں واپس آکر جمع ہوجائیں گے یا اس کو یہ توقع ہوتی ہے کہ بعض مخصوص صورتوں میں، جن میں کہ چیک تحریر کرنے کا حق سکے یا نوٹ نقد لے کر استعمال کیا جاتا ہے، نوٹ اور سکے گردش کرتے کرتے جن جن کے ہاتھ میں پہنچیں گے وہ انھیں وصول کر کے پھر اپنے اپنے حساب میں جمع کرنے کے لیے بنک میں بھیجیں گے۔ چنانچہ جب اہل معاملہ بنک سے حاصل کیے ہوئے قرضوں کو ادا کرتے ہیں یا ان ہنڈیوں کی رقم ان کی میعاد ختم ہونے کے بعد ادا کرتے ہیں جن کو انھوں نے بنک میں

بڑے کاٹنے کے لیے پیش کیا تھا تو اہل معاملہ رقم کی ادائیگی کا یا تو صرف یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ بینک میں اپنی پس انداز کردہ رقم امانت کی بنیاد پر بینک کو خود اسی کے نام چیک تحریر کر دیتے اور اس طرح اپنی امانتوں کو زائل کر دیتے ہیں یا جیسا کہ اغلب ہے یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ نقد سکے اور نوٹ بینک میں بھیج دیتے ہیں، اور یہ نقد سکے اور نوٹ انھیں ایسے اخصاص سے وصول ہوتے ہیں جو بینک سے اپنی نقد امانت واپس حاصل کرنے کی غرض سے اپنی امانت زائل کر دیتے ہیں۔ اس طرح بینک جب قرضے دیتا اور ہنڈیوں پر بڑے کاٹتا ہے تو وہ اپنے یہاں اتنی ہی رقم کی امانت قائم کر لیتا ہے اور جب یہ قرضے ادا ہو جاتے ہیں اور ہنڈیوں کی رقم مدت معینہ کے بعد وصول ہو جاتی ہے تو وہ اس قائم کردہ اعتباری امانت کو زائل کر دیتا ہے۔ گو عملی کاروبار میں یہ زیادہ اغلب ہے کہ ایک کا لیا ہوا قرضہ جب ادا کر دیا جائے اور ہنڈی کی رقم جس پر بڑے کاٹا گیا تھا جب مدت معینہ کے بعد ادا ہو جائے تو از سر نو دوسرے کو قرضہ دے دیا جائے اور دوسری ہنڈیوں پر بڑے کاٹا جائے۔

اس چھوٹے سے بینک کی مثال سے جو ایک فرضی دور افتادہ قصبے میں واقع ہے، ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کس طرح اسی کے بالکل مماثل انگلستان کے بینکوں کا کاروبار بھی بحیثیت مجموعی انجام پاتا ہے۔ اگرچہ انگلستان کے بینکوں کے کاروبار کجاہاں تک تعلق ہے وہاں تک ایک بینک سے دوسرے بینک میں منتقلات عمل میں آنے کی وجہ سے معاملات پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بینک کے کاروبار کے نشو و ارتقا کی تاریخ اسی قسم کے عمل کو بیان کرتی ہے۔ ابتداً جب بینک اجرائے نوٹ کا کاروبار کرتے تھے تو وہ اپنے جاری کردہ کاغذی زر کی شکل میں اہل معاملہ کو زر بطور قرض دیتے تھے اور اس لحاظ سے ان کے رقوم واجب الوصول میں قرضے درج ہوتے تھے اور رقوم واجب الادا میں بالمقابل ان کے جاری کردہ نوٹ درج ہوتے تھے۔ بینک نوٹ جاری کرتا تھا اور ان ہی نوٹوں کو بطور قرض قرض گیرندہ کو دیتا تھا۔ موجودہ زمانے میں بینک اپنے کھاتوں میں اعتباری امانت تخلیق کرتا ہے، اور اس لحاظ سے اس کے چھٹے کے واجب الادا کے خانے میں جاری کردہ نوٹوں کی بجائے مدرواں اور مدا امانت درج ہوتے ہیں۔

بنک اپنے اہل معاملہ کی مدد کے بغیر اس اعتبار کی تخلیق نہیں کر سکتا۔ اس بنا پر ممکن ہے کہ یہ معارضہ کیا جائے کہ اس اعتبار کی تخلیق کرنے والے بنک نہیں ہیں بلکہ اہل معاملہ ہیں جو ان کے پاس قرضے کی درخواست پیش کرتے ہیں اور دوسرے وہ ضمانتیں ہیں جو اہل معاملہ کی جانب سے پیش کی جاتی ہیں اور جن کو بنک مناسب کفالت خیال کرتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بنک اس وقت تک قرضے نہیں دے سکتے جب تک کہ کوئی قرضے کی درخواست نہ کرے۔ اور اس طرح ان کے قرضہ دینے کی صلاحیت کا مدار قوم کی ضرورتوں پر اور اس غیر کفولہ ملک و جائداد کی رسد پر ہے جس کو قوم بطور ضمانت پیش کرنے کے لیے ہتیا کر سکتی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ کہ آیا تخلیق کا کام بنک انجام دیتے ہیں یا ان کے قرض گیرندہ اہل معاملہ انجام دیتے ہیں اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں رکھتا جب تک کہ یہ واقعہ ذہن نشین رکھا جائے کہ بنک کے چٹھوں میں امانتوں کی عینی مقدار درج کی جاتی ہے ان کا بیشتر حصہ کتابی اعتبار کی بنا پر جو بیڑہ قرضہ یا اور ڈرافٹ کی شکل میں دیا جاتا ہے تخلیق کیا جاتا ہے، اور یہ اعتبار اہل معاملہ کی درخواست پر ان کو بنکوں کی جانب سے دیا جاتا اور ان اہل معاملہ کے پاس سے دوسروں کے پاس منتقل ہوتا ہے۔

عام نتیجہ جو اخذ کیا گیا ہے یہ ہے کہ کاروبار کرنے کے دوران میں بنک میں جو امانتیں قائم ہوتی ہیں ان کی بنیاد ایک تو قلیل حد تک اس زر نقد پر ہوتی ہے جو جمع کنندوں کی جانب سے بنک میں جمع کیا جاتا ہے۔ دوسرے بڑی حد تک ان تسکات پر ہوتی ہے جن کو اعتبار تخلیق کرنے والے خریدتے ہیں (مگر پھر بھی ان کی مقدار نسبتاً قلیل ہی ہوتی ہے) اور تیسرے سب سے زیادہ مقدار میں ان قرضوں پر ہوتی ہے جو اعتبار تخلیق کرنے والے بنکوں کی جانب سے دئے جاتے ہیں۔

لیکن اس اخذ کردہ نتیجے میں کوئی ایسی چیز نہیں جو تعجب خیز ہو۔ اگرچہ وہ لوگ جو بنک کی کل امانتوں کو جمع کنندوں کی جانب سے جمع کردہ زر نقد تصور کرنے کے شوگر ہو چکے ہیں، جب معاملے کا دوسرا رخ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو اس سے بعض اوقات

سخت حیرت زدہ ہوتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ بنک کا قائم کردہ اعتبار گویا بنکوں اور ان کے اہل معاملہ کے مابین ایک قسم کی ناروا سازش ہے۔ خفیہ سے غور و خوض سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کاروبار میں سہولت پیدا کرنے والی اور نہایت باقاعدہ چلنے والی اعلیٰ درجے کی کل ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف سکون کے استعمال میں کفایت ہوتی ہے، بلکہ غیر معمولی سہولت اور کم مصارف کے ساتھ ایک نہایت مکمل زر رائج الوقت فراہم ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا اس امر پر بھی ہمیں مایوسی اور استعجاب کی مطلق ضرورت نہیں ہے کہ بنک کی امانتیں، جہاں تک کہ وہ بطور قرض لی جاتی ہیں اگر ایک طرف دولت کی زیادتی کا ثبوت ہیں، تو دوسری طرف ترخص داری کی بھی وسیل ہیں۔

پہنچ جانے کے لیے کہ ان تمام قوموں میں، جو مدت دراز سے صفحہ روزگار پر آباد ہیں، منظم اور صنعتی حیثیت سے ترقی یافتہ ہیں، دولت کے وسیع اور کثیر ذخیرے جمع ہیں۔ اور اگر ان سب اندوختوں اور ذخائر کو بنکوں میں اکٹھا بھی کر دیا جائے اور ان کا عہدہ ہی تخمینہ کیا جائے تو اس معلومات سے کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن یہ تصور کہ قرض داری کی مقدار اور زر چیک کی مقدار، جس کے ذریعے سے قرض داری دست بہ دست منتقل ہوتی ہے، اتنی ہی کثیر ہے، بہت ہی نادر، اننگ افزا اور عدیم النظیر تصور ہوگا۔ یہ انسان کی ذہانت و ذکاوت کی نہایت عجیب و غریب مثال ہے جو تجارت، کوٹھی کے کاروبار اور تخمین میں سہولت اور ترقی پیدا کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہے اور اس کی نشوونما اور ترقی کا امکان محض اس تجربہ اعتماد اور اعتبار کی بنا پر عمل میں آیا جو انگریزوں کی کثیر تعداد کو ایک دوسرے کی تجارتی صلاحیت اور راست بازی اور کسی صورت میں بھی خوش معاملگی کو ہاتھ سے نہ دینے پر ہے۔

اس نظام میں اگر کوئی خافی ہے تو یہ کہ وہ بہت مکمل ہے۔ انگلستان میں بنک کا کاروبار اس قدر قابلیت اور کامیابی کے ساتھ چلایا گیا ہے اور خصوصاً مشترک سرمائے کے بنکوں کی بنیاد قائم ہونے کے بعد سے اور اشاعت معلومات کا طریقہ (جو ان بنکوں کے

قائم ہونے کی بنا پر ضروری ہو گیا اجاری ہونے کے بعد سے بنک کے کاروبار میں اس درجہ استقلال کے ساتھ ترقی ہوئی ہے کہ بعض اوقات اس امر کا مشکل سے یقین آتا ہے کہ محض اعتبار تخلیق کر کے اور چک تحریر کرنے کا حق مستعار وے کر بنک تجارنی کاروبار کی رفتار کو کیونکر تیز کر دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بنک محض اس امر کو فرض کر کے چک تحریر کرنے کا حق مستعار دیتے ہیں کہ اس طرح جو چک تحریر کئے جائیں گے وہ تقریباً سب کے سب ایک دوسرے کو زائل کر دیں گے اور نقد زرت انونی کے لیے بنکوں سے مطالبہ کئے جانے کی نوبت نہ آئے گی۔ اور اس طرح تجارتی گرم بازار کے زمانے میں بنک اعتبار کی کثیر مقدار فراہم کر کے تجارتی کاروبار کے پتوں کی گردش بہت تیز کر دیتے ہیں، اور خود بھی سالانہ کاروبار سے خاصا منافع رولتے ہیں۔ اگر اعتبار نقد بدست کے اندازہ سے بہت زیادہ بڑھ جائے تو اس کو گھٹا دیتے اور ہاتھ روک لیتے ہیں۔ اگرچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلطی سے غیر اطمینانی فرض بھی دے بیٹھتے ہیں۔ بنک کا بیوپار کرنے والوں کی موجودہ نسل کے نزدیک عوام کی جانب سے بنک پر رقم نکالنے کی پورش ایک قصہ پارینہ ہے اور ایک گزشتہ واقعے کی یادگار سے بڑھ کر اہمیت نہیں رکھتی۔ اس لحاظ سے بعض اوقات ممکن ہے کہ انیس بنک کے کاروبار کا عمل ایسا ہی سادہ اور آسان معلوم ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لیکن ایسے دورانہ میں محاط، دیرینہ تجربہ رکھنے والے اور مستقل مزاج ساہوکاروں کی بڑی اکثریت جو اپنے اور اپنے اہل معاملہ کے مابین باہمی فرض داری کی بنیاد پر اس طرح کا عجیب و غریب اور ساحرانہ کاروبار انجام دیتے ہیں، اس بات کو کافی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس مسئلے کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ جس طرح کہ ایک سائیکل سوار ہجوم سے بھری ہوئی سڑک کو طے کرتے وقت اپنی زندگی کے لیے نہ صرف اپنی ہمارت پر منحصر ہوتا ہے بلکہ دوسرے راہ گروں اور سواروں کی احتیاط پر بھی اس کی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے، ٹھیک اس طرح انگلستان کے بنکوں کے کاروباری نظام کی بقا نہ صرف اس کے عمدہ اندرونی انتظام پر مبنی ہوتی ہے بلکہ عوام اور اہل معاملہ کے عقل و ہوش پر بھی منحصر ہوتی ہے۔

عوام کے عقل و ہوش کے بجا رہنے پر بنکوں کا یہ انحصار اس بنا پر پیدا

ہوتا ہے کہ بنک کی امانتیں عند الطلب یا نظری حیثیت سے ایک ہفتہ قبل اطلاع دینے پر بصورت نقد قابل ادائیگی ہوتی ہیں، ایک ہفتے کی اطلاع دے کر جو امانتیں واپس طلب کی جاتی ہیں وہ بھی عملاً ایسی نہیں ہیں جو عند الطلب واجب الادا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ اگر کوئی شخص اپنی جمع کردہ امانت کو اطلاع دے کر دفعہ طلب کر بیٹھے تو بنک کے لیے ادائیگی سے انکار کر دینا بہت مشکل ہوگا۔ اس لحاظ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر عوام یا ان کا کثیر حصہ اپنے اجتماع حواس کو بالائے طاق رکھ کر جمع کردہ امانتوں کو دفعہ واپس لے لینے کا ہتھیہ کر لے تو بنکوں کی حیثیت، اگر ان کے پاس کافی مقدار میں زرقا نوئی موجود نہ ہو جس کی مدد سے وہ ابتدائی مطالبات کو استقلال کے ساتھ ادا کر کے شورش کو فرو کر سکیں، متزلزل ہو جائے گی، اور ان کی جان پر آبنے گی۔

بظاہر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ چونکہ بنک کی امانتوں کا بیشتر حصہ، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، قرضوں اور بٹوں کی شکل میں دیئے ہوئے اعتبار پر مشتمل ہوتا ہے لہذا کسی بنک پر اتفاقیہ طور سے جمع کنندوں کی جانب سے زخم ہونے کی صورت میں اپنی جان بچانے کے لیے بنک اپنے دئے ہوئے قرضے واپس طلب کر سکتا اور اس طرح جمع کنندوں کے مطالبات ادا کر سکتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ معاملات کا تصفیہ اس آسان طریقے سے نہیں کیا جا سکتا۔ اول تو اس وجہ سے کہ بنک قرضے بالعموم مدت معینہ کے لیے دیتے ہیں لیکن اپنے ذمے کی واجب الادا رقموں کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، انھیں عند الطلب ادا کرنا پڑتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ اس پر آشوب زمانے میں جبکہ بنک پر سخت یورش ہوتی ہے اکثر قرض گیدوں کا ادائے رقم سے معذوری ظاہر کرنا تقریباً یقینی ہے۔ ایسی صورت میں بنک کے لیے صرف یہ چارہ کار باقی رہ جاتا ہے کہ قرضوں کی ضمانت میں جو اشیاء یا تمسکات اس کی تحویل میں ہوں انھیں یا دوسرے کفولہ املاک کو فروخت کر کے رقم حاصل کرے، لیکن ایسے پر آشوب زمانے میں جو ہمارے موضوع میں فرض کیا گیا ہے، املاک، زیورات، یا تمسکات فروخت کرنا سیرھی کھیر ہے۔ جس قدر تشدد کے ساتھ ادائیگی کا مطالبہ ہو رہا ہے اسی قدر سرعت کے ساتھ ان کا فروخت کر دینا اس کے لیے ناممکن ہے۔

اس کے علاوہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، چونکہ ایک بینک کے قرضوں کی بنا پر دوسرے بینکوں میں امانتیں قائم ہوتی ہیں اس لیے ایک بینک کے قرضوں کی رستم واپس طلب کرنے کی کوشش کی وجہ سے دوسرے بینکوں کی امانتوں پر دباؤ پڑے گا اور اس طرح خرابیاں بڑھتی اور دور دور تک پھیلی جاتی گی۔ لیکن عام بینک کے کاروبار میں آفت کے نازل ہونے سے جو خطرناک صورت رونما ہوگی اس کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ موجودہ حالات کے تحت ان کا تصور ناممکن ہے۔ اتنا بھی جو حال بیان ہوا وہ اس غرض سے بیان کرنا پڑا کہ اس فرض منصفی کی اہمیت و عظمت معلوم ہو سکے جو اس کاروبار کی تہ میں مضمر ہے اور جس کی بدولت کاروبار سہولت اور تسلسل کے ساتھ انجام پاتا ہے اور اس ذمہ داری کا اندازہ کیا جاسکے جو اس کاروبار کو سراسر انجام دینے والے فلیق اور مستقل مزاج حضرات کے سروں پر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بینک کے کاروبار کے ڈھانچے کو گوشت پوست سے الگ کر کے پیش کرنا اس وجہ سے بھی ضروری ہوا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ عوام کے عقل و ہوش سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور اس طرح نقد کا مطالبہ اور تقاضا کرنے کی صورتوں میں بینکوں کی جانب سے شدید خرم و احتیاط اور جھگڑی کی کس قدر ضرورت ہوتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس معاملے میں عوام اور بینک ایک دوسرے پر عمل اور عمل کرتے ہیں۔ ایک کا طرز عمل دوسرے کو لازمی طور سے متاثر کرتا ہے جتنا نچا کر عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ بینک کی مالی حیثیت استوار ہے اور وہ بلا وقت اچانک مطالبات کی ادائیگی کر سکتا ہے تو امانتوں کو بینک میں رکھنے کی بجائے وہاں سے نکال لینے اور گھروں میں اندونٹے جمع کرنے کا سودا ان کے سر میں کبھی نہ پیدا ہوا۔ اور اس لحاظ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر بینک خطرات سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو نقد زر قانونی کی شکل میں ایک مضبوط اور چربا کردہ خطرات کو پیدا ہونے سے قبل ہی بڑی حد تک روک سکتے ہیں۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نوٹ جاری کرنے والے بینک نقد ذخیرے کا مناسب لحاظ رکھنے بغیر جس کی مدد سے انھیں عند المطالبہ نوٹوں کو ادا کرنا تھا، اپنے جاری کردہ نوٹوں کی شکل میں قرضے دیکر کس طرح اپنے لیے خطرات مول لیتے تھے۔ اس لحاظ سے موجودہ زمانے کے چیک بنانے والے بینکوں کو بھی اپنے دئے ہوئے قرضوں اور

دوسرے مطالبات کے ادا کرنے کے لیے نقد زر قانونی کا کافی مقدار میں رکھنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی نوٹ جاری کرنے والے بنکوں کی طرح خطرات میں مبتلا ہو جائیں گے۔

بنک جو اعتبار مستعار دیتے ہیں اگر وہ چکوں کے اجرا کے حق کی شکل میں نہ دیا جاتا جن کی ادائیگی عند الطلب ضروری ہے تو بنکوں کے قرض دینے کی وسعت محض اہل معاملہ کے مطالبات اور ان ضمانتوں کی حد تک ہوتی جن کو وہ پیش کر سکتے مگر اہم واقعہ کہ قرضہ اجراءے چک کے حق کی شکل میں دیا جاتا ہے، رقوم واجب الادا کے مقابلے میں نقد بدست کا کافی ذخیرہ رکھنے کے مسئلے کو پورے کاروبار کا ایک اہم اور اساسی عنصر بنا دیتا ہے۔

یہ سرمایہ محفوظ بنک آف انگلینڈ کے جاری کردہ نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے جو وہ اپنے ترخانوں اور گلہ میں رکھتے ہیں۔ اور دوسرے اس نقد ذخیرے پر مشتمل ہوتا ہے جو وہ اپنے حساب میں بنک آف انگلینڈ میں جمع رکھتے ہیں چنانچہ بنک کے فرد حساب کے واجب الوصول رقوم کے خانے میں پہلی مدد نقد بدست دفن اور بنک آف انگلینڈ کا مطلب یہی نقد ذخیرے ہیں۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ چھٹے کی دوسری جانب رقوم واجب الادا کے تحت ”مدروان امانت اور دوسری مدد“ کا امداد ہوتا ہے۔ اگر ان رقوم واجب الادا کے مقابلے میں نقد ذخائر کی نسبت دریافت کی جاسکے تو معلوم ہوگا کہ بنک جن کی مالی حالت چھٹے میں درج ہے، نقد کی کتنی مقدار رکھنا مناسب اور واجب تصور کرتے ہیں۔ اس تناسب کے تعین کے بارے میں انگلستان میں کوئی خاص قاعدہ

یا قانون نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کوئی قاعدہ مقرر بھی کیا جاتا تو وہ ناقابل عمل ہوتا اس لیے کہ بنکوں کے کاروبار کے حالات میں اس قدر وسیع اختلاف ہے کہ ایک بنک کے لیے جو شرح تناسب بشکل موزوں ہو دوسرے بنک کے لیے ضرورت سے زائد اور مضر ہوگی۔ بنک کے کاروبار کی عمدگی اس پر مبنی ہے کہ تجارت کو اعتبار کے معاملے میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ مدد ہم پہنچائی جائے لیکن اسی کے ساتھ اس پر مبنی ہے کہ جب نقد کا تناسب رقوم واجب الادا

کے مقابلے میں اس معیار سے گھٹ جائے جس پر اس کو احتیاط اور دوراندیشی کے
 اقتضا کے مطابق قائم رہنا چاہئے، تو قرضہ دینے سے ہاتھ روک لیا جائے یہی اعتدال
 کے وہ حدود ہیں جن کے اندر کامیاب بنیکر گورنمنٹ کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔
 اب ان حدود کے اندر صحیح اعتدال کا راستہ کون سا ہونا چاہیے اس کا بہترین اندازہ
 صرف کامیاب ماہر فن ہی کر سکتا ہے۔ اگرچہ کثیر منافعہ سیٹھنے کی خواہش اور سابقہ
 کا دباؤ اس کو بہت شد و مد کے ساتھ یہ ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنے نفع کے
 تناسب کو بہت گھٹا دے۔ لیکن انگلستان کے بنکوں کے کاروبار کے اعلیٰ روایات
 اور جائز نکتہ چینیوں اور عوام کے دماغی کیفیات کا خوف دانشمندی اور احتیاط سے
 کام لینے کی تائید میں ہیں۔

بنک کے کاروبار کی عہدگی عہدہ قوانین بنانے سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ
 عہدہ ماہرانہ بنک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح ایک بہترین طریقہ پر
 مرتب کردہ نظام کا اس کے منتظموں اور کارفرماؤں کی نااہلی اور خیانت سے
 تباہ ہو جانا ناگزیر ہے۔ اسی طرح جب تک کہ بنک کے کاروبار کو چلانے والے
 منتظم خود راست باز اور قابل لوگ نہ ہوں، یا جب تک وہ اہل معاملہ کی
 بدگمانیوں سے بنک کو محفوظ نہ رکھ سکیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ کوٹھی کے
 کاروبار کی کل کے دوسرے اجزا کا کارہ ثابت ہو چکے ہوں، اس وقت تک
 کوئی بہتر سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کا بنک کا کاروباری نظام کاروبار کی عہدگی کا
 ضامن نہیں ہو سکتا۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں وفاقی سرکار کے نظام کے قائم ہونے سے پیشتر
 بڑے بڑے شہروں کے قومی بنکوں پر قانون نے یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ اپنے پاس
 نقد ذخیرہ اتنا رکھیں جو ان کی امانتوں کے ۲۵ فی صد کے مساوی ہو۔ اور اس لحاظ سے
 حکومت کے عہدہ داروں کی جانب سے معائنہ عمل میں آتا تھا اور اس کی نگرانی
 کی جاتی تھی کہ آیا نقد ذخیرہ کی واجبی مقدار رکھی گئی ہے یا نہیں۔ مگر اتنے بڑے اہام کے
 باوجود جب ۱۹۰۶ء کے موسم خزاں کی آفت نمودار ہوئی تو ریاستہائے متحدہ کے بنک
 رقم کی ادائیگی موقوف کرنے پر اس وجہ سے مجبور ہو گئے کہ ان کے خلاف عوام میں

بدگمانی پھیل گئی تھی۔ اگر اس وقت نقد ادا کرنے سے انکار کرنے کی سیدھی سادی عارضی تدبیر اختیار نہ کی جاتی تو عوام اپنا تقریباً سب نقد روپیہ واپس لے لیتے۔ اس میں شک نہیں کہ اس ستم کا سوءظن قائم کرنے میں مبالغے سے کام لیا گیا تھا چنانچہ امریکا کے اکثر بنکوں کی صورت میں یہ سوءظن حق بجانب نہ تھا۔ لیکن امریکا والے ان معاملات کا ذکر کرتے وقت اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس سوءظن کے کچھ نہ کچھ واجبی اسباب ضرور تھے۔ غالباً نقد ذخیرے کے قانونی طور پر متعین کر دیئے جانے ہی نے امریکا کے بنکوں کو بقیہ اثاثے کی نوعیت کی طرف سے بے پروا بنا دیا تھا۔

لیکن جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا امریکا کے زر کا نظام وفاقی سرکار کے بنکوں کے قیام کی وجہ سے اس قدر کلیتہً تبدیل ہو گیا ہے کہ سٹاک اور وکعات اب صرف تاریخی نقطہ نظر سے کسی قدر دیکھی رکھتے ہیں یعنی وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ امانتوں کے مقابلے میں نقد کا قانونی تناسب مقرر کر دینا بھی بعض حالات کے تحت بنکوں کو آفت سے نہیں بچا سکتا۔

انگلستان میں اس معاملے میں قانون کی جانب سے کسی قاعدے کی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔ اور عامۃ الناس کو اس کا کامل اطمینان ہوتا ہے کہ ان کی امانت اعیانوں کی دیانت داری اور قابلیت کی وجہ سے محفوظ ہے۔ جب تک یہ اعتماد قائم رہتا ہے اس وقت تک کوئی آنچ نہیں آسکتی اور معاملات بخوبی انجام پاتے ہیں لیکن جو شخص عامہ خلایق کے اختیار کی بنا پر کاروبار کرتا ہے، اسے خود کو اس اعتبار کا مستحق بھی ثابت کر دکھانا چاہیئے، نیز اس کے لیے بھی تیار ہونا چاہیئے کہ اگر مستحق اعتبار ہونے کے باوجود عامہ خلایق اپنی کسی غلطی سے اپنی رقومات واپس لے لیں تو وہ اس اتفاقی حادثے کی روک تھام بھی کر سکے۔ اسی لئے بنک کا کاروبار کرنے والوں کو اپنی حیثیت مضبوط رکھنے کے لئے ہر سہہ وقت چوکس اور مستعد رہنا پڑتا ہے۔

ابھی حال میں بنکوں کی کاروباری حیثیت میں جو استحکام عمل میں آیا اس کی وجہ سے اگرچہ زر نقد رکھنے کا مسئلہ بمقابلہ سابق بہت کم اہمیت رکھتا ہے پھر بھی رقوم واجب الادا کے مقابلے میں زر قانونی کی مناسب اور کافی مقدار

رکھنا سا ہو کار کے تاج کا بہت ہی ضروری اور قیمتی جو اہر ہے۔ اور زر قانونی کے معنی طلا یا بینک آف انگلینڈ کے نوٹ ہیں۔ سونے کے سکوں کا اب رواج نہیں رہا لیکن چونکہ بینک آف انگلینڈ کے نوٹ ایک معینہ مقدار گزر جانے کے بعد صرف مساوی طلا کی بنیاد پر جاری کئے جاسکتے ہیں اس لیے ہم دوبارہ اس مسئلے پر پہنچتے ہیں کہ طلا اعتبار کی بنیاد کا جزو ہونے کی حیثیت سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔

بنکوں کا اعتبار جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ان قرضوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اہل معاملہ کو ایشیا یا تمکات کی بنیاد پر دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس حد تک ان ایشیا اور تمکات کو اعتبار کی بنیاد کہا جاسکتا ہے۔ لیکن چونکہ بینک کے کاروبار میں دوراندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ مستعار دئے ہوئے اعتبار کا انحصار لازمی طور سے زر قانونی کی موجودہ مقدار پر ہو اور یوزر قانونی طلائی سکے یا بینک آف انگلینڈ کے نوٹ ہیں اس لیے طلا جو بینکوں کی تجویروں میں یا ان سب کے سا ہو یعنی بینک آف انگلینڈ کی تجویری میں موجود ہے اعتبار کی رسد پر بہت اہم اثر ڈالتا ہے۔ پھر عی طلا کی ممکنہ رسد کی مقدار پر زر کے بازار کا بحیثیت مجموعی شہر لندن کا اور ہمارے سب زر کی رسد کا جو انحصار ہے اس پر حال میں بہت کچھ اعتراضات کئے گئے ہیں۔ اس کی بحث آگے آئے گی مہرست یہ کہہ دینا کافی ہے کہ زر کے بازار میں سونے کی طلب اس وجہ سے ہے کہ محض سونا ہی بین الاقوامی ادائیگی کی ایک عام اور قابل قبول شکل ہے۔ اگر ہم اپنے ملک کے زر کو سونے سے وابستہ کر دیں تو دوسرے تمام سونا استعمال کرنے والے ملکوں سے بھی ہمارا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ پس یہ بحث ہمیں بین الاقوامی زر کے بازار کی بحث کی جانب لے جاتی ہے۔

چھٹا باب

دُنیا کا زر کا بازار

(۱) دنیا کا زر کا بازار۔ (۲) جنگ کے بعد سے مغرب کی سمت دولت منتقل ہونے کی وجہ سے اس بازار میں بہت بڑی تبدیلی و توسیع عمل میں آئی۔ (۳) سن ۱۹۱۴ء کی حالت، (۴) لندن کا موسومہ ڈرافٹ، تجارت بین الاقوام میں زر نقد کی حیثیت رکھتا ہے۔ (۵) موجودہ حالت (۶) امریکا کا نیا نظام (۷) فرانس اور فرانک۔ (۸) جرمنی کی حالت (۹) بین الاقوامی بے باقی کا بنک۔ (۱۰) لندن کی قوت اور مشکلات۔

یہاں تک زر کے موضوع سے صرف انگلستان کے داخلی تجربے کی حد تک اور انگریز اور اس کے سامہو کے باہمی تعلقات کے نقطہ نظر سے بحث کی گئی۔ ہنڈی کی ابتدا اور اس کے نشوونما اور تقا کے بیان میں البتہ اس حد سے قدرے تجاوز کیا گیا۔ لیکن ویسے عام طور سے ہمساری بحث کا تعلق ایک تو زر کی ان شکلوں سے رہا جن کے ذریعے سے انگلستان کے باشندے اشیاء و خدمات خرید و فروخت کرتے ہیں، اور

دوسرے اس عمل سے جس کے ذریعے سے وہاں کے ساہوکار اور اہل معاملہ زر نقد کی یہ نیکیاں اور اشیاء اور تسکات کی بنا پر قرض لے کر ان کو تحریر کرنے اور استعمال کرنے کے حق تخلیق کرتے ہیں۔

لیکن محض انگلستان کے داخلی حالات کے معائنے سے جو اندازہ ہوا اصل زر کا بازار اس سے کہیں زیادہ وسیع اور دلچسپ چیز ہے بلکہ زر کا بازار دوسرے سب بازاروں کے مقابلے میں بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ اس لئے کہ سوائے گہوں کے بازار کے اور ہر شے کے بازار کے مقابلے میں وہ روئے زمین کے بہت زیادہ وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور جنگ کے بعد سے اور دولت کی مغرب کی سمت منتقلی سے تو بین الاقوامی زر کے بازار میں عظیم الشان انقلاب واقع ہوا ہے۔ جس کے ابتدائی اثرات ہمیں اب نظر آنے لگے ہیں۔

نقدین دین میں دنیا میں بظاہر ہر جگہ زر استعمال ہوتا ہے۔ روئے زمین پر جہاں جہاں انسان خرید و فروخت کرتے ہیں وہاں ایسے کسی نہ کسی آلہ مبادلہ کا استعمال ہونا ضروری ہے جو عام طور سے ان کے ملک میں قبول کیا جاتا ہو خواہ وہ مرکزی جمہوریہ امریکا کا من مانا جاری کیا ہو یا غیر بدل پذیر کاغذی ڈالر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اپنے وسیع معنوں میں یعنی بنکوں کے قرضوں یا امانتوں کے مفہوم میں بھی زر ایک ایسی شے ہے جس کا استعمال تمام روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے یا کم از کم جس کی طلب عام ہے۔ اور جب سے افق مغرب میں ایک نیا روشن گرڈ صطل برنج طلوع ہوا ہے یعنی امریکا کے زر کے بازار کا وجود میں آنا اس وقت سے بین الاقوامی زر کے معاملات میں بہت بڑی حد تک تغیر و تبدل عمل میں آیا ہے۔ راقم الحروف نے جب ۱۹۰۵ء میں یہ کتاب لکھی تو اس میں مندرجہ ذیل فقرات موجود تھے جو آج داستان فرسودہ ہو گئے ہیں لیکن وہ اس زمانے کے حالات پر بڑی حد تک صادق آتے تھے۔

اس قسم کا زر جس پر اس تعریف کے وسیع مفہوم کا اطلاق ہوتا ہو صرف لندن ہی میں بہ افراط اور آزادی کے ساتھ مل سکتا ہے جس کے معنی یہ ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ طلا طلب کرنے کا حق اور طلا کی صورت میں مطالبہ وصول کرنے کا یقین لندن میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ بین الاقوامی مالیات میں کارآمد و سود مند ثابت ہونے کے لیے

زر کے واسطے ضروری ہے کہ وہ فوراً بلاتا خیر و تامل طلب سے بدل پذیر ہو۔ اور صرف طلا ہی ادائیگی کی ایک ایسی واحد شکل ہے جو تمام معاشی ترقی یافتہ ممالک میں عام طور سے اور ہمیشہ قبول کی جاتی ہے۔ اور اس قسم کا زر صرف لندن میں دستیاب ہو سکتا ہے کئی سال ہوئے کہ امریکا میں ایک ڈیجسٹرز بزمیو ٹیشیل شائع ہوئی تھی۔ اس کے ایک سین میں ایک عورت کاغذوں کا ایک پلندہ اٹھا کر احتجاج سے اپنے شوہر سے استفسار کرتی ہے :- ”تم نے مجھے روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر یہ کاغذوں کا پلندہ کیسا؟“ شوہر جواب دیتا ہے :- ”یہ زہر نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ یہ واپاش ہے؟“ واپاش کسی ریلوے کنبی کے تسک کا نام تھا جس کی قیمت بہت مشتبہ تھی اور جو روزمرہ کے چھوٹے موٹے خرید و فروخت میں بطور آلہ میادلہ استعمال نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ مثال اس شخص پلیمینہ صادق آتی ہے جس نے لندن کے سوا کسی دوسرے مرکز میں روپیہ جمع کیا جو اور اپنی رقم کو واپس لینا یا قرضہ حاصل کرنا چاہتا ہو۔ کیونکہ اس کو نقد طلا نہیں ملے گا بلکہ واپاش کی طرح کی دستاویز ملے گی جس سے اس کی فوری غرض پوری نہیں ہو سکتی۔

88

”یوں تو اہل فرانس بنک کے کاروبار کے فن کے بہت زبردست ماہر ہیں اور ان کی عدیم المثال کفایت شعاری کی بدولت ملک میں شافل اصل کو جذب کرنے کی غیر محدود صلاحیت موجود ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی قرضے کے بازار میں پیرس ایک بہت ہی اہم حیثیت کا مالک ہے۔ لیکن فرانس کے باشندے بالطبع بہت ہی محتاط واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ بینک آف فرانس اس قسم کا کاروبار کرنے سے محترز ہے جس کو انگلستان میں حقیقی بینک کے کاروبار سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس میں ہر قسم کے مطالبات کو بصورت طلا ادا کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا بھی شامل ہے۔ بینک آف فرانس کے نوٹ بدل پذیر تو ہیں، مگر یہ امر کلیتہً بینک کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ طلا ادا کرے یا نقرہ اور وہ اپنے اس اختیار سے اکثر فائدہ اٹھاتا ہے۔ چنانچہ وہ جب کبھی ادائے طلا کو خلاف مصلحت خیال کرتا ہے تو نقرہ ادا کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ کہ

پیرس میں کسی شخص کی امانت (یعنی بینک میں اس کے نام سے اسی جمع کردہ رقم یا بینک کا دیا ہوا قرضہ) بین الاقوامی حیثیت سے کوئی قدر و وقعت نہیں رکھتی۔ اس شخص کے لیے اس امانت میں بین الاقوامی قدر البتہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ وہ مبادلے کی کل کے ذریعے سے اس امانت کو لندن کی امانت خریدنے میں استعمال کرے کیونکہ لندن کی امانت طلا میں ہر وقت بدل پذیر ہوتی ہے۔

دبرلن میں نظری حیثیت سے تو معیار طلا رائج ہے، اور وہاں کے امپیریل بینک کے نوٹ نظری طور سے عند الطلب طلا میں بدل پذیر بھی ہیں۔ لیکن مالیات کے کاروبار کے لحاظ سے جرمنی ابھی بتدی ہے۔ اور اس کے بینک ملک کی تجارت و صنعت کو فروغ دینے میں اس قدر سرگرمی کے ساتھ مہمک رہے ہیں کہ ان کے تمام ذرائع اور تمام قوتیں اب تک صرف اسی کام میں صرف ہوئیں، اور اس کام کو انہوں نے بہت ہی کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ نتیجہ یہ کہ وہاں کے بینکوں کو بین الاقوامی بینک کے کاروبار کے مسئلے کی طرف اور ہر قسم کے مطالبات کو بصورت طلا ادا کرنے کے لیے تیار رہنے کی مسئلے کی طرف توجہ کرنے کا ابھی تاک موقع نہیں ملا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص امپیریل بینک سے زر نقد کا زیادہ مقدار میں مطالبہ کرنا چاہے تو بہت ممکن ہے کہ اس کو بڑی دشواریوں اور فرحتوں کا سامنا کرنا پڑے اور دوبارہ مطالبہ کی صورت میں اس کو حوصلہ شکن جواب ملے۔ لیکن جرمنی کی ہیرت انگیز علمی و عقلی ترقی اور اعلیٰ ذہانت کے مد نظر یہ توقع خلاف قیاس نہیں کہ برلن ایک نہ ایک دن ترقی کر کے زر کے مرکزی بازار کی تمام ذمہ داریوں کو اور بین الاقوامی ساہوکار کے تمام اہم فرائض کو بخوبی انجام دینے کے قابل ہو جائے گا۔ بحالت موجودہ توجہ جرمی محض اپنے داخلی مسائل ہی کے حل کرنے میں مصروف ہے۔

دنیویارک میں طلا حاصل کرنے کا حق باہمی النظر میں کم نظر آتا ہے۔ لیکن اگر حالات معمولی ہوں تو عملاً بڑھا ہوا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اعتبار کے منہوم زر قانونی حاصل کرنے کا حق بھی شامل ہوتا ہے اور اس کے عوض میں صداقت نامہ طلا حاصل کرنے اور اس کو طلا سے مبدل کرنے کا امکان بھی عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن ۱۹۱۹ء کے موسم خزاں میں امریکہ کے بینکوں کا پورا نظام منہدم ہو گیا

اور نہ صرف عوام نے اپنے اندر قوتوں کو بڑھانا شروع کیا بلکہ بنکوں نے بھی اپنے نقد ذخیروں میں اضافہ کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے نقد زر کی قلت محسوس ہوئی اور اس قلت کو رفع کرنے کے لیے عارضی زر ایک دلچسپ شکل میں رائج کیا گیا۔ یہ زر جو ذریعہ مبادلہ کا کام انجام دیتا تھا، ”حساب گھر کے صداقت ناموں“ کی شکل میں امریکا کے بنکوں کی جانب سے جاری کیا گیا تھا۔ لیکن وہ محض برائے نام طلا کا صداقت نامہ تھا اس لیے کہ طلا حاصل کرنے کی کوئی ضمانت یا کوئی یقین نہ تھا۔

”اہل امریکا کی یہ دلی تمنا اور دیرینہ آرزو ہے کہ وہ نیویارک کو کسی دن تمام عالم کے زر کے بازاروں کا مرکز دیکھیں، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکا کے وسیع قدرتی ذرائع اور اس کی کثیر آبادی پر نظر کرتے ہوئے امریکا جو خاص مقصد چاہے حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ضروری تجربات حاصل کر لے اور کام کرنے کی مناسب صلاحیت اپنے اندر پیدا کرے۔ موجودہ حالت میں ایک اوسط امریکی کاروباری شخص میں جو خصوصیات و صفات پائے جاتے ہیں وہ بظاہر اس کو بنک کے کاروبار کے سوا دوسرے سب کاروباروں کے لیے زیادہ موزون ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً وہ بہت جلد متحمل بننا چاہتا ہے، جو شیلٹا اور مستعد ہے آج خوشی اور امید سے اچھلتا ہے تو کل خوف و مایوسی کے سمندر میں غوطہ کھاتا ہے، وہ نہایت ذکی اور ہر فن مولا ہے، زود ص ہے، تخمینہ کاروبار میں نہایت فراخ حوصلگی سے حصہ لیتا ہے، اس میں مبالغہ پسندی اور جِدت موجود ہے۔ یہ سب صفات اور خوبیاں اس کو ایک بہت اچھا صانع، ایک اعلیٰ درجے کا تاجر، نہایت کامیاب محنتی، بہترین فروشنده اور کسی قدر گھٹیا ساسا ہو کار ثابت کرتی ہیں۔ یوں تو ریاستہائے متحدہ امریکا میں صدیوں سے ایسے عمدہ ماہران فن بنک موجود ہیں جو اپنے کاروبار کے مسائل پر انگریزوں سے کہیں زیادہ اچھی نظر رکھتے ہیں۔ لیکن یہ زیادہ تر وہی اشخاص ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی مستعدی اور اولوالعزمی کی عام فضا کے باوجود یہ بات حاصل کی ہے، امریکا کی فضا میں خشک قوانین کی پابندی اور بنک کی بندشوں سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔

”۱۹۰۶ء میں امریکا کے بنکوں کے خلاف خود وہیں کے عامۃ الناس کی جانب سے اس درجہ قوی بدظنی ظاہر کی گئی اور یہ خیال کہ بنک اپنے اختیارات اور مواقع سے ناجائز

فائدہ اٹھا رہے ہیں اس قدر سختی کے ساتھ ان کے دلوں میں میچھ گیا تھا کہ عوام نے اپنے روپیہ کی آپ حفاظت کرنا زیادہ مناسب خیال کیا۔ امریکا کے بنکوں نے اس صورت حال کا مقابلہ یوں کیا کہ ان سے جو مطالبات کئے گئے ان کی ادائیگی سے صاف انکار کر دیا۔ لیکن جو بینک اس طرح بدگمانی کا شکار ہوں اور اس بدگمانی کو رفع کرنے کا یہ طریقہ اختیار کریں وہ بین الاقوامی زر کا مرکز بننے کے لئے "بسیار سفر باید تا پختہ شود خاچہ" کا مصداق ہیں۔ اگر امریکہ کے بینک اپنی موجودہ اندرونی خسراہیوں کو دور کر لیں، کاروباری اعتماد جس کا اس وقت فقدان ہے مناسب حد تک پیدا کر لیں اور ہینڈل پر بیڑ کاٹنے اور زر کے بازار کا ضروری ساز و سامان تیار کر لیں تب کہیں نیویارک کا زر کے کاروبار کی دنیا میں مرکزی حیثیت حاصل کرنا ممکن ہو گا۔ اہل امریکا ہر چیز سیکھ سکتے اور ہر مشکل کو آسان کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ چاہیں اور اس کو مناسب خیال کریں "دنیا کے بعض دوسرے چھوٹے چھوٹے مرکز ڈرافٹوں کو طلا کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ ذرائع محدود ہیں اس لیے ان میں اس کی صلاحیت بھی کم ہے۔ اقوام عالم کے فن بینک کے سب عملی ماہر اس امر پر متفق ہیں کہ ایک مرکز سے دوسرے مرکز کو جو ڈرافٹ لکھا جاتا ہے وہ بین الاقوامی نقطہ نظر سے صرف اس اعتبار سے قابل قدر و وقعت ہوتا ہے کہ وہ ہنڈریڈ مباد لہ لندن کے ڈرافٹ سے تبدیل ہو سکتا ہے جو بین الاقوامی کاروبار اور لین دین کا حقیقی زر نقد ہے۔ کیونکہ ذرا اپنے اصلی معنیوں میں طلا، نوٹ، یا دیگر نمائندگان طلا کی صورت میں ہر وقت اور بلا تاخیر و وقت اور بڑی سے بڑی مقدار میں صرف لندن میں ہی دستیاب ہو سکتا ہے۔"

ہملٹ کے قول کے خفیف سے تغیر کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "یہ باتیں کبھی سچ تھیں" لیکن جنگ کے اثرات کے بعد وہ سچ نہیں کہی جا سکتیں، اور وہ اسی طرح سٹ گئی ہیں جس طرح ہاتھی کے پیر کے نیچے اگر چیونٹی کا وجود صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے نیویارک کا ستارہ اب عروج پر ہے بین الاقوامی زر کی قوت اور ذرائع کی کثرت اب اس کی پشت پناہ ہے، وہ نئی نئی ملکوں سے آراستہ و پیراستہ ہے جو ساہا سال کی تحقیق کے بعد دوسرے مالک کے تجربات سے

استفادہ کر کے اور غلطی سے بچ کر مرتب کی گئی ہیں۔ برلن ابھی تک نظام زر کے تنازل کے ان اثرات سے پوری طرح نہیں سنبھلا ہے جن کی بنا پر مارک کی قدر و قیمت کئی لاکھ حصے گھٹ گئی تھی، اور مسئلہ تناوانات جنگ اب تک اس کے سامنے ہے گو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بین الاقوامی کمیٹی نے اس کو حل کر دیا ہے۔ فرانس نے یہ دیکھ کر کہ فرانک کی قدر و قیمت گھٹ کر پڑ رہ گئی ہے اب اپنی حالت کو مستحکم کر لیا ہے چنانچہ جنگ سے قبل فرانک کی جو قدر و قیمت تھی اب بحوالہ پونڈ و ڈالر اس کے $\frac{1}{2}$ پر قائم کر لیا ہے، اور اپنی قوت کو مجتمع کر رہا ہے تاکہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرے یا غالباً اس سے بھی بڑا مالی مرکز بن جائے۔ لندن کو بین الاقوامی زر کے بازار میں جو تفوق و تسلط بلا شرکت غیرے حاصل تھا اب نیویارک بھی اس میں شریک ہو گیا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیرس بلکہ غالباً برلن بھی بہت جلد اس کے شریک بن جائیں گے۔

غرض یہ بازار ایک زمانے میں تو زیادہ تر لندن کے فیض رساں تسلط و نگرانی میں کام کر رہا تھا (فیض رساں اس لیے کہ لندن کو علم تھا کہ یہ فیض رساںی خود اس کے لیے منفعت بخش ہے) لیکن اب وہ متعدد آقاؤں کے زیر سرپرستی کام کرنے کی جانب مائل نظر آ رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا وہ سب مل کر کام کر سکیں گے اور پیدائش و تجارت کی مستقل توسیع و ترقی کے لیے دنیا کو جس چیز کی ضرورت ہے اس کو مہیا کر سکیں گے؟ یعنی آیا وہ ایسا زر دنیا کو دے سکیں گے جس کی قدر و قیمت معقول حد تک ثبات پذیر ہو اور جو نقل و قوت خرید رکھتا ہو۔ یہ ایک نہایت ہی اہم سوال ہے اور اس لیے اور بھی زیادہ دلچسپ ہو جاتا ہے کہ بعض افراد (جیسا کہ متعاقب بیان ہو گا) جن میں سے چند تو اعلیٰ درجے کی سند مانے جاتے ہیں اور چند محض لفاظی برتتے ہیں اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ معیار طلا محض ایک ”رسم کمن“ ہے۔ چنانچہ وہ دنیا کو زر کے نئے نظام سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ (اگر یہ منتخب گروہ نئے نظام کو عملاً سے نہ چلا سکا اور ہمیں ویسا اچھا ذر نہ دے سکا جس کی ہمیں ضرورت ہے تو پھر جب تک مصلحین میں طلا کے نعم الہدیل کے سوال پر جنگ رہے گی ہمیں اپنی خیر ناز نہیں آتی۔

سردست ہیں کسی قدر تمق کے ساتھ نئے مالی مرکزوں کے رجحانات اور قوتوں پر نظر ڈالنی چاہئے۔

ان مرکزوں میں امریکا صنف اولین میں ہے۔ اور اس کو یہ تہ غیر اختیاری وغیرا دی طور سے اس لیے حاصل ہو گیا کہ دول یورپ اپنی صدیوں کے تدبر اور سیاسی عقل و دانش کے باوجود چار سال تک ایک دوسرے کی تباہی و بربادی کے درپے رہے اور اس طرح امریکا کو گوسے سبقت لے جانے کا موقع دیا۔ ریاستہائے متحدہ کے باشندوں نے ابتداءً غیر جانب دارانہ حیثیت سے اور بعد میں شریک جنگ ہو کر متخاصمیں کو زر کے قرضے دئے اور ایشیا کی ہم رسانی کی جلی ہذا انھوں نے ان اقوام کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جو سابق میں متخاصمین کے سامنے زرا اور ایشیا کے لیے دست طلب دراز کیا کرتی تھیں۔ اور اس کا نتیجہ امریکا کے حق میں اس قدر منفعت بخش نکلا کہ وہ ایک ہی جست میں اس طویل راستہ کو پار کر گیا جس کے طے کرنے میں بصورت معمولی کئی سال لگتے اور کئی نسلیں گزر جاتیں اور اس طرح وہ بجائے ایک قرض گیر اور دین دار ملک کے تمام دنیا کا قرض خواہ اور لین دار بن گیا جنگ کے بعد سے امریکانے تاراج شدہ یورپ کو رقم ہائے خطیر منفعت نذر کر دیں اور کاروبار کے لئے بھی کثیر المقدار رقوم تمام دنیا کو بطور قرض دیں۔

جنگ کے زمانے میں امریکانے قرض کا جو کاروبار کیا اور خاص کر ریاستہائے متحدہ کی حکومت نے جرمنی کے خلاف جنگ میں شرکت کرنے یا لڑنے کی تیاری کے سلسلے میں جو قرضہ دیا اس کی بنا پر اس کے بعض یورپین قرض گیر اور دین دار اس پر اعتراضات کی بوجھار کرتے ہیں کہ وہ لاجبی اور تہی القلب ہے، اس لیے کہ وہ ان قرضوں سے دست بردار ہونا نہیں چاہتا جن کو اس کے جنگ کے حلیفوں نے سب کے مشنہ کہ مفاد کے لیے حاصل کیا تھا۔ ان اعتراضات میں اگر کوئی اصلیت ہے بھی تو بہت کم، اس لئے کہ جنگ کے انجام سے خود امریکا کا مفاد بہ نسبت یورپین مفاد کے اس قدر بے حد اور دور افتادہ تھا کہ اس کے سامنے اپنی تمام قوت کو میدان جنگ میں فوراً حاضر کر دینے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ علاوہ بریں خواہ وہ قرضوں سے دست بردار نہ ہوا ہوتا ہم اس نے ایسی مراعات بخت دیں جن سے

8

دین داروں کو بڑی حد تک سہولتیں حاصل ہو گئیں۔ لیکن امریکا کی اس تجارتی پالیسی پر کہ وہ ہر شخص کے ہاتھ اپنے ایشیا فرخندہ کرتا اور ہر شخص کو اپنا زر قرض دیتا ہے اور دوسروں سے ان کے ایشیا اور خدات کی شکل میں حسنی الوسع بہت کم لیتا ہے ہمارا اعتراض یقیناً حق بجانب ہوگا۔ صرف یہی نہیں کہ امریکانے اپنے ہاں مصنوعات کے خلاف ایسا محصولی نظام قائم رکھا ہے جو اپنے تشدد میں اتنا ہی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اہل امریکا کو محسوس سے زبردستی کے ملکی جہاز ران کمپنیوں کی مالی اعانت کی جاتی ہے جس کی وجہ سے امریکا کے ان قرض داروں کے لیے مشکلات پیدا ہو گئی ہیں جو بحری نقل و حمل کا کاروبار کرنے کی کوشش کرتے اور کرایہ بار برداری وصول کر کے اپنے قرضے ادا کرنا چاہتے ہیں۔ امریکا کی یہ پالیسی کو تباہ نظری پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ جو قوم اپنے قرض داروں کو کاروبار سے ہٹا دے اس کو یہ توقع ہرگز نہ رکھنی چاہیے کہ وہ اس کا قرضہ ادا کر سکیں گے۔ اس مسئلے کا امریکانے جو حل کیا ہے یعنی قرضے کی ادائیگی کے لیے اپنے قرض داروں کو مزید قرضہ دیتا ہے اس حد تک اس کی مالیات کو بالیات نہیں "فسانہ عجائب" سمجھنا چاہیے۔ لیکن سر دست تو امریکانے اپنی حیثیت کو جو پہلے ہی قوی ہے بین الاقوامی زر کے بازار میں اور بھی زیادہ متحکم کر لیا ہے۔ اس لیے کہ مبادلات کو اپنے موافق بنانے اور سونے کو جذب کرنے کے لیے اسے صرف اس کی ضرورت ہے کہ غیر ممالک میں قرضے دینے سے دست کش ہو یا اس کی مقدار گھٹا دے بیرونی ممالک کی سیاحی کو روک دے اور اس مخیرانہ امداد کو موقوف کر دے جو وہ اپنے دور افتادہ افلاس زدہ خویش واقارب کو ارسال کرتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ جب اس بیویں صدی کی ڈائنامی کی گود میں دولت کی بارش ہو رہی تھی تو اس نے ایک ایسے نظام کے بدلے جو بقول ایک تجربہ کار انگریز ساہو سرائیڈورڈ ہولڈن "دنیا کے تمام بنکوں کے کاروباری نظاموں میں

۱۔ Danz آرگاس کی ایک شہزادی جو زمیں کے نطفے سے برس کی ماں بنی کہا جاتا ہے کہ زمیں سونے کی بارش بن کر اس شہزادی کی گود میں برساتا تھا جبکہ وہ اپنے باپ کے حکم سے ایک بیٹا میں عید تھی۔

باعتبار قوت و عمدگی بہترین تھا، زر کا ایسا نظام جاری کیا جس میں بظاہر نظام زر کی جتنی خرابیاں ہو سکتی ہیں سبھی موجود تھیں۔ بلاشبہ اس نے ان نقائص کو پوری طرح رفع کر دیا جو قدیم نظام میں موجود تھے۔ یہ صحیح ہے کہ امریکا کے معمولی بینک اب بھی اپنے ذمہ کی واجب الادا امانتوں کے مقابلے میں ایک خاص تناسب سے نقد رکھنے پر قانوناً مجبور ہیں اور مختلف بینکوں کا بلحاظ ان کے محل وقوع یہ تناسب بھی مختلف ہے) لیکن ہوتا یہ ہے کہ اگر بوجہ نزاکت حالات وہ قانونی حد تک بچھ جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ مجبوراً در بے دست دیا ہو جائیں ان میں سے ایسے بینک جو دفاعی نظام سرمایہ محفوظ کے رکن ہیں (جنہیں رکن بینک کہتے ہیں) اپنے مالی ذرائع کی توفیر و وسعتی بینک سرمایہ محفوظ سے فرض لے کر کر سکتے ہیں اور یہ (دفاعی سرمایہ کے بینک) ان بینکوں کے سرمایوں کے اسی طرح محافظ و امین ہیں جس طرح کہ بینک آف انگلینڈ انگلستان کے حسابی بینکوں کے زائد رقوم کا محافظ ہے۔ دفاعی سرمایہ محفوظ کے بارہ بینک ہیں جو ریاستہائے متحدہ امریکا کے وسیع رقبے میں مختلف اہم مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں اور یہ سب مجلس دفاعی سرمایہ محفوظ سے وابستہ ہیں جس کا مستقر واشنگٹن ہے، نیز ایک مکمل نظام رسل و رسائل کے ذریعے سے یہ سب آپس میں بھی منسلک و متحد ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ایک علاقے کی احتیاج و ضرورت دوسرے علاقے کی توفیر سے پوری کی جاسکتی ہے۔ اور اس طرح پورا ملک ہزار ہا غیر مربوط منتشر بینکوں کی بجائے جن کا مقصد سوائے ایک دوسرے کی بیخ کنی کے اور کچھ نہیں ہوتا ایک بہت بڑے زر کے بازار کی حیثیت سے متحد ہے۔ بارہ مرکزی بینک قائم کرنے کی عاقلانہ تجویز سے جو متحدہ طور سے مجلس دفاعی سرمایہ محفوظ کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اس نئے امریکی نظام کے بانی قدیم دنیا کے طریقوں کی خوشہ چینی سے بے نیاز ہو گئے اور مرکزی بینکوں کے کاروبار کے متعلق سابقہ تجربات کی وجہ سے عوام کے ذہنوں میں جو مایوسی اور بدظنی پیدا ہو گئی تھی وہ یک قلم مٹ گئی۔

۱۔ دیکھو ان کی تقریر جو انہوں نے لندن جوائنٹ سٹی انڈیلین بینک کے حصے داروں کے روبرو ۲۹ جنوری ۱۹۱۷ء کو کی تھی۔

اگر بنک کے کاروباری نظام میں کمال سے مطلب اعتبار کی توسیع کی غیر محدود
توئیں ملی جائیں تو نظری اعتبار سے یہ نیا نظام درجہ کمال سے تا حد سنی انسانی قریب ترین
معلوم ہوتا ہے۔ جو بنک وفاق کے رکن ہوں وہ زر و سرمایہ محفوظ (بنکوں سے
اس وقت تک قرضہ حاصل کر سکتے ہیں جس وقت تک ادل الذکر کے یہاں
”اطمینانی کاغذ“ موجود ہو جس کو مورخا ل ذکر کے یہاں پیش کر کے بڑا کٹایا جاسکے
اور دفاتی سرمایہ محفوظ کے بنک اس وقت تک نوٹ جاری کر سکتے ہیں جس وقت تک
ان نوٹوں کی بنیاد کے طور پر ان کے یہاں ۴۰ فی صد نقد سونا سائے میں موجود ہو، اور
عکس ادا کر کے وہ اس حد سے بھی تجاوز کر سکتے ہیں جب تک پ نظام متحدہ طور پر
چلتا رہے اور پورے ہم آہنگی کے ساتھ عمل کرتا رہے اس وقت تک وہ دنیا کی
متمول ترین قوم کے ہاتھ میں زر کا راکھ لایینے کے لیے ایک نہایت ہی عمدہ
آزموشی ثنایت ہو گا۔ گو اس نظام سنہ بنک اور بنک کے بعد کے زمانے میں
نہایت عمدہ کام انجام دیا، لیکن حالی میں اس کا جو طرز عمل رہا وہ کپلنگ کے
اس قصے کی یاد تازہ کرتا ہے جس کا عنوان ”جہاز جس نے اپنے آپ کو پالیا ہے۔“
قصہ یہ ہے جہاز جب اپنے پہلے سفر پر یورپول سے چلا تو اس کے بادبانوں کی رسی کا چرچ
عرشے کے شہتیر، زبے کا چوکھٹا، دبا و کنڈا، فشارہ، بیچدار کیلیں، اور دوسرے سب
اجزاء اور پرزے مختلف آوازوں سے کھٹکھٹا ہرٹ اور چون و چہرا کر رہے تھے
یہاں تک کہ انجام کار جب بحر اطلانتک کی موجوں کے تھپتھے سے کھا کر ان میں اتحاد
دہم آہنگی پیدا ہو گئی تو جہاز نیویارک کے بندرگاہ میں پہنچ کر اپنی واحد آواز سے
بولنے لگا۔ اسی طریقے سے سننے والوں نے ان مختلف سرمایہ محفوظ بنکوں اور
ممبر بنکوں کی بھانت بھانت کی بولیاں سنی ہیں جو مجلس دفاتی سرمایہ محفوظ سے
دفاتی سرمایہ محفوظ کی مشاورتی کونسل سے، وال اسٹریٹ کے عمال سے اور نکتہ چین
کاٹریسیوں اور بینفٹروں سے اختلاف رائے رکھتے تھے مگر وہ توقع کرتے ہیں کہ
یہ محض ایک عارضی صورت ہے۔ اور یہ کہ بہت جلد امریکا کے زر کے بازار کی

واحد آواز سنائی دے گی اور یہ بازار ایک واحد مجموعے کی حیثیت سے امریکا کے اور امریکا کے دین داروں اور گاہکوں کے حقیقی مفاد کے لیے عمل کرے گا۔

انطلاق ملک کے اس جانب ہم ابھی تک قدیم ملکوں کو اس حالت میں دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے جنگ کے زخموں کو دھو رہے ہیں اور مالی معاملات کو متحدہ طور سے سرانجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس میں انھیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی ہے فرانس کو یکم پائٹنکارے کی دلیرانہ قیادت کا ممنون و تشکر ہونا چاہیے کہ اب اس کے فرانک نے از سر نو اعتماد حاصل کر لیا ہے اور فرانس بہت بڑی مالی قوت کا مالک بن گیا ہے جس کا مظاہرہ نہایت بھدے اور بھونڈے پن سے ۱۹۱۹ء کے موسم بہار میں اس طرح کیا گیا کہ لندن اور نیویارک سے جہاز بھر بھر کر سونا کھینچ لیا گیا تاکہ ان ملکوں کی شرحیں بہت بڑھ جائیں اور اس طرح وہ فرانک جو اپنی کم قدری کے خراب ایام میں فرانس سے باہر چلے گئے تھے بہت تیز رفتاری کے ساتھ واپس آکر کوئی خراب صورت حال نہ پیدا کر دیں خصوصاً ۱۹۱۹ء میں فرانس نے فلزی بازار میں جو کارستانیاں کیں وہ تو اور زیادہ چیتاں تنگ نظری پر مبنی اور پریشان کن تھیں۔

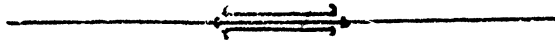
جرمنی کے لچمن ابھی تک ایسی طرح ظاہر نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن اگر ہم ایک امریکن مشن پارک گلابرٹ کی اس غیر متعصبانہ شہادت و تصدیق کو باور کر سکیں جو کہ انھوں نے اوائلی تاوان کے ایجنٹ جنرل کی حیثیت سے اپنی رپورٹوں میں پیش کی ہے تو ماننا پڑے گا کہ جرمنی کی ترقی کی رفتار اس سے کہیں زیادہ سریع اور مستقل ہے جتنی کہ اس کے مدبرین نے بیان کی ہے جو قدرتی طور سے جنگ کے قرض خواہوں کو سنانے کے لیے باتیں کرتے ہیں۔ اس نے ریش بینک کی شرح سود کے متعلق جو پالیسی اختیار کی اس کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بین الاقوامی زر کے بازار میں سخت دقتیں پیدا ہو گئیں اور بظاہر جرمنی کے سونے کے ذخیرے میں اضافہ نمودار ہوا حالانکہ اس وقت اس کو

جس چیز کی ضرورت تھی وہ صرف ممالک غیر کے زروں کا ذخیرہ تھا جو تاوان کے مطالبات کی ادائیگی کے لیے کام آ سکتا تھا۔

92

بین الاقوامی زر کے معاملات میں مذکورہ بالا بے شمار نئی نئی خصوصیات کیا کہ تمہیں کہ ۱۹۱۹ء کے تاوان کے کمیشن نے ان کو نظر انداز کر کے اور اپنے راستے سے ہٹ کر بین الاقوامی ادائیگوں کے بنک کے قیام پر غور کرنا شروع کر دیا جس کے مستحسن و مذموم امکانات دونوں حد درجہ حیران کن ہیں۔ کسی دن جب دنیا حقیقت میں مہذب بن جائے گی تو وہ ہمیں ایسا بین الاقوامی زر کاغذی یا بین الاقوامی کھاتا بھی دے گی جو تجارت اور مالی فاضلات کے تعین میں سونے کا جانشین ہوگا۔ لیکن سر دست تو اس کا بڑا اندیشہ ہے کہ قبل اس کے کہ دنیا اس نئی تجویز کے لیے پوری طرح تیار ہو کہیں یہ نیک خیال عمل میں آکر خراب نہ ثابت ہو، نزاع و نفاق اور زیادہ نہ بڑھ جائے، اور جلب طلا کے لئے مرکزی بنکوں کی اس کشاکش اور مقابلے میں کوئی تازہ دم اور قوی الجشہ نو وارد بھی نہ جاگھسے۔

یہی وہ چند حالات ہیں جن کے تحت لندن اپنے تجربات و روایات کی روشنی میں عقل سلیم کی اس چٹان پر کھڑا ہو کر بحال شدہ معیار طلا کو چلانے کی کوشش کر رہا ہے جسے نہ تو منطق کا زور اور نہ داخلی و خارجی پختہ اور خام نکتہ چینوں اور معتضوں کے حملے متزلزل کر سکتے اور نہ ان سیاست دانوں اور ادبی ظرافت نگاروں کی باتیں اس راہ سے اس کے قدم ڈگمگا سکتی ہیں جو یہ زعم خودیہ خیال کرتے ہیں کہ زر کا کاروبار نہایت سادہ ہے اور ہر کوئی سول ملازم بنک کا انتظام کر سکتا ہے۔



ساتواں باب

چک بھنانے والے بنک

- (۱) بنکوں کی مختلف قسمیں اور ان کی تعریفیں (۲) بنکوں کی نشوونما کا ابتدائی زمانہ
 (۳) ان کے متعلق بعض لطائف اور قصے (۴) مشترک سرمائے کا کاروبار
 (۵) تشہیر معلومات کے عمدہ نتائج (۶) اس کی توسیع سنہ ۱۹۰۵ء میں ضروری تھی
 (۷) اس کے بعد سے بنکوں کا استحکام (۸) نمائشی اعداد اور ماہواری تختے
 (۹) بنک کا کاروبار شاخوں کے ذریعے سے (۱۰) اس کے فوائد و نقص (۱۱) امریکا کا
 تجربہ چھوٹے واحد بنکوں کے بارے میں (۱۲) بنک شرح بنک کے ذریعے سے
 لندن میں عام طور سے زر کی قیمت کا تعین کرتے ہیں (۱۳) ان کا اثر بیٹے
 کی بازار کی شرح پر (۱۴) وہ صرفنے کے کاروبار کے لیے اعتبار فراہم کرتے ہیں (۱۵)
 ان کے کاموں کی عظیم اہمیت (۱۶) بعض مالیہ اعتراضات (۱۷) بنک کے
 کل کی ایک خرابی (۱۸) منافع و نقصان کے اعداد (۱۹) مدرواں -

پچھلے بابوں میں زر نقد کی مختلف شکلیں زر کے کاروبار اور ایزاد کا طریق یا بنکوں
 اور قرض گیاروں کے مابین اجرائے چک کا حق عطا کرنے اور حاصل کرنے کا طریقہ
 بیان ہوا۔ اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ انگلستان میں چک لکھنے کے حق کے ساتھ فوراً

براہ راست طلا کا مطالبہ کرنے کا حق بھی ملتا ہے، اس طرح گویا دنیا کے دیگر سونا استعمال کرنے والے مالک سے لندن ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہو جاتا ہے۔ اس سے انگلستان کے ذخیرہ طلا کا مسئلہ اور طلا کی بیرونی مانگ کا مسئلہ اتنی اہمیت کے ساتھ رونما ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کو دقت طلب بلکہ مہل خیال کرتے ہیں۔ لیکن اس سوال پر بحث کرنے سے قبل ہمیں اس بڑی کل کے ہمتیوں کو جانچنا باقی ہے جن کے ذریعے سے لندن کا بازار اپنا کاروبار انجام دیتا ہے۔

کئی گزشتہ باب میں جس میں ہم نے زر کی ایزاد اور زر کے کاروبار کی بحث کی تھی ہمیں ان ہمتیوں میں سے سب سے بڑے پیمانے کا حال معلوم ہو چکا ہے چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انگلستان کا زر بشکل چیک بینک تیار اور جاری کرتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ قرض دے کر اور ہنڈی پر بٹے کاٹ کر امانتیں تخلیق کی جاتی ہیں۔ اور یہ امانتیں گویا بنکوں کے اور ان کے اہل معاملہ کی ایک دوسرے کی قرض داری کو ظاہر کرتی ہیں۔

اس طرح بڑے کاروبار کے لیے زر کی سربراہی کا کام دوسرے بنکوں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ بنک آف انگلینڈ کے جاری کردہ نوٹ ساؤرن کے ہاتھوں بن گئے ہیں جس کو ہم جنگ سے قبل روزمرہ کے استعمال کے لیے جیب میں ڈالے پھرتے تھے نیز دیگر بنکوں کے جاری کردہ زر بشکل چیک کی بنیاد کے طور پر بھی زیادہ تر استعمال کئے جاتے ہیں اور دیگر بنک ان نوٹوں کو اپنے ذخیرہ محفوظ میں رکھتے اور جب کبھی کسی کو چیک لکھنے کا حق دینا ہوتا ہے تو مطالبات کی ادائیگی کا کام انھی نوٹوں سے لیتے ہیں۔ لیکن مزید بحث کرنے سے قبل بنکوں کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ اس باب کا عنوان ”چیک بھنانے والے بنک“ رکھا گیا ہے اور اس امید میں کہ تفہیم اچھی طرح ہوگی کسی قدر بھونڈی سی اصطلاح تراش کی گئی ہے۔ اس لیے کہ بہ لحاظ نوعیت کار انگلستان کے بنکوں میں اور دوسرے اداروں میں جو قریب قریب ان بنکوں کا سا کاروبار کرتے ہیں میں فرق موجود ہے چنانچہ بنکوں کا اساسی کام یہ ہے کہ وہ اپنے گاہکوں کے کے اعتبار پر جو بعض اوقات امانت جمع کرنے سے اور زیادہ تر تمسک پر قرض دینے یا ہنڈی پر پیسہ کاٹنے سے

پیدا ہوتا ہے گا بلکہ کو اپنے نام چیک لکھنے کا حق دیتے ہیں اور ان چیکوں کے پیش ہونے پر عندالمطالبان کی ادائیگی نقد نوٹوں کی شکل میں کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مجوزہ نام میں منطقی جامعیت نہیں ہے تاہم اس سے ایک حد تک حقیقت حال کا اظہار ہو جاتا ہے۔ اس میں انگلستان کے وہ سب بینک شامل ہیں جو اپنے طور پر لندن کے بینکوں سے معاملہ کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ موجودہ بھٹ کے اغراض کے لیے چیک بھنانے والے بینکوں میں بینک آف انگلینڈ کے سوا سب ملکی بینک شامل کرنے چاہئیں۔ بینک آف انگلینڈ کو یا تو کل بینکوں کے کاروبار کی عمارت کا سنگ بنیاد یا پھر اس عمارت کی چوٹی خیال کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال یہ لحاظ نوعیت وہ سب سے الگ ہے۔ لیکن ان بینکوں میں وہ تجارتی، انجینئر اور سکالر گھریلو یعنی ہنڈی سکار نے والے صرف خانے شامل نہیں ہیں جن کے کاروبار کو بھی اکثر بینک کے کاروبار کا نام دیا جاتا ہے، مگر جو اپنے پاس پیش شدہ چیک یا ہنڈی کی مندرجہ رقم خود ادا نہیں کرتے بلکہ محض ان بینکوں میں سے کسی ایک کے نام چیک لکھ دیتے ہیں جنہیں ہم نے ”چیک بھنانے والے بینک“ کا لقب دیا ہے۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ موجودہ زمانے میں بینکوں کی جو مکمل اور منظم صورت ہے وہ مدتوں تک دقتیں اٹھانے اور غلطیاں کر کے پھلنے کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ انیسویں صدی کے ادائل میں ایک شاہی کمیشن نے اس بارے میں تحقیقات کی اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ ۱۷۹۳ء میں انگلستان کے اضلاع کے نٹو سے زیادہ بینک دیوالیہ ہو گئے تھے اور یہ کہ ۱۸۱۰ء تا ۱۸۱۶ء میں چھ سو بینکوں کو اپنا کاروبار بند کرنا پڑا۔ ابتدائی زمانے کے ناول نویسوں نے اپنی ناولوں کا خاکہ مرتب کرنے میں بینکوں کے ناقص کاروبار سے بڑی حد تک اور نہایت موثر طریقے سے کام لیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے زمانے میں جبکہ راستوں کی حالت رہزنیوں کی وجہ سے نہایت خطرناک تھی، وسائل بار برداری کی ناقص حالت کی وجہ سے دشواریاں پیش آتی تھیں اور جب کسی آفت نصیب بینک کی گلو خلاصی اس سے ہو کرتی تھی کہ چھتی فلزلے جانے والی ڈاک کی

بگھیوں کی رفتار تیز کر دی جائے واقعات، من گھڑت افسانوں سے بھی زیادہ بد پرہا عجیب ہو کر تے تھے۔ ۱۸۹۱ء میں لندن پر بہت بڑی مالی آفت نازل ہوئی، متعدد بینک جن میں سے چند شمالی بینکوں کے گماشتے تھے دیوالیہ ہو گئے۔ نئے نئے گماشتے مقرر ہوئے اور مقامی اخباروں میں اس کی مناسب طریقے سے تشہیر کی گئی۔ اس سے پریشانی بجائے اس کے کہ کم ہوا اور بڑھی جس شخص کے پاس نوٹ تھے وہ اسے طلائئ سگے میں بدلنے کے لیے بے تاب نظر آتا تھا۔ اضلاع کے بیسیوں بینکوں کے گماشتے لندن پہنچے اور ان کی کوشش یہ تھی کہ جس طریقے سے ہو قیمتی فلز حاصل کریں اور قیمتی فلز حاصل کر کے راستوں میں چوری ہڈاکے کا خیال کئے بغیر فوراً اپنے صدر مقامات کو ڈاک گاڑیوں کے ذریعے سے روانہ ہو گئے۔ اس پر آشوب زمانے میں کسی کو اطمینان حاصل نہ تھا۔ چنانچہ ایک بینک نے ۲۰ مارچ کو یہ اعلان کیا تھا کہ اس کی حالت قابل اطمینان اور پرسکون تھی مگر اس مہینے کے ختم سے پیشتر اس نے پہلے ایک محرر اور اس کے بعد ہی دو شہر کا کار نقد طلا حاصل کرنے کے لئے لندن روانہ کئے اور انھوں نے تھوڑا بہت طلا حاصل کرتے ہی فوراً شمال کا راستہ لیا۔ رولنڈ برڈن جو نیوکال اسپینج بینک میں شریک کار تھے اسی غرض سے لندن آئے تھے۔ وہیسی میں ڈاکوؤں نے ان کی ڈاک گاڑی کا راستہ روک دیا اور بیٹھ صاحب کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے صیوں کی تلاشی لی۔ لیکن خوش قسمتی سے ان کی نظر قیمتی فلز پر نہ پڑی بلکہ جس دلچسپ کتاب سے مذکورہ بالا عبارت نقل کی گئی ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ڈارلنگ ٹن کا ایک شہور خاندان بنام بیک ہوز بینک کا کاروبار کرتا تھا۔ انھیں جب کبھی نقد طلا کی ضرورت محسوس ہوتی اور بد گمانیوں سے اپنے کو محفوظ رکھنا مقصود ہوتا تو چند آدمی کسی مقامی جلسے میں شرکت کرنے کے بہانے سے چیکے سے گاڑی میں سوار ہوتے اور اس کے بعد نارتھ روڈ پر ایک شہور مقام اسکاٹش کارٹر کا راستہ لیتے جہاں چھکڑا ان کا منتظر ہوتا تھا اور وہاں سے وہ لندن

چلے جایا کرتے تھے۔ یہ عمل نہایت دلچسپ طریقے سے یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ ابتدائی زمانے میں بینک اپنی بے اعتباری کی شہیر نہ ہونے دینے اور اپنے آپ کو خفیف سی بھی بدگمانی سے بچانے کے لیے کس قدر حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے چنانچہ بیکن ہوز کے خاندان کا ذکر کرنے کے بعد ایک اور لطیفہ اسی کے متعلق بیان کر دینا خالی از چوہی نہ ہوگا۔ یہ ایک بہت ہی مشہور قصہ ہے کہ لارڈ ڈارلنگ ٹن نے اوائل انیسویں صدی میں بیکن ہوز بینک کو تباہ کر دینے کی کوشش کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ لارڈ صاحب نے اپنے آسامیوں کو ہدایت کر دی کہ وہ اپنے ذمے کا لگان بیکن ہوز بینک کے نوٹوں کی شکل میں ادا کریں اور اس حرکت سے ان کا فشا یہ تھا کہ نوٹوں کی خاصی مقدار انھیں وصول ہو جائے تو وہ ان سب کو اکٹھا اچانک طور سے بینک میں پیش کر کے طلب کر لیں، اور اس طرح بینک کو اپنے دروازے بند کرنے پر مجبور کر دیں۔ جو انھیں بیکن ہوز کو کسی طرح اس کی اطلاع ہوگئی چنانچہ وہ ضروری ملاحات کرنے کی غرض سے ڈاک گاڑی میں فوراً سوار ہو لندن پہنچے وہی کے وقت وہ اس قدر تیز آرہے تھے کہ ان کی گاڑی کا اگلا پتلا نکل گیا اور بجائے اس کے کہ کس اور پیسے کو گاڑی میں لگائیں بیٹھ صاحب گاڑی دوڑاتے رہے اور اس کے توازن میں جو فرق آگیا تھا اس کو انھوں نے رقم کی تھیلی دوسری طرف باندھ کر ٹھیک کر لیا اور ڈارلنگ ٹن تک انھیں تین پیسوں پر پہنچ گئے۔ اس بر محل اور پھر تیلے انتظام کی بدولت بینک کو فلز کی اتنی کافی مقدار مل گئی کہ جب لارڈ ڈارلنگ ٹن کے گماشتے نے نوٹوں کی بڑی سی تھیلی پیش کی تو بینک نے مستعدی کے ساتھ کل نوٹوں کے عوض نقد طلا ادا کر دیا۔ اور ساتھ ہی کم گو نقدی نوٹس نے گماشتے کے کان میں آہستہ سے (طنزاً) یہ کہا کہ ”اپنے آقا سے کہہ دو کہ اگر وہ ربی بیچنا چاہتے ہوں تو اس کی قیمت کی ادائیگی بھی طلا سے ہی کر دی جائے گی“

آخر میں راقم الحروف، ایک فنی کتاب میں غیر متعلق قصوں کو بیان کرنے کا الزام اپنے سر لیتے ہوئے ایک اور قصہ بیان کرتا ہے۔ یہ بھی خالی از چوہی نہیں ہے۔

لہ ربی Raby جاگیر کا نام۔

۲۵ دیکھو Moberly Philips, "History of Banks, Bankers and Banking"

ایک مالک بنک جب اپنے بنک کی عمارت کے زینے پر چڑھ کر چاہتا تھا کہ اندر قدم رکھے کہ اس کو اندر آنے سے روک دیا گیا اور دروازے بند کر لئے گئے۔ وہ اپنی تباہی کے صدمے سے ٹھوکر کھا کر اپنے ایک دوست کے آغوش میں گر پڑا اور کہا: ”معاف کرنا! میرے دوست، واقعہ یہ ہے کہ میرا توازن بگڑ گیا تھا“

یوں تو قدیم زمانے کے بنک کے کاروبار کے لطائف اور افسانوں کے بیان کا سلسلہ قائم رکھنا خالی از سببی نہ ہو گا، لیکن غالباً اس سے زیادہ دلچسپ اور یقیناً زیادہ مفید یہ تحریر کرنا ہے کہ بنک کی ناکامیوں کے خوشگوار اور المناک دونوں پہلو موجودہ نسل کے لیے بجائے روزمرہ کی مصیبت کے اب صرف پاستانی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود ابھی ان واقعات کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے چنانچہ میں نے کسی ضلع کے بنک کے ایک بوڑھے منظم سے جو اب ایک بڑے سرمایہ مشترک کے بنک کے کاروبار میں مصروف ہے، گفتگو کی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک یورش کے زمانے میں جب وہ خود نقد زراد کر رہا تھا اس نے ایک گاہک سے جو اپنی امانت

واپس لینے آیا تھا پوچھا کہ وہ زر کس صورت میں لے گا تو اس گاہک کے اس جواب کو سن کر اسے حیرت ہوئی کہ وہ اسی بنک کے نوٹ چاہتا ہے۔ انگلستان کے بنک کے کاروبار میں جو اصلاح و ترقی ہوئی وہ سرمایہ مشترک کے بنکوں کے کاروبار کی نشوونما اور ترقی کے ساتھ ساتھ ہوئی یہ واقعہ اس وجہ سے بھی زیادہ دلچسپی حاصل کر لیتا ہے کہ دیرین اوم اسمتھ اب سے بہت پہلے کہہ گیا ہے کہ مشترک سہلے کا نظام بنک کے کاروبار کے لیے خاص طور سے موزوں ہے۔ اس بارے میں اسمتھ کا جواہر تلال ہے وہ بحسنہ نقل کرنے کے قابل ہے۔ کہتا ہے کہ ”اگر یہ ممکن ہے کہ بنک کے کاروبار کے بعض اصول بننا ہر کسی قدر مشکل معلوم ہوں، لیکن عملاً وہ ٹھوس قواعد کی صورت میں ضبط کئے جاسکتے ہیں۔ ان قواعد سے کسی موقع پر بھی محض غیر معمولی کثیر منافع کے

۹۸ لے اس قصے میں لطیفہ یہ ہے کہ توازن (Balance) کا لفظ نااضلات کے لیے بھی ہتھال ہوتا ہے۔ ۱۲

اللیج میں انحراف کرنا ہمیشہ بے انتہا خطرناک ہوتا ہے خصوصاً کاروبار کرنے والی جماعت کے حق میں ایسا کرنا بالعموم ہلاک ہوتا ہے۔ لیکن مشترک سرمایے والی کمپنیوں کا نظام کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ مقررہ قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف دوسری خانگی جماعتوں میں یہ ممکن نہیں۔ پس سرمایہ مشترک والی انجمنیں بنانے کے کاروبار کے لیے بغایت موزوں معلوم ہوتی ہیں۔

اس طرح آئین و روایات کے مطابق باقاعدگی کے ساتھ عمل کرنے کے علاوہ سرمایہ مشترک والی کمپنیوں کے کاروبار کی تشہیر بہ مقابلہ خانگی انجمنوں کے بعض اوقات بہت زیادہ ہوتی۔ جب حصہ داروں کی بڑی جماعت موجود ہو تو کاروبار کی حالت کے متعلق تین رازداری اور خاموشی سے کام لینا جیسا کہ خانگی کمپنیوں کے کاروبار کے متعلق عام طور سے ممکن ہوتا ہے، دشوار رہے۔ اور ہر بنک جسے اپنی حالت کے متعلق بیان شائع کرنا ہے اپنی حالت کو نہایت مستحکم نظر نہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ورنہ اس پر فوراً بے اعتیاری اور بدگمانی کی نظریں پڑیں گی اور اس کے نہایت ہلاک نتائج ہوں گے۔ اسی وجہ سے تشہیر کے تازیانے نے بنکوں کو اپنی حیثیت مستحکم رکھنے پر مجبور کر دیا ہے، انھیں اپنے بچشوں اور کوٹھی والوں کی جماعت کے دوسرے ارکان کی نکتہ چینی کا جو خوف لگا رہتا ہے وہ مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ بات بہت جلد معلوم ہو گئی کہ جو بنک فرد حساب اچھی حالت میں پیش کرے گا وہ آخر میں چل کر فائدہ میں رہے گا۔ اور بنکوں کو عمومی معلوم ہو گیا کہ اپنی حالت کے متعلق معلومات فراہم کرنے سے وہ فائدے میں رہے اور اپنا اعتبار قائم کر لیا۔ یہاں تک کہ تقریباً سب خانگی بنک بھی اپنے ترقی یافتہ مشترک سرمایہ والے حریفوں کی صف میں جانے سے پہلے ہی سے سالانہ یا سٹش ماہی چھپا شائع کرنے لگے تھے اگرچہ وہ قانوناً ایسا کرنے پر مجبور نہیں تھے۔

اس طرح اشاعت معلومات نے بنک کے کاروبار کو بہت فائدہ پہنچایا۔

گو اس کو جو کچھ ترقی ہوئی وہ قدیم وضع کے لوگوں کے علی الرغم ہوئی جو اس طریقے کو دنار و متانت کے منافی تصور کرتے تھے۔ شش ماہی چٹھوں کا شائع کرنا یقیناً بہت بڑا قدم تھا جو ترقی کے راستے میں اٹھایا گیا لیکن یکم جنوری اور ۳ جون کے مابین ادیب کیم جولاہی اور ۳۱ دسمبر کے مابین اتھاکا کافی وقفہ ہے کہ اس میں بہت کچھ نئے واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انگلستان کے بینک کے کاروبار کا نظام جس آزادی اور سہولت سے کام کرتا ہے اس سے لالچ میں آکر بینک کے متعلقین اس قابل تعریف کل سے جس کے ذریعے سے وہ تجارتی اور کاروباری طبقے کو زرا اور اعتبار فراہم کرتے ہیں، بہت زیادہ آزادی کے ساتھ کام لینے لگے اور نقد کی بہت ہی قلیل بنیاد پر اعتبار کی بہت بڑی عمارت تعمیر کرنے لگے چونکہ ان کے ایسا کرنے سے تجارت اور کوٹھی کے کاروبار میں سہولت پیدا ہوئی تھی اور تجارت کے کل پرزے بہت خوبی کے ساتھ عمل کرتے تھے اس لیے تا وقتیکہ کوئی ناگوار نتیجہ رونمانہ ہو اس نظام کی اصلاح کی تائید کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ ایک کثیر اور قوی جماعت کے اغراض کو متاثر کئے بغیر اصلاح ناممکن تھی۔ میں سال قبل جب یہ کتاب پہلی مرتبہ لکھی گئی تھی تو مصنف کو متعدد بینکوں کے طریق عمل کے اختلاف عظیم کے متعلق بہت کچھ لکھنا پڑا تھا کہ وہ کس طرح اپنے رقوم واجب الادا واجب الوصول کے بارے میں اپنے جمع کنندہوں اور حصہ داروں کو اطلاعیں بہم پہنچاتے تھے۔

یہ استدلال کیا گیا تھا کہ اس زمانے میں جو طریقہ رائج تھا یعنی بعض بینک اپنے کاروبار کے متعلق سالانہ کیفیت شائع کرتے تھے، بعض شش ماہی اور بعض ماہانہ کیفیت یہ غیر منصفانہ اور غیر منطقی تھا نیز یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اعلان اور شاعت معلومات کے خلاف جو سخت ترین مقادمت کی جا رہی ہے (خاص کر بعض دیہاتی بینکوں کی جانب سے) مادہ خود ان چیزوں کے ضروری ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اعتراضات ان بینکوں کی محنت جہینوں کی ہمنوائی میں کئے گئے تھے جو اپنے صحیح بیانات اور کیفیتیں جلدی جلدی پیش کرنے میں تھمے بینکوں سے گونے سبقت لے گئے تھے اور اپنے پس ماندہ حرفیوں کو اپنے قدم بہ قدم چلنے پر اکساتے تھے ان کی نظروں میں یہ بات پرانہ خطرات ہونے کے علاوہ بہت نامناسب اور نا واجب بھی تھی کہ ان کے بعض حرفیوں کو جیسا کہ گمان کیا جاتا تھا نقد کے تناسب سے زیادہ کاروبار کرنے کا موقع ملے

اور وہ دنیاے بنک کے سب سے زیادہ روشن خیال قائدوں کے عمل کے برخلاف اپنے ذمے کے واجب الادا رقوم اور نقد کے تناسب کو نسبت زیادہ طویل وقفوں کے ساتھ شائع کریں۔ مصنف نے ۱۹۰۸ء میں لکھا تھا کہ ”ممتاز اور عملی ماہران فن بنک اس امر پر بارہا زور دے چکے ہیں کہ رقوم واجب الادا کے مقابلے میں نقد کا موجودہ تناسب خاص کر دیہاتی بنکوں کی صورت میں ناکافی اور غیر موزوں ہے اور یہ کہ اس خرابی کو رفع کرنے کے لیے مقررہ وقفوں سے ان کی مالی حالت کا شائع کرانا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ بنکوں سے جو استدعا کی جاتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنے کاروبار کی حقیقی صورت حال کو ظاہر کر دیں۔ لیکن بعضوں کو ایسا کرنے میں جو نہیں و پیش ہے وہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے“

اس کے بعد سے اس مسئلے کی اہمیت بہت کچھ گھٹ گئی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بنکوں کے انضمام و استحکام کے عمل میں تیزی کے ساتھ ترقی ہوئی ہے جس نے بنکوں کے گروہ اور برادری سے متعدد کمزور ارکان کو خارج کر دیا ہے اور وہ اب ہمہ گیر بڑی بڑی انجمنوں میں جذب ہو چکے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں انگلستان اور ویس میں بد استثناء بے بنک آف انگلینڈ ۶۰ بنک موجود تھے۔ ۱۹۱۲ء میں ان کی تعداد صرف ۲۰ رہ گئی، جن کے منجملہ صرف نو بنک ماہوار کیفیتیں شائع کرتے تھے۔ لیکن ملک کے جو وسائل بنکنگ بنک آف انگلینڈ کے حلقہ آخر سے باہر ہیں ان کے نوے فی صد پر ان نو بنکوں کا تصرف تھا۔

جب سے چھوٹے چھوٹے بنکوں میں خود بخود کانٹ چھانٹ ہوئی ہے اس وقت سے غیر کٹنی نقد ذخائر کا مسئلہ جو سال بہ سال ضرور بیان کیا جاتا تھا بنک کے صدر نشینوں کی سالانہ تقریروں میں نظر انداز کیا جانے لگا۔ وہ لوگ جو چھٹے میں پورے اور متوازن اعداد و شمار دیکھنے کے آرزو مند ہیں بعض اوقات یہ رائے دیتے ہیں کہ اگر سب بنک پورے اعداد جلدی جلدی شائع کرنے پر مجبور کئے جائیں تو یہ طریق بہت زیادہ اطمینان بخش ہو گا۔ لیکن آج کل یہ دعویٰ اس وجہ سے زیادہ نہیں پیش کیا جاتا کہ اب اعتبار کی تخلیق بہت زیادہ مقدار میں کی جاتی ہے اور اس کو جاری کرنے والے ماہوار کیفیتیں نہیں شائع کرتے یا اپنے

چٹھے میں فروغ و تفصیلات نہیں پیش کرتے بلکہ اس خواہش کی بنا پر دعویٰ زیادہ تر پیش کیا جاتا ہے کہ صنعت و تجارت کی حالت پر بنک کاری کے اعداد اب جتنی روشنی ڈالتے ہیں اس سے بہت زیادہ روشنی پڑے۔

لیکن بنک کاری پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان میں سے ایک سنگین مستقل اعتراض جو گزشتہ ایڈیشن کے اس باب میں نمایاں حیثیت سے پیش کیا گیا تھا اب بھی بدستور باقی ہے یہاں بلکہ ایڈیشن میں بیان کیا گیا تھا کہ ”ہر مہینے کے آخر میں جب سب بنک اپنی اپنی کیفیت شائع کرنے کی تیاریاں کرتے ہیں تو زر کے بازار میں متنگی کا دور پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ لمبارڈ اسٹریٹ کی مروجہ اصطلاح ہے۔ یہ عمل اس نتیجے کی جانب بلاشبہ رہبری کرتا ہے کہ بعض بنک دسے ہوئے قرضے واپس طلب کرتے یا نسبتاً کم ہنڈیوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور اس طرح اپنے نقد بدست کی مقدار کو بڑھا لیتے ہیں تاکہ جس دن چھٹا شائع ہو اس دن ان کی مالی حالت قوی ثابت ہو۔ اس عمل کو ان ظریفوں میں سے ایک نے جو فوہر لندن کی زندگی کو خوشگوار بنانے میں بہت بڑا حصہ رکھتے ہیں۔ بجا طور پر ظاہر داری یا لیب پوت کا نام دیا ہے اور یہ عمل اب تک باقی ہے، گو اس کی شکل کسی قدر بدل گئی ہے۔ جنگ کے بعد سے جو بنک ماہوار کیفیتیں شائع کرتے ہیں وہ اپنے چھٹوں میں مہینے کے آخر کی حالت نہیں پیش کرتے بلکہ متعدد مدت کے بارے میں ہفتہ وار اوسط اعداد پیش کرتے ہیں۔ توقع تھی کہ اس طریقہ کا نتیجہ ہوگا کہ بنک اپنے حسابی تخمتوں کو خوشنما بنانے کی خاطر باقاعدہ دور کے ساتھ بازار سے نقد واپس کرنا ترک کر دیں گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس طریقہ کی بدولت نقد واپس نکالنے کا عمل اگرچہ وسعت میں کم ہو گیا ہے، لیکن تعداد میں بڑھ گیا ہے اس لیے کہ پہلے تو چھٹا پیش کرنا صرف ایک ماہواری مصیبت ہی تھا لیکن اب ہفتہ وار سی خوشست بنا ہوا ہے۔ مسٹر فریڈرک ہائلڈ نے اپنے صدارتی خطبے میں جو بحیثیت انسٹی ٹیوٹ آف بنکس کے صدر کے ۱۲ نومبر ۱۹۱۰ء کو پڑھا گیا تھا اس ظاہر داری یا لیب پوت کو ایک ایسا عمل بتایا ہے ”جو زر کے بازار میں ہر شاہی کے قدر بہت بڑے پیمانے پر اور ہر ہفتے خفیف حد تک خلل پیدا کرتا ہے۔ گو عمل قدیم زمانے

سے رائج ہے اور اس کو عام طور سے روارکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں کوئی شخص بھی اس کی مدافعت میں بنجیدہ استدلال نہیں پیش کر سکتا۔ دیگر امور کے قطع نظر اس کا مقصد خود اس امر سے فوت ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص اس (ظاہر و دہری) سے دھوکا نہیں کھاتا۔ اخباروں میں ہر ہفتے اس ظاہر و دہری کے موضوع پر نقد و تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ایسی نمائش سے دھوکے اور فریب کا سب رنگ تو اڑ ہی جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اشاعت معلومات کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے بھی اس کی قدر و اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ بات بہت قرینے سے کہی گئی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پھر عمل اب تک برابر جاری کیوں ہے؟

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انگلستان کے بنکوں کے کاروبار کی عظیم اشان ترقی انجن ہائے سرمایہ مشترک کے اصول پر کاروبار کرنے کے طریق کی نشو و ترقی کے ساتھ ساتھ ہوئی جس کی وجہ سے جیسا کہ اس باب کے آغاز میں ذکر کیا گیا ایک عجیب و غریب و عجیب نظام ایک ٹھوس یکسانی رکھنے والے نظام سے تبدیل ہو گیا ہے۔ اسی سلسلے میں یہ بیان کر دینا خالی از دہی نہ ہو گا کہ ملک کے قوانین نے حتی الوسع اس ترقی کی راہ میں ایک ناقابل عبور ممانعت پیدا کی یعنی بینک آف انگلینڈ کو لندن میں سرمایہ مشترک کے اصول پر کاروبار کرنے کا اجارہ تو دید یا مگر بینک کی تعریف اس کاروبار کے مطابق جو اجارہ ملنے کے وقت بینک انجام دیتے تھے، یہ کی گئی کہ وہ اجراءے نوٹ کا حق ہے۔ لیکن جب بینک کے کاروبار کی نوعیت بدل گئی اور بینک کے منتظم کا کام اہل معاملہ کو قرضہ دینا اور اس کو نوٹ حاصل کرنے کا مجاز گرداننا نہ رہا بلکہ اہل معاملہ کو قرضہ دینا اور اس کو چیک لکھنے کا حق عطا کرنا منتظم بینک کا کام ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ بینک آف انگلینڈ کا اجارہ لندن میں سرمایہ مشترک کے اصول پر دوسرے بنکوں کے قیام کو روک نہیں سکتا۔ اور اس طرح قانون کا جو ظاہر ہی منشا تھا وہ بینک کے کاروبار کے طریق کی تبدیلی کی وجہ سے پورا دھوکا اور وہ عملاً منسوخ ہو کر رہ گیا۔ اس کی وجہ غالباً یہی خیال کی جا سکتی ہے کہ راہ معائنہ قانون اس ہونے والی تبدیلی کا پہلے سے اپنے ذہن میں اندازہ نہ کر سکے۔

104

غرض قانون کی اس عملی بے اثری کا امتحان ہونا تھا کہ انجنس سرہما یہ مشترک کے اصول پر ۱۸۲۲ء میں لندن میں ایک بینک بنام لندن انڈوسٹریل منسٹر بینک قائم ہو گیا اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد سے انگلستان کے بینکوں کا کاروبار سرہما یہ مشترک کے بینکوں کی شکل میں بدل ہوتا گیا۔ چنانچہ ان کی رفتار ترقی اس قدر سریع ہو گئی اور انھوں نے اس قدر مستعدی کے ساتھ خانگی بینکوں کو اپنے میں جذب کرنا شروع کر دیا کہ انجام کار ۱۸۶۶ء میں ان خانگی بینکوں کی ایک بہت بڑی تعداد متحد ہو کر ایک بڑے سرہما یہ مشترک کے بینک کی صورت میں قائم ہو گئی اور ان میں سے جو سب سے بڑی انجنس تھی اسی کے نام سے بینک کو پارک لے انڈسٹریل موسوم کیا گیا۔

اس طرح بینکوں کا جو نیا کاروباری نظام وجود میں آیا اس کی خصوصیت امتیازی یہ ہے کہ بینک کا کاروبار بینک کی شاخوں کے ذریعے سے ہونے لگا۔ قدیم زمانے میں ہر بینک اپنی علیحدہ حیثیت رکھتا تھا اور اس پاس کے اہل معاملہ کی وہی ضرورتیں تنہا پوری کرتا تھا۔ گو یا اس کا دائرہ عمل بہت ہی محدود ہوتا تھا۔ اور اگر اس کی کوئی شاخیں بھی ہوتیں تو ان کی تعداد بہت قلیل اور تقابلاً بہت ہی تنگ رقبے میں محدود ہوتی تھی۔ لیکن نئے طریق میں ملک کے گوشے گوشے میں شاخوں کا جال بھیلادیا جاتا ہے یا دوسرے بینکوں کے حقوق خرید لیے جاتے ہیں اور بظاہر یہ کوٹش کی جاتی ہے کہ حتی الامکان کاروبار کو وسیع کیا جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت انگلستان میں ایسی چھوٹی چھوٹی انجنس یا کمپنیاں کثیر تعداد میں موجود ہونے کے بجائے جو اپنے اپنے اہل معاملہ کی مختصر جماعتوں کے لیے زر کی سہولتیں ہتیا کریں، بینک کا کاروبار ایک ایسے گٹھے ہوئے جتھے کی شکل میں منظم ہو گیا ہے جو چند منظم و مستحکم اور اعلیٰ ساز و سامان سے آراستہ جمعیۃ لہذا مشتمل ہے اور ان میں سے ہر جمیۃ کے تحت متعدد شاخیں اور جماعتیں وسیع رقبوں میں بھیلی ہوئی ہیں۔ مگر ان سب کا انتظام ایک ہی مشترک مرکز

کی جانب سے عمل میں آتا ہے اور ایسی خوبی اور سہولت کے ساتھ عمل میں آتا ہے کہ ہر مصلح اور منافع کی ضرورتوں اور معاملات کو پورا کیا جاسکتا اور ان کی بخوبی نگرانی کی جاسکتی ہے۔

105

اس ترقی سے بڑے بڑے فوائد حاصل ہوئے۔ چنانچہ مادی النظر میں سب سے بڑا فائدہ تو یہی ہوا کہ ابتدائی دور کے قدیم نظام کے بے شمار علیحدہ علیحدہ مختصر بنکوں کے مقابلے میں موجودہ زمانے میں عظیم الشان بنک قائم ہو گئے ہیں۔ چونکہ منظم بنک عامۃ الناس کے اعتماد پر کاروبار کرتا ہے اور بنک کی عظمت اور وسعت ہی وہ سب سے موثر خصوصیت ہے جو عوام کے تصور کو متحرک کرتی ہے اس لیے بنکوں کے انضمام اور شاخ بندیوں کے عمل نے بنک کے کاروبار کو ایک نہایت ہی اہم حیثیت سے یقیناً تقویت پہنچائی ہے۔ یہ کہنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں کہ زر کی سہولتوں کے مدوجہ زر کو منظم کرنے میں اور ایسی متعدد نہریں فراہم کرنے میں بھی یہ عمل نہایت موثر ثابت ہوا ہے جو اپنے مشترکہ مخزن سے ملی ہوئی ہیں اور جن کے ذریعے سے کاروبار کے میدان میں مالی آب رسانی بہت آسانی اور ارزانی کے ساتھ انجام دی جاسکتی ہے اور اگر کوئی علاقہ قحط زدہ ہو تو اس میں بھی رسد کی سرمد ہی نہایت آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ تاوقتیکہ کاروباری دنیا میں کوئی نثرانی رونمانہ ہو اور یہ کل اچھی طرح چلتی رہے، موجودہ نظام کو اس کے پیشرو نظام کے مقابلے میں بلا خوف تردید ایک عظیم الشان اصلاح و ترقی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ بنکوں کی شاخوں کے کثیر تعداد میں قائم ہونے اور پھیلنے کی وجہ سے کاروبار کے لیے اسی قدر زیادہ خطرات کے دروازے بھی کھل گئے ہیں۔ چنانچہ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ بنکوں کی سب شاخوں کا کاروبار عمدگی کے ساتھ نہ چلے اور ہر شاخ معاون کی حیثیت سے عمل کرنے کے بجائے مصدر بنکوں کے حق میں جو ناک ثابت ہونے لگے تو بنکوں کے خون حیات کے خارج ہونے کے اتنے

گو ناگوار راستے ہو جائیں گے کہ ان کے محاذ فطوں اور امینوں کا کام بہت بڑھ جائے گا۔ کسی ایسے ادارے کے لیے جو ایک ہی چھت کے نیچے کام کرتا ہو اور اس کے ذمے کے واجب الادا رقوم اسی جگہ تک محدود ہوں زر نقد کا جتنا تناسب کافی ثابت ہو سکتا ہے اتنا ایسے ادارے کے لیے ہر مشکل مکتبی ہو سکتا ہے جس کے ذمے کو نسبتاً قلیل رقوم واجب الادا ہوں مگر یہ رقوم بیسیوں علاقوں میں قائم شدہ مختلف شاخوں پر پھیلی ہوئی ہوں۔

106

اس نقطہ نظر سے بنک کی وسعت کا جو عوام کی نظر میں استحکام و قوت کی نہایت تین علامت ہے، غور سے دیکھنے پر ایک مختلف پہلو سامنے آتا ہے۔ اس لیے کہ کسی بنک کی وسعت و عظمت کا اندازہ عام طور سے اس کی امانتوں سے یا دوسرے الفاظ میں اس کے ذمے کے رقوم واجب الادا سے اور اس کی شاخوں کی تعداد سے کیا جاتا ہے۔ پس جب بنک کے ذمے کے رقوم واجب الادا نہ صرف کثیر ہوں بلکہ زور و نزاک پھیلے ہوئے ہوں تو عظمت کی دلیل ہونے کی حیثیت سے وہ اور بھی زیادہ کم راہ کن بن جاتے ہیں۔ کسی فرد واحد کی دولت کا اندازہ لگاتے وقت ہم ہرگز اس کے لاکھوں کے قرضے کے شمار سے شروع نہ کریں گے اور نہ یہ حساب لگائیں گے کہ اتنے متعدد مقامات کی رقوم اس کے ذمے واجب الادا ہیں مہم اس کے اعتباری کاروبار کی وسعت کی بے شک تعریف کریں گے لیکن اس کی ٹھوس مالیت کا تخمینہ لگاتے وقت ہمیں سب سے اول یہ معلوم کرنا ہو گا کہ اس کی اس قرضداری کے مقابلے میں اس کے پاس نقد زر اور رقوم واجب الوصول کتنی مقدار میں ہیں۔ پس بعینہ ہی حال بنکوں کا ہے، بنک جتنے زیادہ بڑے ہوں گے اور جتنے زیادہ ان کے کاروبار کے مقامات پھیلے ہوئے ہوں گے اتنا ہی زیادہ پیش بینی اور عاقبت اندیشی کی ان کو ضرورت ہے۔ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ متعدد شاخوں والے بنکوں کے مالک اور منتظم اس قسم کی پیش پانڈناؤں کو خوب جانتے اور مانتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں انگلستان کے بنک کے

کاروبار میں بہت زبردست تنظیم و انتظام عمل میں آیا ہے اس کے باعث اور موجودہ نقل و حمل کے انتظام کی سہولت و سرعت کے باعث شاخوں کے ذریعے سے بنک کا کام انجام دینے کے خطرات بہت بڑی حد تک گھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکا کا تجربہ بظاہر اس امر کا شاہد ہے کہ اکثر چھوٹے مفرد بینکوں کے نظام کو نسبتاً بہت بڑے خطرات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں گو بعض بنک ایسے ہیں جو انگلستان کے بڑے سے بڑے بینکوں کے مساوی ہیں جن کی مجموعی تعداد تقریباً ۱۶ ہزار ہے لیکن ان میں سے ۶۶۲ بنک جن کی امانتوں کی مجموعی مقدار ۱۹۳ ملین ڈالر تھی ۱۹۱۴ء میں بند ہو گئے۔ اور ۴۹۱ جن کی امانتوں کی مقدار ۳۸ ملین ڈالر تھی ۱۹۲۵ء میں مسدود و معطل ہوئے۔ حالانکہ ان دونوں سالوں میں بنک کے کاروبار پر کسی خاص آفت کا کوئی شائبہ بھی نہ تھا۔

107

ہم بیان کر چکے ہیں کہ بنک ایک ایسا ذچک تخلیق کر کے جس کے ذریعے سے آج کل انگلستان کی تجارت اور اس کا کاروبار چلتا ہے لندن کے زر کے بازار کے داخلی انتظام میں بہت ہی اہم اور ذمہ دارانہ عمل انجام دیتے ہیں۔ اور ان کی مدد و اجب الوصول میں سب سے بڑا حصہ جیسا کہ صفحہ ۵۶ مندرجہ حاشیہ کے چٹے میں بیان ہو چکا ہے ان قرضوں پر مشتمل ہوتا ہے جو برطانیہ کی صنعت و تجارت کو دیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ بنک صنعت و تجارت کی اعانت و پرورش و سیرانی میں بہت ہی اہم حصہ رکھتے ہیں۔

بین الاقوامی معاملات میں ان بینکوں کی قوت میں بہت کچھ کمی آج اس وجہ سے واقع ہوئی ہے کہ اب بنک آف انگلینڈ زر کے بازار کی بہت گہری نگرانی کرتا ہے گو اس قوت کی اس لحاظ سے توسیع بھی ہوئی ہے کہ مبادلات خارجہ اور صکار کے معاملات میں ان کی جار و جہد اب بہت وسیع ہو گئی ہے۔ سابقہ

۱۔ ویکوکنسٹریٹ بینک پبلسٹیٹ ۱۱ مئی ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۶۷۔ مضمون مجموعیہ امریکہ کی بنک کے کاروبار میں انتظام کے حوالہ
۲۔ ویکوکنسٹریٹ ریزرویشن مورخہ اپریل ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۶۱۔

108

معمولی اوقات میں یعنی ایسے زمانے میں جبکہ معاملات میں مداخلت کرنا اور ان کی نگرانی کرنا بنک آف انگلینڈ کے لیے ضروری نہ تھا ایسی ہی بنک لندن میں زر کی قیمت کا تعین کرتے تھے، چنانچہ اس کا اعلان روزمرہ کے قرضوں اور قلیل المدت قرضوں کی شرح سود اور کل تاریخوں کی ہینڈیوں کی شرح بند سے ہوا کرتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ یہ شرحیں ہر وقت یا تقریباً ہر وقت بنک آف انگلینڈ کی دفتری شرح سے بہت ہی خفیف حد تک متاثر یا اس کے تابع ہوتی تھیں اس لیے کہ یہ بنک اپنے جمع کنندوں کو ان کے زرامانت کے استعمال کے صلے میں جو سود ادا کرتے تھے اس کی شرح عام طور سے زمانہ قابل جنگ میں بنک کی دفتری شرح سے $\frac{1}{4}$ انی صد کم ہوتی تھی۔ لیکن ان بنکوں میں زرامانت کے علاوہ کثیر رقم بے مدرواں بھی جمع رہا کرتے تھے جن پر کوئی سود ادا نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ اس قسم کو زر کے بازار میں جمع کنندوں کی شرح سے کم پر بطور قرض دیتے یا دے سکتے تھے۔ اور جس شرح پر وہ زر کے بازار میں رقم بطور قرض دیا کرتے تھے وہی بجز شاہدوں کے قرضوں کی بازاری شرح ہوتی تھی۔ اس بحث کو اس طرح بلا تامل جاری رکھنا ناممکن ہے۔ پس ہمیں اب توقف کرنا چاہیے اور قرضوں کی بازاری شرح کی اصطلاح کی تشریح کر دینی چاہیے۔ اگر اس اصطلاح کی توضیح جامعیت و اختصار کے ساتھ کرنے کے بجائے اس کا مطلب ملیں پیرائے میں اور سہولت تفہیم کے خیال سے کرنے کی اجازت دی جائے تو اس کے معنی ایسی شرح کے ہیں جس پر بنک ہینڈی دلالوں کو قرضہ دینے یا چاک لکھنے کا حق عطا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ”ہینڈی دلالوں“ کی اصطلاح بھی تشریح طلب ہے۔ لیکن اس کے لیے آئندہ باب تک توقف کرنا چاہیے۔ اور سردست یہ بیان کر دینا کافی ہے کہ یہ ماہروں کی ایک ایسی جماعت ہے جو اپنے آپ کو ہینڈی پر بلہ کاٹنے کے لیے وقف کر دیتی ہے یا ہینڈی پر بلہ کاٹنے کے کام میں بطور درمیانی وسیلے کے کام آتی ہے۔ اگر آپ صفحہ ۵۹ مندرجہ حاشیہ پر نظر ڈالیں جس پر بنکوں کا مجموعی چھٹا درجہ ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ رقم واجب الوصول میں

دائیں جانب پہلی مد ”نقد بدست و در بنک آف انگلینڈ“ کی ہے، جو بنکوں کی حفاظت کا پہلا مورچہ ہے۔ اور اس کے بعد کی مد ”عند الطلب اور مختصر مدت اطلاع کے قرضے“ ہے۔ یہ قرضے بنکوں کی جانب سے روزمرہ ہینڈی دلالوں کو دئے جاتے ہیں اور انھیں جو زر قرض دیا جاتا ہے اس کو بنک اپنی حفاظت کا دوسرا مورچہ خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ زر یا تو عند الطلب یا ایسی مدت کے اندر واپس مل سکتا ہے جو عام طور سے ایک ہفتے سے کبھی تجاوز نہیں ہوتی، اور اس طرح کم از کم نظری اعتبار سے یہ قرضے فوراً واپس طلب کر لیے جاسکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں اس اصطلاح میں وہ قرضے بھی شامل کر لئے جاتے ہیں جو بنکوں کی جانب سے تمسک دلالوں کو دیے جاتے ہیں۔ لیکن جب شہر لندن میں زر کی شرح کا نرخ نامہ شائع ہوتا ہے تو اس کا مطلب عام طور سے وہ شرح ہوتا ہے جو بنکوں اور ہینڈی دلالوں کے مابین طے پاتی ہے۔ چنانچہ کسی شخص کو جو اخبار کے کالموں میں زر کے متعلق مضمون کی ابتدائی عبارت کو پڑھتا ہے اور یہ معلوم کر کے حیرت زدہ ہو جاتا ہے کہ ”زر کے لیے طلب بہت کم تھی اور روزمرہ کے قرضے بظاہر نہایت ہی کم نفع کی شرح پر بہت آسانی کے ساتھ دئیے گئے“ یہ نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے کہ انسان کی فطرت میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہو گیا ہے اور یہ کہ زر اب انسان کے لیے کوئی ایسی شے نہیں رہا ہے کہ انسانوں میں اس کی خواہش ہو۔ اس قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے والے بالعموم وہی ہوتے ہیں جو شہر لندن کی بازاری اصطلاحوں سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ خود مصنف نے ریل کے سفر میں ایک شائستہ آدمی کو اخبار نوپیسوں کو سخت سست کہتے سنا کہ اخبار نگار لغویات اور خرافات کہتے ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ اخبار پڑھنے میں ان کی نگاہ غلط انداز زر کے مضمون کے کالم پر جا پڑی تھی اور انھوں نے اس میں لکھا ہوا پایا تھا کہ زر ”ناقابل استعمال ہو گیا“ اس کی ضرورت نہیں رہی اور نقد فاضلات کو ایک فیصد پر بھی کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ معلوم یہ ہوا کہ اس سے ایک دن قبل ہی ان حضرات نے کچھ تصاویر کو جو فالبا ان ہی کے قلم کار نامہ تھے اور جن کی قیمت مشتبہ سی تھی، اپنے بنک میں پیش کر کے اس سے ان کی

ضمانت پر ایک اور ڈرافٹ لکھوانے کی بے سود کوشش کی تھی اور وہ اس قرضے پر ۱۰ فیصد سود تک دینے کے لیے آمادہ تھے۔ چنانچہ وہ اخبار کے اس بیان سے کہ ”افیسڈر پر بھی زر کی طلب نہ تھی“ اس قدر متاثر اور آزرده خاطر ہوئے کہ انھوں نے شہر کے سب صحیفہ نگاروں کو نقادان فن کی حیثیت سے بالکل نالائق قرار دے دیا، جو گویا ان کے نزدیک کسی کی جھوٹی آخری حد تھی۔

لفظ ”زر“ شہر لندن میں بن معنوں میں استعمال ہوتا ہے ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا بہت اہم ہے اس لیے کہ ہمیں معلوم ہو گا کہ اس زر کی جو شرح ہے اور اس زر کو حاصل کرنے کے لیے جو سہولتیں ہیں وہ بنک کی کل کے سب سے اہم چیزیں ہیں۔ چنانچہ اس اصطلاح کے صحیح مفہوم اور محل استعمال کو ذہن میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔

پس جب زر کی اصطلاح کو خاص اس کے کاروبار کرنے والے استعمال کرتے ہیں تو اس کے مخصوص معنی ہوتے ہیں۔ اس طرح معاشیات کے تسمیہ اصطلاحات میں جو ابہام و تناقض ہے اس کی یہ دوسری مثال ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مفہوم بالعموم ایسا قرضہ ہے جو بنک کی جانب سے ہنڈی دلال کو ایک دن کے لیے یا اس مدت کے لیے جو ایک ہفتے سے تجاوز نہ ہو دیا جائے۔ اس طرح اس قسم کے قرضے پر جو شرح سود ہوتی ہے وہ اس حق کی قیمت کی نمائندگی کرتی ہے جو چیک لکھنے کے لیے بہتر سے بہتر اعتبار کے قرض گیر کو بہتر سے بہتر قسم کی ضمانت اور رسک پر اور تلیلیں سے تلیلیں مدت کے لیے دیا جاتا ہے۔ پس اس سے کوئی ایسا نتیجہ اخذ کرنا جو دوسرے حالات کے تحت حاصل کردہ شرحوں کی شرح سود سے متعلق ہو بالکل غلط اور گمراہ کن ہوگا۔ اس شرح کا تعین معمولی اوقات میں عملاً چاک بھانے والے

بنکوں کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ یوں تو دوسرے لین دین مثلاً حکومت ہنڈ کے گماشتے یا کوٹھی والے یا ساہوکار سے بعض اوقات اپنی قمیں کٹیر متلازیں

بطور قرض ہنڈی دلاؤں میں پھیلائے رکھتے ہیں۔ لیکن قلیل المدت قرضوں کی شرح کی مقدار مقرر کرنے میں فیصلہ کن آواز انجام کار انگریزی بنکوں ہی کی ہوتی ہے۔ اور اس شرح کی انتہائی تغیر پذیر ہی سابق میں ان عظیم دشواریوں میں سے ایک دشواری تھی جن کا مقابلہ لندن کے زر کے بازار کے منتظموں کو کرنا پڑتا تھا۔ اس زمانے میں لندن کو اپنی حیثیت کے سنبھالنے میں جو دشواریاں پیش آتی تھیں ان میں سے اکثر اس واقعے کی بنا پر پیدا ہوئیں کہ زر کے بازار کے اکثر ارکان نے زر کے بازار کی نگرانی کی ضرورت ہی کو محسوس نہیں کیا تھا اور جو لوگ اس ضرورت کو محسوس بھی کرتے تھے وہ اپنے کو دو دائمی مشکلات میں گرفتار پاتے تھے جن میں سے ایک تو خود ان کے نوری ذاتی اغراض کی بنا پر پیدا ہوئی اور دوسری بحیثیت مجموعی بازار کے اغراض اور مستقبل کی بنا پر۔

مثلاً ممکن تھا کہ کوئی مقررہ بنک کسی مقررہ وقت میں اس چیز کو حق بجانب اور مناسب خیال کرے کہ یہ مسئلہ کہ کس شرح پر ہنڈی دلاؤں کو قرض دیا جائے ایک ایسا معاملہ ہے جو صرف اس کی ذات سے اور اس کے حصہ داروں کا اس پر جو حق ہے اس سے متعلق ہے اس کے پاس کچھ نقد کا ذخیرہ ہے کچھ نقد تمکات کی شکل میں مشغول ہے کچھ اہل معاملہ کو بطور قرض دیا گیا ہے اور ان سب کے علاوہ کچھ جزو اس کے پاس ایسا بھی ہنس ہے جس کو وہ حسب قواعد کاروبار عند الطلب یا اطلاع مختصر المدت پر وہ ایسی کے وعدے پر ہنڈی کے دلاؤں کو بطور قرض دے سکتا ہے۔ پس اس قرضے پر اس کو جو کچھ شرح بھی مل جائے اس کو وہ نلنے سے بہتر سمجھتا ہے۔ مثلاً اگر ہنڈی کچھ دلال اس کو صرف ۱/۲ فی صد سود بھی دیں تو وہ کیوں اس کو قبول نہ کرے اور انکار کرنے کے بجائے کیوں اس قدر اعتیار تخلیق کر کے منافع نہ حاصل کرے۔ اگر وہ یہ شرح منظور نہ کرے تو غالباً دلال پاس ہی کے کسی دوسرے حریف بنک سے رجوع کر کے شاید ایک فیصد شرح پیش کر کے قرضہ حاصل کر لیں گے۔ اس طرح اس کے کم شرح منظور کرنے سے انکار کا صرف نتیجہ ہو گا کہ اس کے حریف کا منافع زیادہ ہو جائے گا۔ انفرادی بنک کے منتظم کے نقطہ نظر سے اس قسم کا استدلال ناقابل تردید ہوتا لیکن بازار کے نقطہ نظر سے اس قسم کے عمل سے جو نتائج رونما ہوتے وہ ناخوشگوار ہوتے

ہوتے وہ ناخوشگوار ہوتے رہنے لگے۔ میں مصنف نے لکھا تھا کہ کیا ہی اچھا ہوا اگر سب
بنک بحیثیت مجموعی مل کر ایک ایسا عملی اور متفق علیہ نظام تیار کر لیں جس میں زر کی
شرح (شہر کے مفہوم کے لحاظ سے) کی تغیر فیجیری کم ہو جائے اور اس کا سدباب
ہو جائے کہ یہ شرح گھٹ کر بہت معمولی نہ ہو جائے تاکہ بٹہ کی شرح میں ناواجہی
تخفیف نہ ہونے پائے جس سے کہ مبادلات خارجہ لندن کے مخالف ہو جاتے ہیں،
ذخیرہ محفوظ طلا کے ذمہ دار نشین کی مشکلات بڑھ جاتی ہیں، طرح طرح کی
تنگہ بازی ہوتی ہے اور کوٹھی کی ہنڈیاں تیار ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

جب یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہوئی تو مصنف کو اس عبارت نیز ان
دوسری عبارتوں کی بنا پر اس کے بعض احباب نے جو ہنڈی دلائی کہتے تھے برا
بھلا کہا جن میں مصنف نے شرح بنک اور زر کی بازاری شرح کے مابین ایک
پکدار مگر موثر کڑی قائم کرنے کے بارے میں زور دیا تھا۔ ہنڈی دلالوں
کے حق میں، جیسا کہ آگے چل کر جب ہم آئندہ باب میں ان کے کاموں کی بحث
کریں گے معلوم ہوگا، ارزاں زر کی افراط گویا مالی خوشحالی کے مرادف ہے مصنف پر
یہ الزام عائد کیا گیا کہ وہ بنکوں کو زر کے ”احتکار“ کا مشورہ دے رہا ہے۔ لیکن
قرضے کی شرحوں میں شدید تغیر قیمت لہذا سٹیٹ کے لیے مفید نہیں ہیں چنانچہ
جنگ کے بعد سے بنکوں نے یہ قاعدہ مقرر کر لیا ہے کہ صرف ہنڈی دلالوں کو
ایسی شرح پر قرضہ دیا جائے جو بالعموم بنک آف انگلینڈ کی دفتری شرح سے جس کو
عام طور سے شرح کہا جاتا ہے ایک فی صد کم ہو۔

اس طریقے سے انھوں نے بنک آف انگلینڈ کو لندن کے زر کی قیمت پر بہت
زیادہ گہری گھرائی کرنے کا موقع دے دیا ہے اور بنک کے کاروبار کے استحکام اور
چھوٹے بنکوں کے ضرورت سے زائد کاروبار کی روک تھام سے بھی اس نگرانی کو
مزید تقویت پہنچی ہے۔ ہم اس صورت حسابات پر پھر عود کر آئے ہیں جس کو

لہ:۔ Corner یعنی بازار سے ال ہٹا کر الگ جمع کر رکھنا تاکہ حسب خواہش اضافہ
قیمت کیا جاسکے

والٹرنیج ہسٹ نے اپنی کتاب لمبارڈ اسٹریٹ میں بیان کیا ہے کہ اس وقت زراعتی کافی مقدار میں موجود ہی نہ تھا کہ ہر کس و نا کس کو ہر وقت قتل جانا نا وقتیکہ بنک آف انگلینڈ خود کسی کو قرضہ نہ دے۔ جنگ سے قبل ایک طویل مدت تک یہ بات صحیح نہ رہی تھی اور چونکہ زر کے بازار کی کل بالعموم ٹھیک نہیں چلتی تھی اس لیے نا وقتیکہ بنک آف انگلینڈ فالتوز قرض لے کر اس کو ٹھیک نہ کرتا بازار کی کل سیدھی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن نا وقتیکہ بنک آف انگلینڈ حکومت کو یا بازار کو قرضہ نہ دیتا رہے یہ مصیبت تقریباً ہمیشہ نازل رہتی ہے۔ اس حد تک سابق میں جو گرائی چیک بھنانے والے بنکوں کو زر کی شرح پر کرنی پڑتی تھی وہ اب بنک آف انگلینڈ کی جانب عود کرائی ہے۔

چیک بھنانے والے بنک زمانہء سابق میں لندن کے بازار میں بٹہ کی شرح کا بھی تعین و انتظام کرتے تھے۔ یعنی وہ اس شرح کو بھی معین کرتے تھے جس پر مستقبل کی کس تاریخ میں ادا شدنی ہنڈیاں جیسا کہ کسی گزشتہ باب میں بیان کیا جا چکا ہے، مبعاد ختم ہونے سے پیشتر فوراً نقد سے بدل ہو سکتی ہیں۔ بٹہ کی اس بازاری شرح کا مسئلہ زر کی بازاری شرح سے بھی بدرجہا زیادہ اہم ہے اس لیے کہ مبادلات خارجہ پر بٹہ کی شرح کا بہت اہم اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ یہ ان پیچیدہ مسائل میں سے ایک ہے جن پر آئندہ چل کر بحث کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ زر کی بازاری شرح کی اہمیت کا باعث زیادہ تر یہ ہے کہ وہ بٹہ کی بازاری شرح کو متاثر کرتی ہے۔ چنانچہ اگر ہنڈی دلالوں کو کسی رکاوٹ کے بغیر بہت ہی ادنیٰ شرحوں پر زر بطور قرض دستیاب ہو اور وہ یہ خیال کریں کہ انھیں اسی ارزاں نرخ پر اور آسانی کے ساتھ آئندہ بھی قرضوں ملنے کی توقع ہے تو قدرتی طور سے ہنڈیوں پر ادنیٰ شرح سے بٹہ کاٹنے کے لیے ان کے حوصلے بڑھ جائیں گے۔ پس وہ قوت جو زر کی شرح کو متعین کرتی ہے، اس طرح بٹہ کی شرح پر راست اور قوی اثر ڈالتی ہے۔

گو بنکوں کی یہ قوت و اقتدار اب بڑی حد تک سلب ہو گیا ہے پھر بھی ان کا قوی اثر اس طرح پڑتا ہے کہ وہ خود ہنڈیوں پر بٹہ کاٹنے کا کاروبار وسیع بنانے پر

کرتے ہیں، چنانچہ ان کا کاروبار واقعاً اس قدر کثیر المقدار ہے کہ ہسٹری دلال خود یہ استدلال کرتے ہیں کہ دراصل بینک ہی بٹہ کی بازاری شرح کا براہ راست تعین کرتے ہیں۔ اور یہ بات غالباً صحیح بھی ہے اس لیے کہ اکثر ہسٹری دلال بائع اور مشتری کے مابین زیادہ تر ایک واسطے کی حیثیت رکھتے ہیں اور محض اس مقصد اور ارادے سے ہسٹری پر بٹہ کاٹتے ہیں کہ اکثر ہسٹریوں پر دو بارہ بٹہ کاٹ سکیں۔ اور ان کے خریدار زیادہ تر بینک ہی ہوتے ہیں اور اپنی خریدی ہوئی ہسٹریاں بنکوں ہی کے ہاتھ فروخت کرنا دلال زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ جب یہ خبر مشہور ہو جاتی ہے کہ بڑے بنکوں میں سے دو یا تین بینک کم شرح مثلاً ۳ فی صد سے کم کی ہسٹریاں نہیں لے رہے ہیں تو بٹہ کی بازاری شرح بر یعنی ہسٹری دلالوں کی زمین کردہ شرح پر اس واقعے کا نمایاں اثر پڑتا ہے۔ اور چونکہ بٹہ کی بازاری شرح مبادلات خارجہ کو متاثر کرنے میں ایک نہایت اہم عامل ہے اور مبادلات خارجہ، طلا کی درآمد و برآمد پر اثر ڈالنے والے اہم عامل ہیں اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ بینک جس اصول پر ہسٹری پر بٹہ کاٹتے ہیں اس کی اہمیت کتنی زبردست ہے۔

115

بنکوں کے فرائض اس سے بھی زیادہ اہم اور نازک اس وقت ہو جاتے ہیں جبکہ ہسٹریوں کی مختلف قسموں کے مابین امتیاز کرنے کا سوال پیش ہوتا ہے خواہ اعتراض کسی خاص قسم کی ہسٹریوں کے بارے میں ہو یا کسی جنس سا ہو کارے کے نام لکھی ہوئی ہسٹری کے بارے میں ہو۔ بینک کا تنظیم ہسٹری دلالوں کو محض یہ اطلاع دیکر کہ اس کو ”گھریلو ہسٹریوں“ کی کثیر تعداد میں ضرورت نہیں ہے (یعنی ایسی ہسٹریوں کی جو ایک ہی نام سے لکھی ہوئی ہوں) یا وہ ایسا کاغذ قبول نہیں کرے گا جو محض ”تکہ بازی“ کی نوعیت رکھتا ہو اپنے اس فعل سے کوٹھی کی کاروباری عمل کے اندرونی عمل کو بھی ہر وقت بڑی حد تک متاثر کر سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کے اقتدار کو کام میں لانے کے لیے بڑی دانشمندی اور فراست کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اس قسم کے اقتدار سے کام لینے سے خاص کر اس صورت میں جبکہ کسی خاص سسٹم کے کاغذ پر اعتراض کیا گیا ہو

عام طور سے مختلف قسم کی افواہیں اور سرگوشیاں شروع ہو جاتی ہیں اور جس ساہوکار کا یا تجارتی گھر کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ اپنے ذرائع اور تعداد سے بدرجہا زیادہ مقدار میں ہنڈی سکاڑ رہا ہے، اس کے اعتبار اور ساکھ پر اثر پڑنا ناگزیر ہے۔

سکھاری ہوئی ہنڈیوں کی مجموعی مقدار پر نظر رکھنے میں اور اس بات کی نگرانی کرنے میں کہ سکاڑ گھر دورا مدیشی کے حدود سے تجاوز نہ ہونے پائیں۔ بنکوں کے ذمے ایک پڑا فریضہ عائد ہوتا ہے مگر اس میں اس واقعے کی بنا پر اور چھپدگی پیدا ہو جاتی ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے بنکیوں نے خود ہنڈی سکاڑنے کا کاروبار بڑے پیمانے پر اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ لیکن زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ان کے کاروبار کی اس خصوصیت پر اس وقت بحث کی جائے جبکہ ہم سکاڑ گھروں کے فرائض اور ان کی حیثیت کی بحث پر پہنچیں۔

بنک ایک لادنہ نیا ہے ہی اہم کام یہ انجام دیتے ہیں کہ وہ صرف اپنے کے تخمینہ کاروبار کے لیے اعتبار کی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کام کو وہ براہ راست اور بالواسطہ دونوں طریقوں سے انجام دیتے ہیں۔ براہ راست اس طرح کہ اپنے اہل معاملہ کو تک اور حصص کی ضمانت پر قرضے دیتے ہیں۔ چنانچہ اہل معاملہ تک اور حصص کو شغل اصل کے طور پر نہیں خریدتے بلکہ اس خیال سے خرید کرتے ہیں کہ ان کی قیمت میں اضافہ ہوگا یا ساہوکار قرضے دیگر جتنا سود وصول کرے گا اس سے زیادہ مقدار میں ان حصص پر سود وصول ہو جائے گا۔ بالواسطہ اس طرح کہ بنک صرفانے کے ارکان کو قرضے دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ ارکان ان قرضوں کو حاصل کر کے عوام کے تخمینہ کاروبار کی اعانت میں صرف کرتے ہیں۔ اس قسم کے قرضوں پر بنکیوں کو جو سود ملتا ہے اس کی شرحیں عام طور سے منفعت بخش ہوتی ہیں اور سب سے تنگ نظر سے تنگ نظر ناصح بھی بنکیوں کے اس غرض کی تکمیل کے لیے اعتبار فراہم کرنے کے حق پر اعتراض نہ کرے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ اپنے بندھے ہوئے اہل معاملہ کو

براہ راست قرضے دینے کی صورت میں بنکوں کو لازمی طور سے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں کہ قرضہ خمین کے لیے لیا جا رہا ہے یا کسی اور غرض سے۔ مثلاً قرض کیا جائے کہ تم اپنے بنک سے یونانی تمسکات بطور ضمانت پیش کر کے قرضہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ تمسکات تم یا تو اس وجہ سے خریدو گے کہ تمہارا خیال ہے کہ تمہیں انہیں دوبارہ منافع پر فروخت کرنے کا موقع مل جائے گا یا اس لیے کہ ان کے خریدنے سے تمہیں ۲ فی صد سالانہ سود وصول ہوگا اور اگر بنک سے قرضہ لینے کی صورت میں تمہیں بنک کو ۵ فی صد سود ادا کرنا پڑا تو بھی تم ۲ فی صد منافع حاصل کر سکتے ہو۔ ایسی صورت میں تمہارے بنک کو کیا علم کہ تم مکان خریدنے کی غرض سے قرضہ طلب کر رہے ہو یا کسی پیداوار تجارتی کاروبار میں مشغول کرنے کے لیے پھر بھی اکثر صورتوں میں بنک بالکل صحیح اندازہ قائم کر لیتا ہے۔ چنانچہ وہ جب صرافہ کے ارکان کو براہ راست قرضہ دیتا ہے تو دس حالتوں میں سے نو حالتوں میں وہ بھی طرح جانتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو تمسکات کی خریداری کے لیے روپیہ فراہم کر رہا ہے جو کسی سبب سے ان کی قیمت ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں، اور اس طرح تمسکات کے خمینی کاروبار میں سہولتیں بہم پہنچا رہا ہے۔ یہاں یہ نکتہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ تمسکات کی حقیقی خرید و فروخت، خمینی کاروبار سے مختلف ہوتی ہے۔ اول الذکر صورت میں لوگ اپنے پس انداز کردہ رقم سے قرضہ حاصل کر کے خیال سے تمسکات خرید کرتے اور ان پر اپنا قبضہ و تصرف قائم رکھتے ہیں۔

قرض بنک کا مناسب حدود کے اندر رہ کر اس قسم کا کاروبار کرنا بالکل

جائز ہے۔ اگر ایسی معاملات میں اس کی شرکت اور اعانت قوم کے لیے بحیثیت مجموعی مفید ہے۔ اکثر مخمنوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ جتنا کھاتے ہیں اس سے زیادہ کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ خود اس پیش خرچہ تقریبی مشغلے کو اپنے لیے پسند کرتے ہیں تو ان کے بنکوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اس مشغلے میں مددگار بنیں۔ بہر حال مخمن بھی اپنے اس عمل کے دوران میں، بانادوں میں آزادانہ مسابقت کو فروغ دیکر اور تمسکات کے کاروبار میں سہولتیں پیدا کر کے غیر محسوس طریقے پر

مالی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اور اس طرح بالواسطہ کاروبار اور تجارت کو ترقی دیتے ہیں۔
تلاہم بعض اوقات مخمنوں کے لیے بنکوں کا اس طرح سہولت اور مستعدی کے ساتھ
قرضہ فراہم کرنا خراب نتیجہ پیدا کر چکا ہے۔ اور ان لوگوں کا جو اعتبار کی رسد کا انتظام
کرتے ہیں یہ فرض ہے کہ ان مضر اثرات کو بھی پیش نظر رکھیں۔

چنانچہ اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ ۱۹۰۷ء میں جب زر کی غیبِ معمولی ارزانی کا دور
دورہ رہا اور عمدہ تمسکات کی قیمت معمول کے خلاف بہت اعلیٰ سطح پر پہنچ گئی تھی
کنسول کا نرخ بڑھ کر ۱۱۲ ہو گیا تھا اور ”سنہری کنارے والے“ تمسکات سے
خریدا کر ۲ ۱/۲ فیصد منافع بہ شکل ملتا تھا، تو اس کا ایک سبب منجملہ دیگر اسباب کے بنکوں کی
مخمنوں کو قرض دینے کے بارے میں یہی مستعدی تھی۔ یہ صورت حالات حقیقی
شغل اہل کرنے والے کے لیے سخت تکلیف دہ اور دشوار ثابت ہوئی تھی
گر وہ بلاشبہ ایک حد تک اس وجہ سے پیدا ہوئی تھی کہ اولاً الغرم اشخاص نے
کثیر تعداد میں اپنے بنکوں سے تقریباً ایک فیصد شرح سے قرضے حاصل کئے تھے
اور ان قرضوں کی ضمانت میں وہ سنہری کنارے والے تمسکات پیش کئے تھے
جن پر ۲ ۱/۲ فیصد سود مل رہا تھا۔ اس طرح انھوں نے اس منافع سے خوب اپنی
جیبیں بھری تھیں جو تمسکات کے حاصل اور اس کی بڑھتی ہوئی قیمت کے منافع کے
فرق سے پیدا ہوا تھا۔ سنہری کنارے والے تمسکات کے بازار کی بد نظمی جو اس
یادگار عہد سے شروع ہوئی اور جس کی رفتار بعد کی جنگوں اور دیگر اسباب کی بنا پر
بڑھ گئی تھی، انہوں نے کہ بدستور باقی رہی یہاں تک کہ جنگ عظیم نے بتا دیا کہ
ایسی بد نظمی کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ غالباً ایسا ہے جو براہ راست
بنکوں سے متعلق نہیں ہے، اگرچہ بنک بھی تمسکات کے کثیر تعداد رکھنے والوں کی
حیثیت سے کسی ایسے رجحانات سے متاثر ہو سکتا ہے جو بازاروں کی صحیح رفتار کو
بگاڑتے ہیں۔ پھر بھی بنک کا منظم یہ استدلال کرنے میں بوری طرح حق بجانب ہے کہ
اس کے اہل معاملہ اس سے قرضہ حاصل کر کے اور اس قرضے کو استعمال کر کے اگر قیمتوں پر

غیر معمولی اثرات ڈالیں تو اس کی بنا پر وہ مورد الزام قرار نہیں پاسکتا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ صرف اسے صرف ایک محدود حد تک نقد میں بدل پذیر ہوتے ہیں یعنی یہ بہت کم ہوتا ہے کہ لمحہ بھر کی اطلاع پر ان کو نقد میں بدلا جاسکے، اور یہ کہ ان کی بنیاد پر جو قرضہ منظور ہوا ہے سا ہوگا۔ اس کی واپسی کا جتنا زیادہ طالب ہوگا اسی قدر کم وہ قابل فروخت ہوں گے۔ ایک مرتبہ ایک ہندب شخص نے، جو حکومت کے قرضہ لینے کی پالیسی کے اصولاً خلاف تھے، بہت سنجیدگی کے ساتھ یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر گنسیولون کا ہر حال کینسیولون کو فوراً فروخت کرنا چاہے اور ان کا کوئی خریدار نہ ہو تو قیمت صفر ہوگی۔ نفس واقیت کے اعتبار سے یہ ان لغو حقیقتوں میں سے ایک حقیقت ہے جن کا ابطال خود ان کی صداقت ہی سے ہو جاتا ہے، لیکن پھر بھی اس میں ایک حقیقی واقعے کو اس طرح مسخ کر کے پیش کیا جاتا ہے کہ اس کی صورت پہچان نہیں پڑتی۔ اس صورت میں نفس واقعہ محض ایک سیدھی سادھی حقیقت ہے جسے ایک حد تک واضح اور سنجیدہ طریقے سے یوں بیان کر سکتے ہیں کہ تمسک فروخت کرنے والے اشخاص جتنے زیادہ ہوں گے اور اس کے خریدار جتنے کم ہوں گے، تمسک کی قیمت اتنی ہی کم ہوگی اور اس کو فروخت کرنا کم آسان ہوگا۔ اس زمانے میں یہ بات فخریہ طور سے بیان کی جاتی تھی کہ کینسیولون کا بازار (کنسول ہی اس زمانے میں ایک واحد برطانوی تمسک تھے) قید و بند سے اس قدر آزاد تھا کہ انھیں یکشنبہ کے دن بھی فروخت کیا جاسکتا تھا اور حقیقت میں کچھ اور ایسے تمسکات بھی ہیں جن کے بازار کو بین الاقوامی بازار ہونے کا فائدہ حاصل ہے یعنی پیرس اور براعظم کے دیگر صرافوں میں ان کی خرید و فروخت بہت جلد اور آسانی کے ساتھ عمل میں آتی ہے۔ چنانچہ انھیں کسی وقت بھی قیمتاً فروخت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسے تمسکات کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ مشکلات یا آفت کے زمانے میں جس کے وقوع کا امکان دور اندیش سا ہوگا کہ دماغ سے کبھی کلیتہً معدوم نہیں ہو سکتا، ایسے تمسکات بھی جن کا سرکاری نرخ بڑھا چڑھا ہوا کسی

شرح پر بھی نقد سے تبدیل نہیں ہو سکتے، اور یہ کہ ممکن ہے کہ لین واریٹک کو یہ تلخ تجربہ ہو کہ اس نے جو اعتباری قرضہ منظور کیا تھا وہ بینک سے اس کا نقد طلا کھینچنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اہل معاملہ کو نہ تو قرضے کی واپسی کے لیے مجبور کر سکتا ہے اور نہ اس کے بطور ضمانت پیش کردہ تسکات کو فروخت کر کے اپنے نقد ذخیرے میں زیادتی کر سکتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ اس قسم کا کاروبار معتدل حد تک انجام دینے میں یہاں بینک کسی بے عقلی یا بے احتیاطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ امریکہ میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، بینکوں اور صرافے کے باہمی تعلقات پر بہت کچھ بحث مباحث ہو چکے ہیں لیکن بجز اطلاق کے اس بار حالات مختلف ہیں۔ ان سب مسائل میں جو کچھ فرق ہے وہ کم و بیش کا ہے۔ چنانچہ جس قسم کے تسک کی ضمانت پر قرضہ دیا جاتا ہے اگر اس کا واجبی لحاظ رکھا جائے اور اس قسم کے کاروبار جس حد تک انجام دئے جاتے ہیں اگر ان پر مناسب توجہ کی جائے تو کوئی معقولیت پسند اور سلیم الطبع نقاد ان کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بینک کے نقطہ نظر سے بہترین قسم کا تسک جسے رکھا جاسکتا اور جس کی ضمانت پر قرضہ دیا جاسکتا ہے مبادلے کی ہنڈی ہے جو عام صرف میں آنے والی ایسی حقیقی پیداوار کی بنیاد پر لکھی جائے جو صرف کرنے والوں کے ہاتھوں میں جا رہی ہو اور اس طرح مناسب مدت کے اندر اپنی قیمت آپ ادا کر دے۔ اس کے علاوہ دوسرے سب تسکات میں ایسے خریداروں کا وجود جو فروشنده کے خیالات سے متفق ہوں ذرا مشتبہ سی چیز ہے۔ موٹی سی بات ہے کہ خواہ آفت کتنی ہی سخت اور پر آشوب کیوں نہ ہو انسانوں کی غذا اور لباس کی ضرورتوں کو کسی نہ کسی طرح پورا ہونا ہے لیکن تسک فروشوں سے تسک خریدنا اس آفت کی شدت کے ساتھ نصیب معکوس رکھتا ہے، یعنی جتنی یہ زیادہ ہوگی، اتنا ہی وہ کم ہو جائے گا۔ اور اگرچہ اس بنیاد پر یہ استدلال کرنا لغو ہوگا کہ بینکوں کو چاہئے کہ سوائے پیداواری یا جنسی ہنڈی کے کوئی دوسری ہنڈی قبول نہ کریں، پھر بھی مناسب یہ ہے کہ بعض دوسرے تسکات کی انتقال پذیری پر جو حدود عائد ہوتی ہیں انہیں ہمیشہ

پیش نظر رکھا جائے۔

گو موجودہ باب نے غیر ضروری طوالت اختیار کر لی ہے۔ لیکن اس کے موضوع کی عظیم اہمیت کے مد نظر یہ طوالت اپنا آپ عذر ہے۔ آدم اسمتھ کا قول تھا کہ ”میں طوالت بیان کا خطرہ برداشت کرنے کے لیے ہمیشہ آمادہ ہوں بشرطیکہ مجھے اس کا یقین ہو کہ اس سے بیان میں توضیح اور تفہیم میں سہولت ہوگی“ چنانچہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اپنی تحریروں میں اپنے اس قول پر پورے اعتماد کے ساتھ عامل رہے۔ موجودہ کتاب کے مصنف کو اس امر کا تو بیشک اقبال ہے کہ اسکے بیان نے طوالت اختیار کر لی ہے، مگر توضیح و تفہیم کی عمدگی کے متعلق وہ صرف یہ توقع کر سکتا ہے کہ اس نے تھوڑا سا خطرہ برداشت کیا ہے۔ جس چیز کی مصنف نے توضیح کرنے کی کوشش کی وہ انگلستان کے زر کے بازار میں چمک بھانے والے بنکوں کا نہایت ہی اہم کام ہے۔ چنانچہ اس کام کو اختصار کے ساتھ حسب تفصیل ذیل ترتیب سے بیان کیا جا سکتا ہے:-

(۱) چمک بھانے والے بنک اپنے اہل معاملہ کو بیچوں کی کتاب دیکر ایسا زر تخلیق کرتے ہیں جس سے نہ صرف تجارتی کاروبار اور کوٹھی کے کاروبار کا بیشتر حصہ انجام پاتا ہے بلکہ روزمرہ خوردہ فرشی کاروبار کا بڑا جزو طے پاتا ہے

(۲) تجارت و صنعت کو قرضہ دے کر ہنڈی پر بٹہ کاٹ کر اور ہنڈی دلالوں اور دیگر اہل معاملہ کو قرضے دے کر بنک ایسا اعتبار تخلیق کرتے ہیں جس کے ذریعے سے حوصلہ مند کاروبار فروغ پاتا اور تجارت اور کوٹھی کا کاروبار انجام پاتا ہے۔ اور یہی اعتبار بدامانت و بدمردوں بنکوں کے ذمے کے ”رقوم واجب الادا“ بن جاتا ہے۔

(۳) لندن کے زر کی بازاری شرحوں اور بٹہ کی بازاری شرحوں پر اثر ڈالنے میں بنک آف انگلینڈ کا نمبر اول ہے اور ان بنکوں کا دوسرا ظاہر ہے کہ ان شرحوں کا مبادلات خارجہ پر اور اس طرح لندن کے ذمیرہ طلبا پر نہایت ہی اہم اثر پڑتا ہے۔

(۴) بنک کثیر تعداد میں ہنڈی نکالتے اور اس طرح پھر کاروبار میں

سہولتیں پیدا کرتے، اور ایسے دستاویزات تخلیق کرتے ہیں جو فوراً نقد یا اعتبار میں بدل پذیر ہو جاتے ہیں۔

(۵) جنگ کے بعد سے ان بنکوں کا مبادلات خارجہ کا کاروبار بہت ترقی کر گیا ہے اور اس طرح تجارت بین الاقوامہ، کوٹھی کے کاروبار، سیاحت اور آمدورفت میں سہولتیں پیدا کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔

(۶) بینک اہل معاملہ کو یا تمسک کے دلالوں کو صرفانے کے تمسکات کی ضمانت پر قرضے دے کر تخمینہ کاروبار میں سہولتیں پیدا کرتے اور اس طرح ایک حد تک کاروباری تمسکات اور حصص کی قیمتوں کو متاثر کرتے ہیں۔

122

غرض یہ سب کام نہایت عظیم الشان اور اہم ہیں۔ چنانچہ بظاہر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چیک بھنانے والے بینک بحیثیت مجموعی مالی معاملات کی دنیا کے سب سے اہم رکن ہیں۔ ہمیں معلوم ہو گا کہ بجز ایک استثناء کے ان کے علاوہ دوسرے سب بینک ان چیک بھنانے والے بنکوں پر کم و بیش منحصر ہیں۔ یہ ایک استثناء بینک آف انگلینڈ ہے جس کے خاص وظائف بعد میں چل کر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔ بغیر معمولی حالات و اوقات میں بینک آف انگلینڈ زر کے بازار کی پوری رفتار کی تعین و تنظیم کرتا ہے۔ لیکن اس کو بھی جو تقویت اور اقتدار حاصل ہوتا ہے وہ زیادہ تر اس واقعے کی بنا پر ہوتا ہے کہ وہ چیک بھنانے والے بنکوں کے ساتھ کاروبار ہونے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ یہ باب جس طرح پہلے لکھا گیا تھا اس میں معافی مانگنی گئی تھی کہ اس کے ختم کرنے میں دیر لگی اور جس شاہ چالوس نے مرنے سے قبل اپنی سخت جانی کی معافی مانگی تھی اسی طرح اس باب کا خاتمہ بھی سابقہ پیراگراف کے آخری فقرے پر ہو گیا تھا۔ لیکن آج کل ایسا گادور دورہ ہے اور ہر چیز میں اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر ہم نکتہ چینی نہیں ہیں تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ معلوم

Cheque paying Banks. Stocks

۳۰ ٹیکسپیر کے ذرائعے آئیلو کا ایک فرد۔

کر لینے کے بعد کہ بنک کیا کام انجام دیتے ہیں اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس کام کو وہ اس سے بہتر طریق پر انجام نہیں دے سکتے؟ ان پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کا سنبھالنا مشکل ہو گیا ہے اور ماضی کا شناختی نام سے یہ کہنے کا شائق ہے کہ اب جبکہ سب چھوٹے دیہاتی بنکوں کو عفرتی بنکوں نے نکل لیا ہے اور اپنے صدر مرکز شہر لندن میں قائم کر کے شاخیں تمام ملک میں جال کی طرح پھیلا رکھی ہیں تو دیہاتی و قصبائی بنکوں کو ویسا اعتبار میسر نہیں آ رہا ہے جیسا کہ قدیم ایام میں آتا تھا جبکہ خانگی بنکوں کے شرکاء اپنا کاروبار خود ہی انجام دے لیا کرتے تھے اور اپنے گاہکوں، ان کے خاندانوں اور ان کے حالات سے شخصاً واقف ہو کرتے تھے اور ان کے قرضہ ادا کرنے کی قابلیت کا صحیح ترین اندازہ قائم کر لیتے تھے۔

اس کے برخلاف عفرتی بنکوں کے پاس بھی اپنی مدافعت میں ان اعتراضات کا جواب دینے کے لیے کافی مواد موجود ہے۔ انضمام و انجذاب کے جس ہول پہ وہ عمل پیرا ہیں اس کی تائید و کالت میں وہ بہت کچھ سچائی کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھیں یہ اصول مجبوراً اس وجہ سے اختیار کرنا پڑا کہ صنعت میں بھی اس کے مماثل عمل ظہور میں آیا جس کے باعث صنعتی کارخانے نہایت وسیع پیمانے پر قائم ہونے اور کام کرنے لگے۔ یہاں تک کہ گزشتہ قرن کے چھوٹے چھوٹے بنک اعتبار کی حد تک ان عظیم الشان کارخانوں کی جائز اعتباری ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہو گئے۔ ساتھ ہی بڑے بڑے بنک یہ استدلال پیش کر سکتے ہیں کہ گواٹھوں نے بلا نوشوں کے لیے بڑے بڑے سپوا اور خم کھول رکھے ہیں لیکن ساتھ ہی جرمنہ نوشوں کے لیے بھی آدھے اور جام تیار رکھے ہیں۔ چنانچہ اس کو ثابت کر دکھانے کے لیے وہ اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔

مسٹر بنک کینان نے جو عفرتی بنکوں میں سے سب سے بڑے بنک کے صدر ہیں اپنے بنک کی مجلس انتظامی کے سالانہ جلسہ میں تاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۱۱ء کی تقریر کرتے ہوئے ملینڈ بنک کے ان قرضوں کا تفصیلی ذکر کیا جو ۳۰ جون ۱۹۱۰ء تک گاہکوں کو دیئے گئے تھے۔ اور ناقابل واپسی اور مشتتبہ۔

قرضوں کا پورا لحاظ کرنے کے بعد بھی ان کی میزان ۲۱۴ ملین پونڈ کی حیرت آفریں مقدار تکلی جو ایک لاکھ اسی ہزار گنا کہیں اور قرض گیاروں کو دی گئی تھی۔ اس طرح اوسط رقم فی قرض گیار تقریباً ۱۲۰۰ پونڈ بڑی۔ ان قرض گیاروں میں بہت بڑی تعداد خوردہ فروشوں اور ٹھوک فروش تاجروں کی تھی جو کل رقم کے $\frac{1}{4}$ انی صد حصے سے شتبع ہوئے تھے۔ چھ سے زائد حصہ ان خوردہ فروشوں کو دیا گیا تھا جن کے کاروبار کا ایک ہی مرکز تھا۔ چنانچہ اس قسم کے قرض گیاروں کی تعداد ۳۱۰۰۰۰ تھی جس کا اوسط ۳۰۰ پونڈ فی کس نکلتا ہے۔ زراعت کے لیے اور چالو زرعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے جو قرضے دیئے گئے تھے ان کی مقدار تقریباً ۱۵۰۰ اور اوسط رقم فی کس ۵۰۰ پونڈ تھی۔

124

ان اعداد سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اعتبار کی کم مقدار استعمال کرنے والا محروم رہا ہو اور اس کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی کہ بنک کو اس کو محروم رکھنے سے کیا خاص فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ کاروبار کی نوعیت کے لحاظ سے بنک اور اس کے گاہکوں میں اس امر کے بارے میں اختلاف کا ہونا ضروری ہے کہ کون خراذ کو اعتبار کی کتنی مقدار ملنی چاہیے اکثر الوالعزم اور مستداول معاملہ یہ چاہتے ہیں کہ انھیں بیشترین مقدار اعتبار کی ملے اور ان کی یہ خواہش بجا ہے لیکن دراصل انھیں اتنا زیادہ اعتبار نہ ملنا چاہیے جو مفید ہونے کی بجائے مضر ہو۔ اور اگر ان کے حسب نشا اعتبار انھیں مل گیا تو نہ صرف ان کو بلکہ ان کے بنک کو بھی کسی نہ کسی دن افسوس کرنا پڑے گا۔ اگر وہ اپنے حسب نشا اعتبار نہ پاسکیں جیسا کہ بالعموم ہوا کرتا ہے تو وہ بنکوں کو لعنت طاقت کرتے اور صلواتیں سناتے ہیں کہ تجارتی جوصلہ مندی کا کلا کھوٹنے والے ہی مردود ہیں۔ اگر اس قسم کا کوئی اعتراض نہ ہوا تو سب قرض گیاروں کی ان کی مرضی کے مطابق قرضہ مل جاتے تو پھر بنک کے سب حصص کو تو کو یا بیچ ہی ڈالنا چاہیے۔

اسی کے ساتھ بالعموم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انگلستان کی بنک کے کاروبار کی کل میں ایک بہت بڑا نقص موجود ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق صنعت و تجارت کی کمی کی آغوش

رپورٹ سے ہوتی ہے جو مارچ ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔ گو کمیٹی مذکور نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ برطانوی صنعت کو ان کی جائز ضرورتوں کی حد تک مالی سہولتیں ہم پہنچانے کے لیے جو انتظام موجود ہے وہ من حیث المجموع کافی اور مناسب ہے۔ لیکن کمیٹی اس امر کی جانب توجہ منعطف کراتی ہے کہ اشیائے پیدایش کی بعض قسموں کی برآمد کے بارے میں طویل المدت قرضے جاری کرنے کے لیے (مثلاً دو سے لے کر پانچ سال سے زائد مدت کے لئے) کوئی کافی ذرائع موجود نہیں ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس قسم کے اشیاء کے تیار کرنے والے دیگر مالک کے حرفیوں کے مقابلے میں جہاں تک صنعتی کاروبار میں بہت گہرا مالی حصہ لیتے اور طویل المدت قرضے دیتے ہیں اپنے آپ کو سخت مشکلات میں گھرا پاتے ہیں۔

اس کمیٹی نے جس کی صدارت ایک مشہور اور عملی ماہر مصنوعات مسر آر تھمر بالفور نے کی تھی، برطانوی تجارت کی موجودہ و آئندہ حالت کے متعلق اطلاعات کا ایک واقف و اچھی سات جلدوں کی رپورٹ میں فراہم کیا ہے۔ اور وہ یہ خیال ظاہر کرتی ہے کہ بحالت موجودہ طویل المدت قرضے دینے کی بونا کافی سہولتیں موجود ہیں اس کا الزام انگلستان کے سرمایہ مشترک کے بنکوں پر عائد نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ اپنے جمع کنندوں کے زر کو طویل مدت تک مقید کر کے نہیں رکھ سکتے اور کمیٹی کی رائے میں انھیں ایسا کرنا بھی نہ چاہیے، بلکہ اس کی دانست میں ان سہولتوں کی عدم موجودگی کا باعث "صنعت کی مالی اعانت کرنے والی موجودہ کل کا نقص ہے"۔

آج صنعت کو جو زبردست بین الاقوامی مقابلہ درپیش ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایسے نقص کو باقی نہ رہنے دینا چاہیے۔ بنک اپنے جمع کنندوں کے زر کو جس کی واپسی کا مطالبہ ہر وقت ممکن ہے مقید رکھنے سے انکار کرنے میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے اصل کو نہ دیکھائیں، حصص اور میعاد کی ٹینچر زیادہ تعداد میں جاری کریں اور اس طرح صنعت کی طویل المدت ضرورتوں کے لیے ایسی رتسم فراہم کریں جو عند الحالیہ قابل بازگشت نہ ہو۔ یا پھر موزوں اور اہل اصحاب ان معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیں اور اس خاص غرض کو پورا کرنے کے لیے ایک ادارہ قائم کریں تاکہ انگلستان کا مالی نظام

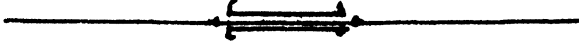
جو اس بات کا مدعی ہے کہ اسی نے تمام دنیا کو جدید طریق پر بنک کا کاروبار سکھایا اس الزام کا مورد نہ رہتے کہ وہ اپنے اہم ترین فریض میں سے ایک کو انجام دینے میں قاصر ہے۔

انگلستان کے بنکوں پر بعض اوقات یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کے شائع کردہ نفع و نقصان کے اعداد ایک ڈھکوسلا ہیں اور ان کی آڑ میں وہ اپنے ناقابل واپسی قرضوں کی گنجائش اور اپنے مصارف کی زیادتیوں کو چھپاتے ہیں۔ لیکن جب یہ مطالبہ کیا جائے کہ حصے داروں کو اس امر کی اطلاع ملنی چاہیے کہ بنک کو کتنا نقصان برداشت کرنا پڑا اور کتنے قرضے ناقابل واپسی ہیں تو یہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بنکوں کے پاس مہربلب رہنے کے بہت سے خاص وجوہ ہیں۔ اس لیے کہ عامۃ الناس کے اعتماد پر ان کا مدار ہے اور بہت ممکن ہے کہ عوام غلط نتائج نکال لیں۔ حصہ داروں اور جمع کنندوں کو وہ سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے جس کے معلوم کرنے کے وہ خواہاں ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ بنک کے منتظموں اور نظما پر کامل اعتماد رکھتے اور یہ جانتے ہیں کہ پونیدہ ذخائر زر کو فراہم کرنے کے قدیم دستور کی وجہ سے (جو محض اس سکوت و خاموشی کی بنا پر ممکن ہوا ہے جس کے خلاف نقاد شکایت کرتے ہیں) بنکوں کی حیثیت و حالت عام طور سے اس سے زیادہ قوی اور مستحکم ہے جتنی کہ ان کے شائع کردہ اعداد سے ثابت ہوتی ہے۔ بنک جس رازداری کے ساتھ اپنا کاروبار انجام دیتے اور جس طرح اپنے خراب قرضوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں ان کے خلاف سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ یہ بالیسی اکثر ناواقف اور بھولے انسانوں کو (اور بعض بنارڈ شاکی طرح کے عقلمند انسانوں کو بھی) گمراہ کرنے میں بہت بڑی حد تک اثر انداز ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بنک کا کاروبار نہایت ہی آسان کام ہے جس کو ہر سرکاری عہدہ دار بہت ہی سہولت کے ساتھ انجام دے سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ مناسب عملت کے ساتھ قرضہ دینا اور معقول موقع پر اس قرضے کو واپس لینا

ایک ایسا کاروبار ہے جس کو سیکھنے اور جس کے متعلق تجربات حاصل کرنے کے لیے مدت العمر درکار ہے۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ انگریزی حکومت کے عہدہ دار بشہر طیکہ کم عمری میں سرکاری عہدوں پر ان کا تقرر کیا جائے اور ذہنی قواعد کی قید و بند سے انھیں آزادی دی جائے تو ہر قسم کا کام کر سکتے ہیں اس لیے کہ وہ بہت ہی ذہین ہوشیار اور مخفی لوگ ہیں۔ لیکن اگر بینک کے کاروبار ایسے سرکاری عہدہ داروں کے تفویض کر دیے جائیں جو ساہن سال تک وہاں ٹہال کی فضا میں زندگی بسر کر چکے ہوں اور جس کے زیر اثر وہ ہر شے کو دوسرے کے پاس بغرض رائے یا اجرائے کا راجہ کرنے کے خوگر بن گئے ہوں تو بہت ممکن ہے کہ کاروبار میں دلیرانہ ہاتھ ڈالنے اور ترقی کرنے کی رفتار سست پڑ جائے۔

اگر بینک کے اعداد تجارت کی حالت پر کوئی روشنی ڈال سکتے ہیں تو ایسی روشنی جتنی زیادہ پڑے گی اتنا ہی ہمارے لیے بہتر ہوگا، اس لئے کہ ہمارے صنعتی رہنماؤں کو ایسی روشنی کی بہت ہی شدید ضرورت ہے۔ لیکن اس بارے میں بھی ٹھوس اعداد و شمار گمراہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ سوال کرنا بہت آسان ہے کہ کیوں نہ سب بینک اپنے پیٹے ہوئے قرضوں کے متعلق ایسی طرح کے تفصیلات ہمیشہ شائع کریں جس طرح کہ سٹرک کینا نے اپنی محولہ بالا تقریر کے سلسلے میں بیان کئے تھے۔ یہ تفصیلات بیشک بہت ہی دلچسپ ہوں گی لیکن کیا ہم محض اس کی بنا پر اس صنعت کی حالت کے متعلق کوئی صحیح نتائج اخذ کر سکیں گے؟ تجارت کو گرم بازاری کی حالت میں بھی، قرضے اور اعتبار کی ایسی ہی شدید ضرورت ہو سکتی ہے جیسی کساد بازاری کی حالت میں؛ لیکن سٹرک کینا نے ایک معاملے کے بارے میں یہ ضرور بتایا کہ بینک کے اعداد مفید روشنی ڈال سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ مدرواں اور مدامانت کی تفریق واضح ہو جاتی ہے۔ انھوں نے ڈیلینڈ بینک کی مدرواں کو مدامانت میں منتقل کر کے اور مدامانت کو مدرواں میں منتقل کر کے یہ بات اچھی طرح ثابت کر دکھائی کہ تجارت کی حالت اس نقل و حرکت میں بخوبی جھلکتی ہے اور یہ کہ تجارت کی گرم بازاری میں کمی بیشی کے ساتھ ساتھ ”رعند الطلب امانتیں“ (یا جیسا کہ عام طور سے ان امانتوں کو اس ملک میں موسوم کیا جاتا ہے

”دروان“ (یعنی اسی تناسب میں گھلتی بڑھتی رہتی ہیں۔ چونکہ یہ ایک واقعہ ہے اور بعض بنک ان اعداد میں تفریق کیا کرتے تھے تو وہ پھر کیوں نہ اپنی ماہوار یا شش ماہی کیفیتوں میں ان کو باقاعدگی کے ساتھ شائع کریں؟



آٹھواں باب

ہندسی دلال اور بیٹہ گھر

129

- (۱) ہندسی دلال ابتداءً فروشندوں اور خریداروں کے درمیان
 محض درمیانی پابجی لینے کی حیثیت رکھتے تھے (۲) بیٹہ کے بازار کی اصطلاحوں کی تشریح
 (۳) دلالوں کے شکلات ان کے فوری اور مستقبل کے توقعات اور ان میں
 تغیرات کا امکان (۴) سرکاری مالیات۔ (۵) آئین (۶) مطالبات خارجیہ
 (۷) بین الاقوامی سیاسیات۔

پچھلے بالوں میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اعتبار اور زر کے اجرا
 کے متعلق اہم کام چک بھانے والے بسکوں کی جانب سے
 عمل میں آتے ہیں لیکن ان بسکوں کے علاوہ اور دوسری چھوٹی چھوٹی مساوی
 جماعتیں بھی ہیں جو تمدن جدید کی ضروریات کی بنا پر رونما ہوئی ہیں ہم ان کے
 اہم اور تخصیص یافتہ کاموں کی تشریح اس باب میں کریں گے۔
 پو تو ظاہر ہے کہ بنگ زر کا کاروبار کر کے اس کی مجموعی مقدار میں اضافہ
 کرتے ہیں یعنی ہر طرح کی ضمانتیں قبول کر کے قرضے دیتے ہیں اور ہنڈیاں خرید کر

بازاری اصطلاح میں ہنڈیوں پر بٹہ کاٹ کر فروشنہ ہنڈی کو اس کی خواہش کے موافق چاک کھنے کا فوری حق یا نقد رقم دیتے ہیں ہنڈی کے خریداروں کو اپنی بنکوں اور ہنڈی کے بیچنے والوں یعنی تاجروں کے درمیان بطور واسطہ ابتداء کام کرنے والے بظاہر ہنڈی دلال ہی ہیں۔ یہ ہنڈی کے دلال اب بھی بڑے پیمانے پر اپنا پیشہ کرتے ہیں اور ہنڈی کے خریداروں اور فروشنہوں کے درمیان سودا چکنا چارہ کی ان کا خاص کام ہے مگر تنوع کار کے قدرتی رجحان کی وجہ سے ہنڈی لے دلالوں کی بھی بالعموم کئی طرح پر تقسیم کی جاتی ہے۔ چنانچہ اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس باب کے عنوان کے تحت عام طور پر تین جماعتیں ہنڈیوں کا کاروبار کرتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

(۱) خالص ہنڈی دلال۔ یہ طبیعتاً تاجروں سکارگھروں، مالک خارجہ اور نوآبادیات کے بنکوں اور دوسرے ایجنٹوں کے پاس بذریعہ ڈاک جو ہنڈیاں جسبہ جسبہ وصول ہوتی رہتی ہیں ان سب کو یکجا خرید کر کے مختلف اہل معاملہ کے ہاتھ وہیں فروخت کرتا ہے اور کوشش یہ کرتا ہے کہ ان کی اعلیٰ سے اعلیٰ قیمت وصول ہو تاکہ ان دونوں قیمتوں کے فرق سے اس کو اپنا محنتانہ جو بازاری حالت کے علم کا صلہ ہوتا ہے۔ بطور کمیشن مل جائے، یہ طبقہ اصلی ہنڈی دلالوں کا حقیقی جانشین اور یادگار ہے مگر اب وہ کسی قدر مفلو د ہوتا جا رہا ہے۔ اس طبقے کو اصطلاحاً عام طور پر Running Brokers ”ترتیب دلال“ کہتے ہیں۔

(۲) خوردہ فروش ہنڈی دلال۔ اگرچہ یہ طبقہ کمیشن وصول نہیں کرتا بلکہ براہ راست ہنڈی خریدتا ہے مگر اس کو اب تک بالعموم ہنڈی دلال ہی کہتے ہیں یہ طبیعتاً ترتیب دلالوں کے پاس سے یا تاجروں سکارگھروں اور خارجی ایجنٹوں کے پاس سے بطور خوردہ ہنڈیاں خرید کر لیتا ہے مگر ان کی میعاد ختم ہونے تک ان کو اپنے پاس نہیں رکھتا بلکہ بالعموم بنکوں اور دوسرے خریداروں کے ہاتھ جس جس قسم اور تاریخ کی ہنڈیاں درکار ہوں قیمتاً فروخت کر دیتا ہے۔ اس قسم کے خوردہ فروش ہنڈی دلال اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے بمقابلہ خالص ہنڈی دلالوں کے زیادہ مقدار میں اصل یا قرضہ فراہم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں

181

کیونکہ بعض اوقات اس کی ہنڈیوں کے خریدار نہیں آتے اور اس کا مال اس وقت تک
 بیکار پڑا رہتا ہے جب تک کہ کوئی گاہک اس کی خواہش ظاہر کرے۔ لیکن اس کا
 اصل بالعموم قلیل المقدار ہوتا ہے۔ خاص کر اس کے کثیر المقدار کاروبار کے مقابلے میں تو
 بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اس لیے وہ قرضوں اور اعتبار پر منحصر ہوتا ہے جس کا بیشتر حصہ
 بینک اس کو فراہم کر دیتے ہیں اور جس کی مدد سے وہ ہنڈیوں کا کاروبار روز مرہ
 انجام دیتا ہے یہ تو تمہیں یاد ہو گا کہ بینکوں کے کھاتوں میں ایک کثیر المقدار مد
 ”قلیل المدت وعند الطلب قرضوں“ کی رہتی ہے جو ہنڈی دلالوں کو بطور ترض
 دی جاتی ہے جس کے متعلق یہ کہا جا چکا ہے کہ یہ بینکوں کی حفاظت کا دوسرا مورچہ ہے
 اس لیے ان رقموں کی بہت جلد بازگشت ممکن ہے، اب اس بات کے یہاں پر
 دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ بینکوں کی حفاظت کا پہلا مورچہ نقد بہت
 و نقد در بینک آف انگلینڈ ہے۔

(۳) ہنڈی کا کاروبار کرنے والی تیسری جماعت بٹہ گھر ہے، بخودہ فروش
 ہنڈی دلال کی ایک ترقی یافتہ حالت کو ظاہر کرتی ہے۔ اگرچہ بٹہ گھر اب بھی
 چھوٹے پیمانہ پر کاروبار انجام دیتا ہے مگر اصل کا کافی ذمہ سہہ رکھنے اور
 آسانی کے ساتھ بڑی مقدار میں قرضہ حاصل کرنے پر قادر ہونے کے باعث وہ بڑے
 پیمانے پر بھی کاروبار کر سکتا ہے یا جیسا کہ بازاری اصطلاح ہے ”اس کا کھاتہ
 ہنڈی دلال کے کھاتے سے زیادہ لانا چوڑا ہوتا ہے“، جس کے معنی یہ ہیں کہ بٹہ گھر زیادہ مدت تک
 ہنڈیوں کو اپنے پاس رکھتا ہے اور قرضوں کی قیمت کے عارضی تغیرات سے بہت کم
 متاثر ہوتا ہے تاہم بٹہ گھر قرضے پر حاصل کی ہوئی رقم کو بڑی حد تک اپنے کام میں
 لاتے ہیں اور جمع کنندوں کو ادا کردہ شرح سود کا باقاعدہ اعلان
 کرتے رہتے ہیں، بینکوں کی شرحوں کی نسبت یہ شرحیں کچھ باعلیٰ ہی ہوتی ہیں،
 چنانچہ ان کی شرحیں کسی قدر باعلیٰ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ بٹہ گھر تاجروں اور متمول
 جمع کنندوں کی جیبوں سے پیش قرار نہیں کھینچ سکتے ہیں۔ اگرچہ خوردہ فروش ہنڈی دلالوں
 کے مقابلے میں وہ بینکوں سے بہت کم قرضے حاصل کرتے ہیں لیکن بائیں جہ
 وہ بینکوں سے اس قدر قرضہ لے لیتے ہیں کہ اگر بینک اپنے قرضوں میں تخفیف کرنے

یا ان پر زیادہ سود وصول کرنے کا تہیہ کر لیں تو بڑے گھروں کے کاروبار پر ضرور پڑ سکتا ہے۔ اس طرح ہم نے محض تشریح کی خاطر تاجران ہنڈی کی متذکرہ آلائشیں میں قرار دیں مگر موجودہ زمانے کے حالات پر نظر کرتے ہوئے اس فہرست سے ہم خالص ہنڈی ل و خسارج کر سکتے ہیں کیونکہ آج کل ایسے ہنڈی دلال بالکل کم ملنے لگے ہیں جو کمیشن پر کام کرتے ہوں۔ آج کل ہنڈی دلال کا اطلاق ان دونوں جماعتوں پر کیا جاتا ہے جو اصل میں خالص ہنڈی دلال ہی سے وجود میں آئی ہیں اور اسی کے نام سے اب تک موسوم ہیں جو ایک مثال ہے اس امر کی کہ لندن کا ساہوکارہ القاب اور تعریفات کے استعمال کے بارے میں کس قدر غیر منطقیانہ رویہ رکھتا ہے۔

باقی دو قسموں کے درمیان جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، صرف وجوہ کا فرق ہے یعنی فرق صرف اس لحاظ سے ہے کہ یہ دونوں طبقے کس حد تک ہنڈیوں کو مستقلاً اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور بنکوں سے کس حد تک قرضہ حاصل کر کے کاروبار کر سکتے ہیں۔ ان جماعتوں کے اوپر بعض خانگی کمپنیاں ہیں جو نہایت قدیم اور مالدار ہیں اور ان کا اعتبار بھی اچھا ہے، ان کے علاوہ انجمنہائے سرمایہ مشترک میں سے دو بڑی کمپنیاں بھی ہیں جو ہنڈی کا کاروبار نہایت کامیابی کے ساتھ کرتی ہیں، نیز ایک نہایت ہی قدیم کمپنی ہے جو اب سرمایہ مشترک کے اصول پر کام کر رہی ہے غرض ان سب کی سیادت و سرپرستی میں بازار نہایت استحکام اور انتظام کے ساتھ قائم ہے۔ ہنڈیوں کے کاروبار میں اعلیٰ درجے کی قابلیت اور غیر معمولی ہوشیاری کی ضرورت ہے، اور لندن میں بڑے کی جو بازاری شرح ہوتی ہے، وہ کو بیابین الاتوامی زر کے بازار کی حالت کا نہایت ہی قابل اعتبار اور بہت ہی حساس بارہما ہے۔ گزشتہ باب میں بیان کیا جا چکا ہے کہ معمولی حالات میں بڑے کی بازاری شرح کا تعین بنک آف انگلینڈ اور دوسرے بنکوں کی جانب سے ہوتا ہے۔ مگر اب یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ قرضہ حاصل کرنے اور ہنڈی خریدنے کی حد تک ہنڈی دلالوں کا مالدار بڑی حد تک بنکوں پر ہوتا ہے یہ بات بہت صاف طور سے سمجھیں سکتی ہے کہ بنک آف انگلینڈ اور بنکوں کی جانب سے اس شرح کا تعین کیوں عمل میں آتا ہے۔ تاہم گواوسط شرح کا تعین اس طرح عمل میں آتا ہے لیکن شرح کے روزمرہ کے تغیرات پر خود ہنڈی دلالوں

کے عمل کا بہت ہی اہم اثر پڑتا ہے اور اس طرح یہ عمل مبادلات خارجہ کی شرحوں کے تغیرات پر بھی بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔

ہینڈی دلال جب کبھی ہینڈی خریدتا یا فروخت کرتا ہے تو اس کو ایک نہایت ہی پیچیدہ سوال حل کرنا پڑتا ہے اس پیچیدگی کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے ہم چند خاص خاص امور کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے، جو خرید و فروخت کے متعلق اس کی قوت فیصلہ یا اصابت رائے کو متعین کرتے ہیں فرض کرو کہ بازار میں بہترین ہینڈیاں جو ان کے آخری ہفتے میں فروخت کے لیے اس کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور ہینڈیوں کی میعاد تین ماہ ہے۔

مگر اس پر مزید غور کرنے سے قبل ان اصطلاحات کا مفہوم اچھی طرح ذہن نشین کر لینا ضروری ہے جو بیٹہ کے بازار میں کاروباری موقع پر استعمال ہوتی ہیں۔

فرض کرو کہ ہینڈی دلال کو ۴ فی صدی شرح پر ہینڈی پیش کی جاتی ہے،

۴ فی صدی شرح کا مطلب یہ ہوا کہ اس کو ۴ فی صدی سالانہ سود کے حساب سے تین ماہ کا سود ہینڈی کی قیمت مرقومہ سے منہا کر کے نقد قیمت ادا کرنے کیلئے کہا جاتا ہے یا بالفاظ دیگر اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ہر ۱۰۰ روپے کے معاوضے میں

صرف ۹۹ روپے نقد ادا کرے اور اس شرح پر حساب کر کے کل قیمت دے دے۔ عام طور پر بیٹہ کا حساب کتاب ایک ناواقف شخص کے لیے بے انتہا پیچیدگی

اور پرانگی پیدا کرنے والا ہے اس لیے اس کی مزید حسابی تشریح کر دی جاتی ہے۔ سالانہ شرح سود ۴ فی صدی ہے، اور ہینڈی کی میعاد تین ماہ ہے، معمولی اکائی

کے طریقے سے تین ماہ کا سود ایک فی صد ہوتا ہے (۳۸۴ = ۱)۔ اس لیے ہر ۱۰۰ روپے میں سے ۱ روپے منہا کر لیا جاتا ہے، علیٰ اِنْدِ اِنْقِیاسِ ہینڈی

کی قیمت مرقومہ میں سے اسی تناسب سے رقم بطور سود منہا کر لی جاتی ہے۔ یہ بننے کے حسابات کی سیدھی سی مثال ہے، ہینڈی

دلال یا اس کے محاسب و مخور اس سے بدرجہا زیادہ پیچیدہ سوالات کو ہینڈی کی میعاد کے لحاظ سے باسانی تمام فوراً حل کر لیتے ہیں، مگر اس تشریح سے ہمارا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ ہینڈی ایک باقیمت تک ہے، ٹھیک اس

اسٹاک کی طرح جس کا کاروبار قیمتاً صرفے میں طے پاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تمکاتاً حصص اور اسٹاک کی نقد قیمتوں کا نرخ نامہ مرتب ہوتا ہے، اور منٹ ٹریوں کے بازار میں ہنڈیوں کی نقد قیمت شائع کرنے کی بجائے بٹہ کی شرح شائع کی جاتی ہے یعنی ہنڈی کی نقد قیمت اور تخم میعاد پیراس کی جو قیمت مرقومہ ہوگی ان دونوں کا فرق شائع کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ امر بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر بٹہ کی بازاری شرح ۴ فی صدی ہو تو تین ماہ کے عرصے میں جس دستاویز کی قیمت ۱۰۰ پونڈ ہو جائے گی یہ زمانہ موجودہ اس کی قیمت ۹۹ پونڈ ہوگی۔ اگر بٹہ کے سوالات نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں مگر بہت ہی سہل طریقے پر سمجھ میں آسکتے ہیں بٹہ کے بازار میں جس طرح کاروبار ہوتا ہے اگر لوگ اس کے سمجھنے سے اب بھی قاصر رہیں یا پر اگنہ ہو جائیں تو سخت حیرت کی بات ہے، اور ہم نے جس طرز پر اس کی شرح کی ہے اس سے زیادہ سہل اور عام فہم شرح نامکن ہے۔ ہم نے اس سیدھے سادھے مسئلے کی نہایت مفصل طریقے پر مکمل کی ہے جو فی نفسہ اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ ۱+۱ کا ۲ کے مساوی ہونا۔

بٹہ کے سوالات میں ایک دوسری قسم کی پیچیدگی بھی عام طور پر پیدا ہوتی ہے، گو تھوڑا سا غور کرنے پر وہ رفع ہو جاتی ہے اور وہ پیچیدگی اس واقعے سے پیدا ہوتی ہے کہ بازار اس وقت مستحکم کہا جاتا ہے جب کہ بٹہ کی شرحوں میں اضافہ ہو یعنی جب کہ ہنڈیوں کی قیمت میں تخفیف ہو جائے مثلاً فرض کرو کہ شرح ۴ فی صد سے ۴ ۱/۲ فی صد ہو جائے بالفاظ دیگر ہنڈی کی قیمت ایک سال میں ۹۶ ہونے کی بجائے ۹۵ ۱/۲ ہو جائے تو ہم اس بنا پر بازار کو مستحکم کہہ سکتے ہیں۔ یہ امر نہایت واضح اور معقول ہے کہ اگر زر کا نرخ گراں ہو تو ایک سال کی میعاد کی ہنڈی کی موجودہ قیمت کم ہو جاتی ہے کیونکہ ہنڈی کا خریدار نقد رقم موجودہ ملنے میں محض اس وعدہ کے معاوضے میں ادا کرتا ہے کہ ایک سال کے بعد نقد رقم اس کو مل جائے گی مگر صرفے میں اس کے برعکس اصطلاحیں مروج ہیں اسی لیے ان سے جو لوگ مانوس ہیں ان کو مستحکم بازار کا مذکورہ بالا مفہوم یعنی ”قیمتوں کی تخفیف“ ایک نہایت ہی انوکھی چیز معلوم ہوتی ہے کیونکہ صرفے میں تو بازار اس وقت مستحکم کہلاتا ہے جبکہ تمکاتاً کی

مانگ شدید ہو اور اس کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جائے چنانچہ جب کنسول کا بازار مستحکم ہوتا ہے تو کنسول کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ جب بڑھ کا بازار مستحکم ہوتا ہے تو ہینڈیوں کی قیمت ٹھٹ جاتی ہے جس کے معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہیں کہ ہینڈی کے بازار میں جس شے کا کاروبار ہوتا ہے وہ حقیقت میں بڑھ ہے جو بڑھ جاتا ہے۔

خیر، تو ایک معمولی سی بات ہے مگر تعجب تو اس بات پر آتا ہے کہ ایک مرتبہ شہر کے ایک ذی وقار شخص نے ایک ماہر مالیات اخبار نویس کو اس بنا پر سخت سست کہا تھا کہ اس نے زر کے متعلق اپنے ایک مقالے میں یہ لکھا یا تھا کہ ”بٹے کا بازار نہایت سست ہے، بٹے کی شرحیں نہایت ادنیٰ ہیں اور اس کی وجہ ہینڈیوں کی رسد کی قلت ہے“ چونکہ اس صورت میں معترض صاحب ایک بڑے تجربہ کار عملی ماہر بنک تھے، اس لحاظ سے اگر مصنف ناواقف حضرات کو اس قسم کے غلط اعتراضات سے باز رکھنے کی کوشش میں انھیں متنبہ کرنے کی غرض سے اس کتاب میں زیادہ جگہ لے تو وہ قابل معافی ہے مگر ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ جب ہینڈیاں قلیل تعداد میں ہوتی ہیں اور ان کی مانگ ہوتی ہے تو جو خریدار ان کے خواہشمند ہوں انھیں ان کو کم شرح پر یعنی زیادہ قیمت پر لینا پڑے گا گویا اس طرح اخبار کا بیان جس پر اعتراض کیا گیا تھا بالکل صحیح ہے۔

غرض ان اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد ہم پھر ہینڈی دلال کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جو یہ غور کرتا ہے کہ آیا اس کو جون کے آخری ہفتے میں تین ماہ کی میعاد دی ہینڈی ۴ فی صد شرح پر خریدنی چاہیے یا نہیں اور جن وجوہ کی بنا پر وہ فیصلہ کرتا ہے ہم ان پر غور کریں گے۔

سب سے پہلے جس امر کا اس کو لحاظ کرنا پڑتا ہے وہ اول تو بازار کے موجودہ حالات ہیں اور دوسری بات یہ کہ آیا وہ اس ہینڈی کو منافع کے ساتھ فوراً فروخت کر سکتا ہے یا ان کے فروخت نہ ہو سکنے کی صورت میں ان کو اپنے ہاں رکھنے کی دقت گوارا کر سکتا ہے اور اصل کی بیکاری کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے جون کا آخری ہفتہ بالکل امید افزا نہیں ہے سال کی

دونوں ششماہیوں کے اختتام کے زمانے میں بالعموم بازار سرد رہتا ہے، نقد اور قرضوں کا دستیاب ہونا دشوار ہوتا ہے وجہ یہ کہ جون اور دسمبر کے آخری ہفتے میں بڑی بڑی رقموں کی ادائیاں کی جاتی ہیں اور اس کی وجہ سے سب بینکوں پر نقد رقم کے شدید مطالبے ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اس زمانے میں اکثر بینک اور کمپنیاں ششماہی چھٹے مرتب کرنے کی تیاریاں کرتی رہتی ہیں جس کے باعث ان کو ہاتھ روک روک کر قرضے دینے پڑتے ہیں اور نقد بدست کے تناسب میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ بینک قلت نقد کی وجہ سے ان دونوں مطالبوں کو پورا نہیں کر سکتے، اس لیے بینک آف انگلینڈ پر تقریباً ہمیشہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کرے، چنانچہ ان دونوں ششماہیوں کی ابتدا سے کچھ قبل قرض گیر عام طور پر بینک آف انگلینڈ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور اس سے قرضے حاصل کرتے ہیں، اس قسم کے قرضوں کی مقدار میں ملین پونڈ سے ملین پونڈ تک بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ان قرضوں کا کچھ حصہ تو زر نقد کی شکل میں حاصل کیا جاتا ہے جس سے ملک کے نقد رقم کے مطالبوں کو پورا کیا جاتا ہے اور باقی قرضے قرض گیروں کے نام (یا جن کے نام یہ لوگ اپنی امانتوں کو منتقل کریں) ان کے حساب میں، بینک آف انگلینڈ کی کتابوں اور رکھاتوں میں لکھے جاتے ہیں یہ لوگ چیکوں کے ذریعے سے اپنے مطالبات کی ادائیگی کرتے ہیں اور اس طرح کوٹھی کا کاروبار کرنے والی جماعت ”نقد بدست و در بینک آف انگلینڈ“ کے تحت ایک معقول رقم کھانے کے قابل ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بینک آف انگلینڈ کے کھاتوں میں اعتبار یا امانت حاصل کرنا عام طور سے ایسا ہی عمدہ اور ایسا ہی محفوظ خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ نوٹوں کے بلندے کا جیب میں پڑا رہنا۔

137

ہندسی دلال کو یہ سب باتیں سوچنے کی دراصل ضرورت ہی نہیں ہے، اس کو ان باتوں کا بخوبی علم ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کے پیشے کا جزو ہیں۔ مگر جو سوال

۱۔ چنانچہ جنم جون ۱۹۱۹ء پر جبکہ سونے کی کثیر برآمدکی وجہ سے زر کی مانگ شدید تھی، بینک آف انگلینڈ سے حاصل کردہ قرضوں کا تخمینہ ساٹھ ملین پونڈ تک کیا گیا۔

اس کے سامنے حل طلب ہے اس میں اس چیز کو بڑا دخل ہوتا ہے، کیونکہ پہلا نتیجہ جو رونما ہوتا ہے وہ ظن یا یقین ہے کہ وہ اس قسم کی ہینڈیوں کو بینکوں کے ہاتھ یا دوسرے باقاعدہ خریداروں کے ہاتھ دوبارہ فروخت نہ کر سکے گا۔ ایسے موسم میں اس کا بہت کم امکان ہوتا ہے کہ بینک زیادہ ہینڈیوں کی خریداری کرے بلکہ ہینڈیوں کی میعاد ختم ہو کر رقم کی ادائیگی ہو جاتی ہے ان کی جگہ بھی وہ غالباً بند نہیں کرتے۔ ان کے قلمدان ایسی ہینڈیوں سے بھرے ہوتے ہیں جن کی میعاد تقریباً اسی ہفتے میں ختم ہونے والی ہو اور ان کو اس ششماہی کے ختم پر جن کی مندرجہ رقم وصول ہونے کی توقع ہو چنانچہ ان ہینڈیوں کی میعاد ختم ہو جانے سے ان کو ایسا تسک دستیاب ہوتا ہے جس کی مدد سے وہ نقد رقم حاصل کر کے نہ صرف اپنے اہل معاملہ کی بلکہ خود اپنی بھی ضرورتیں پوری کر سکتے ہیں۔

اس طرح چونکہ ہینڈی دلال کے پاس کی ہینڈیاں آسانی کے ساتھ فوراً نقد سے مبادلہ نہ ہوں گی، اس لیے ہینڈی دلال کے سامنے یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ آیا وہ ان کو بطور خود خرید کر ان کے خریداروں کا انتظار کرے، مگر اوپر جو کچھ کہا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ چند روز کے دوران میں اس قسم کا سودا ممکن ہے کہ اس کے لیے بہت گراں پڑے۔

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ہینڈی دلالوں کا مدار زیادہ تر بینکوں پر ہوتا ہے کیونکہ ان ہی سے وہ قرضہ حاصل کر کے کاروبار کرتے ہیں اور اغلب یہ ہے کہ ہمارے فرضی ہینڈی دلال کو بینکوں اور دوسری قرض دہند جماعتوں کی جانب سے یہ اطلاع مل چکی ہو کہ وہ اس موسم میں کسی کو قرضے نہیں دے سکتے کیونکہ ان کو اپنی ضرورتیں خود پوری کرنی ہیں۔ یہ تو واضح کیا جا چکا ہے کہ بینک دلالوں کو جو قرضے دیتے ہیں وہ ان کی حفاظت کا دوسرا مورچہ ہے چنانچہ جب وہ اپنے پہلے مورچے یعنی نقد بدست و نقد بینک آف انگلینڈ کو مستحکم کرنا چاہتے ہوں یا اس ملک کو اپنے گاہکوں کے زر کے مطالبے کی وجہ سے پیدا شدہ کمی کو پورا کر کے برقرار رکھنا چاہتے ہوں تو وہ ان قسبیل المدت قرضوں کو فوراً واپس طلب کر لیتے ہیں جو ہینڈی دلالوں کو دے گئے تھے۔ اس طرح زیر بحث ہینڈی دلال کو بینکوں سے قطعی ناامیدی ہو جاتی ہے

اور معمولی طریق پر قرضے ملنے اور ہنڈیاں خریدنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اگر بفرض مجال اس نے ہنڈیاں خرید کرنے کا تہیہ بھی کر لیا تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ بینک آف انجلیکنڈ کی طرف رجوع ہوتا کہ یہاں سے قرض لے کر ہنڈی کی قیمت ادا کرے۔ لیکن بینک آف انجلیکنڈ سے قرضہ حاصل کرنا بیش حرج عمل ہے اس لئے کہ وہ قرضوں پر مقررہ دفتری شرح بٹھ سے جو خود عام بازاری شرح سود سے زیادہ ہوتی ہے $\frac{1}{4}$ فی صد زیادہ سود وصول کرے گا۔

139

یہاں تک تو فوری حالات کا تاریک پہلو پیش کیا گیا۔ اب اس کے مقابلے میں فرد شد سے کی ہوشیاری کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو اس کو یہ ترغیب دیتی ہے کہ اعلیٰ درجے کی ہنڈیوں کا پلندہ ایسی شرح پر پیش کرے جو خریدار کو خریدنے کی تحریص دلائے یعنی اعلیٰ شرح پر بالفاظ دیگر ہنڈی کم قیمت پر بیچے یہ واقعہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ چونکہ ہنڈیوں کے اکثر خریدار محولہ بالا موہمی مطالبات کی وجہ سے قرضہ حاصل کرنے سے محروم رہتے اور اس طرح مستعدانہ مقابلے سے عاجز ہوتے ہیں اس لیے موجودہ وقت ہی ایسا زمانہ ہوتا ہے جس میں کہ حوصلہ مند جو ایسے منافع حاضی مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے ہمت تیار رہ کر اور فوری نقصان کی پروا نہ کر کے بہوم معقول منافع کما سکتا ہے۔

غرض فوری حالات کی ناگوار صورت و دطرہ سے اثر انداز ہوتی ہے۔ ہنڈی دلال بخوبی جانتا ہے کہ ہنڈیاں خریدنے کے لیے اس کو بینک آف انجلیکنڈ سے کم از کم ایک ہفتے تک کے لیے قرض لینا ہوگا اور یہ کہ زیادہ شرح سود ادا کرنے کی وجہ سے اس کو ہنڈی کے چلنے کے زلمنے میں جو منافع حاصل ہونے والا ہے اس میں اس طرح کمی واقع ہو جائے گی، لیکن اگر آئندہ توقعات حوصلہ افزا ہوں تو اس کو ایک قسم کی ترغیب و تحریص ہوگی اور وہ قرضہ لینے پر آمادہ ہو جائے گا گویا آئندہ توقعات ہی اس کے فیصلے کو متعین و متاثر کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کی حقیقی وسعت کا اندازہ دراصل اسی مقام سے ہوتا ہے ہمارا فرضی ہنڈی دلال اگر اس کا تخیل بلند پرواز ہے تو وہ اپنے ذہن میں اپنی اس وقت کی حالت کا اس طرح پر نقشہ کھینچ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک غیر جانبہ وار شخص کی

حیثیت سے ایک پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوا گہرے کبھ میں سے اور کسی قدر ناکارہ دور زمین کی مدد سے دور سے میدان جنگ کا معائنہ کر رہا ہے، جس میں متعدد مخالف جماعتیں اپنی پوری قوت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ سرگرم پیکار میں اور ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی زندگی کا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ وہ فلاح فریق کا شریک کار ہو جائے۔

مستقبل قریب میں بازار میں زر کے عارضی طور پر ارزوں نرنج پر ملنے کا امکان ہے یعنی جب کہ ششماہی کے اختتام پر جو رقمیں رکھی ہوئی تھیں وہ سب بازار میں آباہیں گی اور بینک آف انگلینڈ میں سرکار کی جانب سے تمکات کا جو منافع جمع رہتا ہے وہ ماہ جولائی میں تقسیم ہوگا اور اس سے معمولی بنکیوں کے خزانوں میں کئی ملین پونڈ نقد کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس وقت یہ پیش قیاسی طور پر رقم بازار میں شرح بہتر سے حاصل کرنے کے کام آسکتی ہے اور بینک آف انگلینڈ سے قرضہ حاصل کرنے کی صورت میں نصف فی صد جو زائد دینے پڑتے اس سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد زر کے بازار کے سالانہ معمولی تباہ چٹھاؤ کے مطابق سیاحوں، چھٹی منانے والوں اور کاشتکاروں کے مطالبات شروع ہوں گے، گویا جس زمانے میں ہینڈی زیر بحث کا چلن ہوتا ہے اس کے آخری حصے میں جب بڑے بڑے زر احمق ملکوں کے کاشتکار اپنی اپنی فصلیں کاٹ کر ان کو گوداموں میں بھر کر اور جہاز پر لے کر دوسرے ممالک کو روانہ کرنے کی تیاریاں کرتے ہیں تو تمام دنیا میں زر کی طلب بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ گویا مہندریوں کی میعاد کے ختم ہونے کا زمانہ سازگار زمانہ ہوتا ہے اور ہینڈی رکھنے والا اس قابل ہوتا ہے کہ ان کی پابجائی موافق نرخ پر کرے۔ حاصل یہ کہ زر کے بازار کے معمولی حالات کے مطابق جون کے آخر میں جو ہینڈی عمدہ قیمت پر ملتی ہے اس کا خریدار ارزانی زر کے مختصر دور پر بھر سکرے کے قابل ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اس لیے کہ اس دور میں وہ اس قابل ہوگا کہ ہینڈیوں کی خریداری کرنے کے لیے قرضے کی فراہمی بہت ہی ارزوں نرنج پر کر سکے۔ اغلب یہ ہے کہ اس کو قرضہ ادنیٰ شرح سے یعنی ۲ فی صد

پر مل جاتا ہے حالانکہ ہماری فرضی مثال میں وہ ۴ فی صد شرح بٹہ پر ہینڈی خریدتا ہے۔ رفتہ رفتہ زر کے بازار کا رجحان زرخفت ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہینڈی سے جتنا منافع حاصل ہونے کی توقع ہو اس سے زیادہ شرح پر اس کے لیے قرضہ لینا ضروری ہو یا وہ اپنی ہینڈی کو نقصان کے ساتھ فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے۔

لیکن یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اول تو زر کے بازار کے حالات ہمیشہ اپنی معمولی رفتار پر نہیں رہتے اور اگر کہیں بھی تو ذرا سے سہو سے وہ تمام اندازے اور تخمینے غلط ہو سکتے ہیں جن کا لندن کے بٹہ کے بازار کے سخت مقابلے کی حالت کو دیکھتے ہوئے پوری طرح صحیح ثابت ہونا از حد ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ تجارت سرد پڑ جائے اور اس کی وجہ سے اہل کار دوبار کے جو مطالبات بنکوں پر ہوتے تھے ان میں کمی واقع ہو اور اس طرح جو امانت بنکوں کے پاس بیکار بیچ رہے اسے وہ ہینڈی دلالوں میں جی کھول کر پھیلا دیں۔ برصغرات اس کے تجارتی گرم بازاری اس کی برعکس سمت میں ویسے ہی نمایاں اثرات پیدا کر سکتی ہے یعنی ممکن ہے کہ زراعتی آسانی اور زرانی کے ساتھ نمل سکے اور اس طرح ہینڈیوں سے جو منافع حاصل کرنے کی توقع تھی اس پر پانی پھر جائے۔ موسم گرما میں جب بارش ہوتی ہے اور کچھ کچھ سردی پڑنے لگتی ہے تو بیرونی سیاحت رک جاتی ہے اور سیاحوں کا رویہ ان کی بیبیوں ہی میں بند رہتا ہے، اس کے برعکس اگر موسم خوشگوار اور اچھا ہو تو سیاحوں کی بیبیوں سے ہوٹل والوں اور دوسری ضرورت میں پوری کرنے والی جماعتوں پر زر کی بوجھار ہونے لگتی ہے۔ اس طرح لمبارڈ اسٹریٹ میں جو رقم قرضوں وغیرہ کے لیے مل سکتی ہے اس کی مقدار میں اس حد کی وجہ سے اچھا خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ فصل کلنے کی تاریخ اور فصل کی عمدگی بھی زر کے بازار کے حالات پر اثر ڈالتی ہے اور ان حالات کے متعلق اندازے قائم کرنے کے لیے پھر موسم کا لحاظ کرنا پڑتا ہے، اس لیے کہ اگر فصل کاٹنے کے موسم میں انگلستان کے بہترین گرما کا دور دورہ ہو اور کاشتکاروں کو یقین ہو کہ موسم کی یہ حالت مدت تک قائم رہے گی تو وہ کٹائی کے کام میں عجلت نہ کریں گے بلکہ

بہ اطمینان تمام کام کریں گے، گو یا عجلت کرنے کی صورت میں جو زران کو درگاہ ہوتا وہ اب بنکوں کے پاس بیکار پڑا رہیگا۔ لیکن اگر موسم تغیر پذیر ہو اور بیکاریک بارش کے آثار نمودار ہو جائیں تو ہر کاشت کار فطرتاً اپنی فصل کو بچانے کی کوشش کرے گا اور حتی الامکان بہت سے مزدوروں کو جو اجرت پر شکل زر حاصل کرنے کے خواہاں ہوں لگا کر کھیت کی کٹائی میں مصروف ہو جائے گا اور ان تمام مصارف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گا جو غلہ کی منتقلی اور بار برداری میں لاحق ہوں گے۔

لیکن ہنڈی دلال کو محض تجارت، سیاحت اور کھیت کی کٹائی کے موافق و مخالف حالات پر پورا غور کر کے اپنے مواقع کے متعلق ذہن میں ایک نتیجہ قائم کرنے ہی پر اکتفا نہ کرنی چاہیے اور ایک دوسرے گریڈ یا دیگر غیر معین عامل کے ممکنہ اثرات کو فراموش نہ کر دینا چاہیے۔ یہ عامل "سرکاری مالیہ کے مطالبات" ہیں مثلاً اس زمانے میں، جس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ فروخت کے لیے پیش کردہ ہنڈیاں رائج ہیں، سرکاری مالیہ کے مطالبات کا وہ زور و شور نہیں رہتا، جیسا کہ جنوری اور مارچ کے دو ہینوں میں بالعموم رہا کرتا ہے۔ اس زمانے ہی میں سرکار کی طرف سے آمدنی پر محصول وصول کیا جاتا ہے اور زر کے بازار سے بہت سی رقم منسوخ کر "بنک آف انگلینڈ" میں بھجوا کر "سرکاری امانت" جمع ہو جاتی ہے۔ لیکن پورے سال کے دوران میں ہر وقت اس بات کا امکان رہتا ہے کہ اچانک طور پر خزانہ شاہی کی طرف سے خزانے کی ہنڈیوں کا غیر متوقع طور پر اجراء عمل میں آجائے یا اس کے برعکس سرکار اپنے فاضلات کی مقدار کو معمولی سطح سے کم کر دے اور اس طرح بازار میں زر کی مقدار میں غیر متوقع طور سے اضافہ ہو جائے چونکہ بینک سرکار کا ساہوکار ہے اور سرکار کا روپیہ اس کے پاس جمع رہتا ہے، اس لیے جب سرکار کے پاس رقم زیادہ مقدار میں ہوتی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر زر مقید ہے اور بینک سے باہر بازار میں دستیاب نہیں ہو سکتا۔ بینک کے بعد سے دو اہل قرضے کی کثیر مقدار کا انتظام خزانہ عامرہ اور بینک آف انگلینڈ کے ہاتھوں میں آگیا ہے۔ اور اس قسم کے کثیر المقدار قرضے کی موجودگی و انتظام نے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا بینک اور خزانے کے اختیار و اقتدار کو زر کے بازار پر بہت قوی کر دیا ہے۔ اگرچہ

ساتھ ہی وہ اس بات پر بھی مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنے مرکب زر کے بازار کو دیکھا جائے اور برابر تھپکتے اور پچکا رتے رہیں۔

اس مسئلے میں موسم تجارت اور سرکاری مالیات کے غیر معین حالات بے عیب دگی پیدا کرنے کے لیے کیا کم غصے، کم ان کے علاوہ ایک اور بھی عنصر الجھن پیدا کرتا ہے اور وہ ایک خالص نفسیاتی معاملہ ہے یعنی یہ کہ صرافے میں تخمین کس حد تک ہوگی ایک طرف تو بینک ہسٹڈی دلالوں کو قرضے دیتے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کثیر رقم ہم پہنچاتے ہیں جو قرضے حاصل کر کے تمکات اور حصص خریدتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ اگر معمول سے زیادہ تعداد میں انخاص اس نتیجے پر پہنچیں کہ قرضے حاصل کر کے تمکات کی خریداری کرنا پیسٹفت ثابت ہو سکتا ہے تو ہسٹڈی دلالوں کو جتنا زر بصورت دیگر دستیاب ہو سکتا تھا اب اس میں معقول کمی واقع ہونا اغلب ہے۔ لیکن اس بات کے وجوہ کا مشعین کرنا کہ عامۃ الناس بعض اوقات کیوں رہ رہ کر پورے زور دشور کے ساتھ تخمینے کا روبرو بار کرنے کی جانب مائل ہوتے ہیں، نہایت ہی پیچیدہ اور لاینحل نفسیاتی سوالوں میں سے ایک سوال ہے۔

ہم اب تک صرف ہسٹڈی دلال کے ابتدائی مشکلات تک پہنچے ہیں۔ اس لیے کہ یہ سب باتیں ملک کے اندر اسی کی آنکھوں کے سامنے واقع ہوتی ہیں یا واقع نہیں ہوتیں۔ لیکن وہ جب مطالبات خارجہ کے امکان پر غور کرتا ہے جیسا کہ اس کو غور کرنا چاہیے تو ایسے سوالات اس کے سامنے آجاتے ہیں جن کا حل کرنا بدرجہا زیادہ مشکل ہوتا ہے اور جو باعتبار نتائج کے نسبتاً بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جب ملک کے اندر زر ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہوتا ہے، خواہ وہ منتقلی فصل کی کٹائی اور سیاحت کی غرض سے ہو یا بینک آف انگلینڈ میں سرکاری قاضیات اکٹرا جمع ہونے کی بنا پر ہو یا اچانک طور پر تخمینے کا روبرو بار بڑے پیمانے پر شروع ہو جانے کی وجہ سے زر کے مطالبے کی بنا پر تو اس کا عام طور پر یہی نتیجہ ہو سکتا ہے کہ ہسٹڈی دلال کی راہ میں مشکلات پیدا ہوں اور اگر سب عاملین کے اثرات مجتمع ہوں تو ہسٹڈیوں کے منافع میں بہت کمی ہو جائے گی۔

لیکن کسی اچانک بیرونی مطالبے اور طلا کی بڑی مقدار کی برآمد کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ اہم اثرات پیدا ہونے ممکن ہیں، یعنی پورے بازار کی حالت کچھ سے کچھ ہو سکتی ہے مثلاً شرح بنک میں اضافہ ہو جائے گا اور قرضے کی شرح نہ صرف اندرون ملک کے لیے بلکہ ممالک خارجہ کے لیے بھی کم از کم فی الوقت از سر نو قرار پائے گی۔

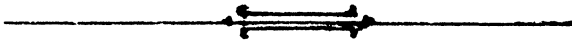
غرض ہینڈی دلال کو جو سوال حل کرنا پڑتا ہے، اس پر اس تفصیلی بحث کرنے کے بعد معلوم ہوا تو یہ ہوا کہ ابھی صرف ہم اس پیچیدہ اور عمیق سوال کی سطح ہی تک پہنچے ہیں پس مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہینڈی دلال کو ہم اپنی دعاؤں کے ساتھ اسی کے حال پر چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ زر کی بیرون ملک طلب کو جو بیٹھارا اسباب متعین کرتے ہیں ان کی تفصیل میں پڑنے کی کوشش کرنا ایک میدان ناپیدا کنار میں قدم رکھنا ہے۔

ضمنی طور سے صرف اس قدر اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ بین الاقوامی نرا میں ممالک خارجہ کے سیاسیات اور بین الاقوامی شکرہ رنجیوں کی خفیف سی برجائیاں بھی زر کے بازار کے رجحان کو بہت بڑی حد تک متاثر کر سکتی ہیں اور یہ بھی اس چپستان کے اجزائیں سے ایک جزو ہے جسے بچا رہے ہینڈی دلال کو خرید و فروخت کے متعلق قطعی رائے قائم کرنے سے پیشتر حل کر لینا یا اس کا اندازہ کر لینا پڑتا ہے۔ لہذا یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اگر دنیا کے کسی ایسے گوشے میں جو تجارتی حیثیت سے متمدن اور ہند ہے اعتبار کو کوئی کاری ضرب لگے تو ہینڈی دلال کے سب تخمینے اور اندازے یک لمختہ تو بالا ہو سکتے ہیں۔

مگر ان باتوں کے بیان کرنے سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہینڈی دلال جو روزمرہ ہینڈیوں کی خرید و فروخت کرتا ہے تو خرید و فروخت سے قبل اس کا دماغ فی الحقیقت مذکورہ بالا تمام امور پر غور کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بڑے کے بازار کا کاروبار کبھی نہ چل سکتا۔ لیکن یہ امور اور ان کے علاوہ کئی دیگر معاملات ایسے ہوتے ہیں جن پر اس کو غور کرنا پڑتا ہے۔ البتہ ان تمام امکانات اور مفروضات پر وہ محض ایک سرسری سی اور عام نظر ڈالتا ہے اور اس کے لیے

اس کو پوری دماغی قوت صرف نہیں کرنی پڑتی بلکہ عقوڑی سی توجہ کرنی پڑتی ہے اور یہ محض شش و فراولت کا نتیجہ ہے کہ وہ جملہ حالات کو فوراً بھانپ لینے کا عادی بن جاتا ہے۔

ہینڈی دلال میں اور بینک میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ بینک اعتبار (قرضہ) مہیا کرتا ہے اور ہینڈی دلال ارزاں نرخ پر اعتبار خریدنے کی توقع میں اعتبار فروخت کرتا ہے۔ ہینڈی دلال کے لیے سب سے زیادہ موافق حالات یہ ہیں کہ اول تو شرح بیٹہ اعلیٰ ہو اور یہی اس کے قرضے کی قیمت ہے جس کو وہ فروخت کرتا ہے، دوسرے یہ کہ قلیل المدت قرضوں کی شرح ادنیٰ ہو اور یہی وہ قرضہ ہے جس کو وہ خریدتا ہے۔ ہینڈی دلال کو تیز فہمی، حاضر دماغی اور حالات سے ہر وقت باخبر رہنے کی ضرورت ہے، اس کے برعکس ماہر فن بینک میں سب سے بڑی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ محتاطاً اعداد و احوال پسند اور عاقبت اندیش ہو۔ لیکن ہینڈی دلال کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ بینکوں کی حفاظت کا دوسرا مورچہ ہے۔ چنانچہ جب کبھی مالی آفت نمودار ہوتی ہے تو وہی سب سے پہلے اس کے دباؤ سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر دوسرے اہل معاملہ اچانک طور پر بینکوں کی طرف رجوع ہو کر زر کا مطالبہ کریں تو بینک بشرطیکہ ان کو قرضہ دینا مناسب خیال کریں پہلے انھیں کے ضروریات کو پورا کریں گے، یا اگر کسی مصلحت کی بنا پر بینک زر کی رسد کو محدود کریں یا ہاتھ روک روک کر قرض دیں تو ہینڈی دلالوں کو قرضے ملنا یک ظلم موقوف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ باخبری ہونیشاری اور مستعدی ہینڈی دلال کی کامیابی کے لوازمات میں سے ہے۔



نواں باب

سکار گھر اور ممالک خارجہ کے بنک

(۱) تاجروں کی جماعتوں سے سکار گھروں کا نشوونما (۲) سکار گھر چاک بنانے کے معنی میں بنک نہیں ہیں (۳) سکار گھروں کے کام کی اہمیت (۴) ایک حد تک ان کا انحصار بنکوں پر ہے (۵) خود بنک بھی بڑی حد تک ہنڈی سکار تے ہیں۔ (۶) نوآبادیات اور ممالک خارجہ کے بنک (۷) تجارت خارجہ کو انگریزی اصل سے بڑی حد تک فروغ ہوا ہے۔ (۸) اس کا اثر انگریزی تجارت پر (۹) قرضہ جات خارجہ اور لندن کا طلا۔

147

گزشتہ بابوں میں جن مباحث کی تفصیلی تشریح کی گئی ہے اگر وہ عارضی اور سلیس ہے تو اس سے اب تک یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ جس چیز کو زر کہا جاتا ہے اس سے عام طور پر بنک میں امانت کا قیام مراد ہوتا ہے جس کا اکثر و بیشتر حصہ بنک آف انگلینڈ یا دیگر بنکوں کی طرف سے بطور قرض دیا جاتا ہے خواہ وہ ایک لکھنے کا حق دینے کی صورت میں ہو یا ہنڈیوں پر بڑے کٹنے کی شکل میں اور یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ ہنڈیوں پر بڑے کٹنے کا قرضہ دینے کی ایک خاص شکل ہے۔ ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ ہنڈی میں دوسرے کمکات کی نسبت متعدد فوائد

موجود ہیں، چنانچہ ہنڈی کو تمسکات پر ہر حالت میں ترجیح حاصل ہے، اس لیے کہ اول تو ہنڈی کی میعاد کم ہوتی ہے یعنی اس کا چلن قلیل المدت ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہنڈی کے حامل ذوقابض کو بہت جلد نقد رقم مل جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ ہنڈی ایسی پیداوار کی ساکھ پر لکھی جاتی ہے جو صرف میں آنے والی ہے (اور ہنڈی یہی چاہیے) اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے جیسا کہ اس کا کاروبار کرنے والوں کا دعویٰ ہے کہ ہنڈی پر جو قیمت درج ہوتی ہے وہ بلا کم و کاست سالم وصول ہو جاتی ہے۔

یہ یاد ہوگا کہ ہنڈی ابتداءً اصلی فروشدہ پیداوار کا حکم نامہ ہو کرتی تھی خریدار کے نام جس میں خریدار کو یہ ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ ایک خاص مدت کے اندر خود لکھنے والے کو یا دوسرے شخص کو مندرجہ رقم ادا کر دے اور وقفہ اس لیے دیا جاتا تھا کہ خریدار اپنے مال کو بجنسہ یا اس کی شکل بدل کر بصورت مصنوعات استعمال کے قابل بنانے کے بعد فروخت کر کے قیمت ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ جب ہنڈی خریدار کے پاس پہنچتی تھی تو وہ اس پر اپنا نام لکھ کر قبول کر لیتا تھا یعنی وہ اس بات کا رفتہ رفتہ اقرار کرتا تھا کہ مندرجہ رقم کو مدت معینہ تک ادا کر دیگا اور اس طرح ہنڈی کا سکا کرنے والا بن جاتا تھا۔ اس کے بعد ایسی ہنڈی جس کی لکھنے والی اور قبول کرنے والی دونوں جماعتوں کی ساکھ اچھی ہوتی اور ہنڈیوں کے ساتھ جیسے کی رسید اور جہاز پر سامان لہنے کی رسید منسلک ہوتی ایک ایسا بہترین تمسک بن گئی جس کی خوبی میں ایک شکلی سے شکلی سا ہو کار کو بھی شک و شبہ نہیں ہو سکتا، آسانی اس پر بٹہ کٹ سکتا تھا اور اس کی ضمانت پر قرضہ دیا جاسکتا تھا۔

ہم نے یہاں ان امور کا اعادہ کرنا اس وجہ سے ضروری خیال کیا کہ جو وقت ہم زر کی مختلف شکلوں سے بحث کرتے کرتے زر کا کاروبار کرنے والی جماعتوں کی بحث میں جا پڑے تھے تو ان امور کی تشریح نامکمل سی رہ گئی تھی۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ زر کا کاروبار کرنے والی جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت بنک ہیں جو چاہے لکھنے کا حق عطا کرتے ہیں اور جہاں انگلستان کے کاروبار کار زر ہیں، دوسرے یہ کہ قرض داری کے لیے باقی کرنے کے لیے یہ بنک قرضے بھی دیتے ہیں۔ اور یہ قرض داری محض اس واقعے کی بنا پر رونما ہوتی ہے کہ ایک طرف تو تجارت کا دائمی انحصار اس منافع پر ہوتا ہے جو اس کو

فی الوقت وصول طلب ہے مگر ایک زمانے کے بعد ملنے والا ہے اور دوسرے یہ کہ اگر دوسرا کام شروع کرنے سے پیشتر اس منافع کے وصول ہو جانے کا انتظار کرنا پڑے تو تجارت موجودہ سہل تیز رفتاری کے ساتھ جاری نہیں رکھی جاسکتی اس کے بعد ہم نے ہنڈی کے دلالوں یعنی ہنڈی کا خردہ کاروبار کرنے والوں کے کام اور ذمہ داریوں کی بحث کی جو گویا ان خاص قسم کے بنکوں کی ایک شاخ ہیں جن کا خاص کاروبار یہ ہے کہ وہ ہنڈیوں کی تاریخ اور رقم اور اسی قسم کے امور کو پیش نظر رکھ کر ہنڈیوں کا انتخاب کرتے ہیں اور اہل ضرورت کے ہاتھ فروخت کرتے رہتے ہیں۔ اس قسم کے ہنڈی کے دلال بنکوں سے قرضے حاصل کر کے ان کی مدد سے ہنڈیوں کو خرید کر اپنے پاس رکھ چھوڑتے ہیں اور ضرورت دیکھ کر فروخت کرتے ہیں مغرض یہ سب باتیں معلوم ہو چکی ہیں لیکن اب ان جماعتوں کے کاموں پر غور کرنا ضروری ہے جو ہنڈی مرتب کرتی اور اس کا کاروبار کرتی ہیں اور جن کی مرتبہ ہنڈیوں کی بنیاد پر بٹھرا اور بنک مشترکہ یا انفرادی طور سے قرضے دیتے ہیں۔

149

ہم نے چوتھے باب میں ہنڈی کی تشریح کرنے کی غرض سے ایک نہایت سادہ مثال پیش کی تھی تاکہ طالب علم کو ہنڈی کا اصلی مفہوم سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ ہم نے فرض کیا تھا کہ امریکا کا ایک کاشت کار نیو یارک کے ایک تاجر جان اسمتھ کے ہاتھ گہیوں فروخت کرتا ہے اور اپنی پیداوار کی قیمت وصول کرنے کی غرض سے خریدار کے نام ہنڈی لکھتا ہے اس مثال کے پیش کرنے سے نہ صرف سہل طریقہ پر ہنڈی کا مفہوم سمجھ میں آگیا بلکہ ہنڈی کے جاری ہونے کے بعد جو مراحل طے کرنے پڑتے ہیں وہ بھی سمجھ میں آگئے اور یہ بات بخوبی روشن ہو گئی کہ حقیقی پیداواری ہنڈیوں کو جاری کرنے والے اور اس کا کاروبار کرنے والے ایک طرف کاشت کار اور دوسری طرف اس کے خاص ماہر ہیں جو اس کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ ہنڈیوں کے بغیر پیداوار کا تیار ہونا ناممکن ہے اور بغیر پیداوار کے ہنڈیوں کا وجود ناممکن ہے۔ ہر فرضی ہنڈیوں کا لکھا جانا یا قبول کیا جانا جیسے کہ مسٹر مکا بر نے اپنی بیگم صاحبہ کے نام ایک فرضی ہنڈی کسی سامان یا مال کے خرید و فروخت کے بغیر لکھی تھی تو وہ ٹھنی

کاروبار کی ایک خاص شکل ہے۔

مگر موجودہ زمانے میں کاموں کے تخصیص طلب ہو جانے کی وجہ سے، اصلی فروشنہ گندم اور خریدار گندم کے درمیان بعض اور جامعیتیں بازار میں پیدا ہو گئی ہیں، چنانچہ موجودہ انتظامات کے مطابق آج کل حسب ذیل طریقے پر عمل ہو گا، نی واٹ اپنے ملک کے کسی تاجر کے ہاتھ اپنے گہوں فروخت کرے گا اور اس خرید و فروخت کے متعلق جو کاغذات ہوں گے وہ مختلف ہاتھوں میں سے گزرنے کے بعد مال جہاز پر لادا جائے گا، اس دوران میں امریکا کے بینک اس کی قیمت کی رقم کی سرروہی کے بطور خود اتنی ہی رقم کی ہینڈی لکھیں گے اور لندن کے جس بینک سے ان کا معاملہ ہے اس کے پاس بذریعہ ڈاک روانہ کر دیں گے اور لندن میں اس قسم کے جو بینک ہیں وہ سکارنے کے اس تخصیص طلب کام میں سب نہیں تو اپنا زیادہ اوقات اور اپنی زیادہ توجہ صرف کرتے ہیں۔

150

چونکہ ہماری بحث کا تعلق لندن کے انتظام زر سے ہے، اس لیے امریکا کے کاسٹیکار، تاجر اور ان کے بینکوں کی بحث ترک کر کے صرف لندن کے سکار گھروں سے بحث کرنا مناسب ہو گا، جن کا نام ہینڈی پر درج ہے۔ یہ سمجھنا بہت ہی آسان ہے کہ لندن میں سکار گھروں کا قیام کس طرح عمل میں آیا اور ان کی ابتدا کیسے ہوئی۔ پہلے پہل تو ایشیا درآمد کرنے والے تاجری ہینڈیاں سکار تے تھے مگر چونکہ ہینڈیوں کو فوراً سکارنے اور اس پر بیٹہ کاٹنے کا مدار اس بات پر تھا کہ فروشنہ دلوں کی ساکھ اچھی ہو، تاجر برائے اور ذی اعتبار ہوں اور شہرت رکھتے ہوں۔ اسی شہرت اور قدامت کے کم و بیش ہونے کے لحاظ سے ہینڈیوں پر تاخیر سے یا فوراً بیٹہ کاٹا جاتا تھا چنانچہ نیاک نام تاجروں کی ہینڈیاں اچھے داموں میں ادنی شرح پر لیجاتی تھیں اور کم مشہور تاجروں کی ہینڈیاں نقصان یعنی اعلیٰ شرح پر لیجاتی تھیں، اس کا فطری نتیجہ یہ ہوا کہ جن تاجروں کو شہرت حاصل نہ تھی وہ اپنے سے زیادہ مشہور اور قدیم تاجروں کے دستخط اپنی ہینڈیوں پر حاصل کرنے لگے تاکہ ان کی نیاک نامی سے ہینڈی زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھی جائے اور اس کے معاوضے میں ان کو کمیشن دیا کرتے تھے، اس طرح ان کم مشہور

تاجروں کی ہینڈیوں کی جو زیادہ قیمت اٹتی تھی اس سے نہ صرف ان کا کیشن واپس وصول ہو جاتا تھا بلکہ کچھ منافع بھی مل جاتا تھا۔

151 جب اعلیٰ درجہ کی ساکھ رکھنے والے تاجروں کو محسوس ہوا کہ ان کی شہرت اور قدامت دوسروں کے کام آسکتی ہے، وہ دوسروں کی مدد کے خود بھی نفع کما سکتے ہیں تو وہ اسی پیشے کو خاص طور پر کرنے لگے اور بہت دیر سے یہ پیشہ تخصیص طلب بن گیا اس قسم کے تاجروں کا کام یہ ہے کہ ان کے پاس جو ہینڈیاں سکار کی غرض سے آئیں ان کو وہ اچھی طرح پر جو بائین اور لکھنے والوں کی مالی حالت اور قدامت کا بھی بخوبی اندازہ کر لیں اور سب باتوں پر غور کر لینے کے بعد جب ان کی نظر میں ہینڈی اچھی ثابت ہو تو کیشن وصول کر کے اس کو سکاریں۔

مالک خارجہ کے ساتھ قدیم تجارتی کاروبار پر ان تاجروں کی جماعتوں نے اپنی تجارتی حیثیت کی بنیاد قائم کی تھی اور اس کاروبار کی ترقی کی بدولت مالک غیر سے جو تعلقات پیدا ہوئے انھوں نے ان تاجروں کی رہبری قدرتاں اس امر کی جانب کی کہ جن مالک سے وہ تجارت کرتے تھے وہاں کی حکومتوں کو بھی وہ قرضے دینے لگے۔ اس طرح بتدریج شہر لندن میں اس قسم کے کامیاب تاجروں کی صف سے ایک مالدار جماعت تاجر پیشہ ساہوکاروں کو بھی والوں اور سکار گھروں کی قائم ہو گئی اور قدیم خانگی ساہوکار بھی ان میں شامل ہو گئے۔ ان سبھوں نے اپنا ایک اعلیٰ طبقہ لندن میں قائم کر لیا جو ابھی تک ایک حد تک موجود ہے۔ ان کو عام طور پر تاجر ساہوکار کہا جاتا ہے مگر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ حقیقی اصطلاحی معنوں میں یہ ساہوکار نہیں ہیں یعنی وہ دوسروں کو اپنے نام چاک لکھنے کا حق نہیں دیتے، اور نہ چکوں کے معاوضے میں نقد رقم ادا کرتے ہیں اور وہ اس وجہ سے ایسا نہیں کرتے کہ عام طور پر انھیں کی جماعت میں سے بنک آف انگریزوں کے ڈائریکٹروں کا انتخاب کیا جاتا ہے اور جیسا کہ آئندہ باب میں چل کر معلوم ہوگا بنک آف انگریزوں کا ڈائریکٹر منتخب ہونے کے لیے یہ لازمی شرط تھی کہ وہ شخص ساہوکار نہ ہو۔

سکار گھر کی جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہے، اس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر پیداوار کا مالک یا کاشت کار ہینڈی کا اہلی لکھنے والا ہو تو

صرف یہی ہنڈی کے چلن کے لیے کافی نہیں بلکہ سکار نے واسے پر بھی اس کے چلن کا انحصار ہے، کیونکہ سکار نے والا اپنی مہر و دستخط ثبت کر کے اس کو رواج دیتا اور لندن کے بازار میں اس کے قابل بیع و شری ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ جب کوئی ساہوکار یا ہنڈی دلال ہنڈی پر بیٹہ کاٹتا ہے اور اس کے معاوضے میں نقد یا اعتباری امانت دیتا ہے تو اس سے ہمیشہ یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ ہنڈی لکھنے والے کی مالی حالت اور ساکھ سے بھی بخوبی واقف ہوگا۔ چنانچہ سکار نے والے کی شہرت اور نیک نامی پر اس کو بھروسہ کرنا پڑتا جس کو ہنڈی کی قدر و قیمت معلوم ہے اور اسی کو واحد رہبر قرار دینا پڑتا ہے۔ اس طرح سکار گھر کی نیک نامی ہی پر ہنڈی کے ایک اعلیٰ درجے کا تمک بننے کا دار و مدار ہوتا ہے۔ چنانچہ سکار گھر اپنی نیک نامی سے عاقلانہ طریقے پر کام لے کر اس قسم کے اعلیٰ درجے کے تمکات جن کی خوبیاں جیسا کہ ہم متعدد دفعہ خاص طور پر زور دے کر بیان کر چکے ہیں، دوسرے تمام تمکات اور دستاویزات سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں، کثیر تعداد میں راج کرتے ہیں۔

ابیں ہر سکار گھروں کے سارے کاروبار کا مدار بنکوں پر ہوتا ہے جن ہنڈیوں کو سکار گھر قبول کرتے یا سکار تے ہیں وہ ہنڈیاں اگرچہ نقد میں بدل پذیر ہونے کی آخری منزل سے قریب تر ہو جاتی ہیں مگر اس وقت تک نقد سے مبدل نہیں ہو سکتیں جب تک کہ ان پر بیٹہ نہ کاٹا جائے اور بیٹہ کاٹنے کا کام یا تو ساہوکار کرتے ہیں یا ہنڈی دلال بنکوں سے قرضہ حاصل کر کے اسے انجام دیتا ہے۔ جس ہنڈی پر بیٹہ نہیں کٹ سکتا وہ حامل کے لیے بالکل بے کار ہے اور حامل ہنڈی کو اس کی میعاد ختم ہونے تک رقم کا انتظار کرنا پڑے گا۔ گو یا میعاد ختم ہونے تک ایسی ہنڈی کسی معنی میں دستاویز نہیں بن سکتی۔ اس طرح لندن کے زر کے بازار میں بنکوں کو جو خاص اور ممتاز اہمیت حاصل ہے اس کا ہم کو کمر ثبوت ملتا ہے۔

اس لیے کہ گو سکار گھر ہنڈیوں کی خوبیوں اور نقائص کو اچھی طرح جانچ کر ہنڈیاں سکار تے ہیں اور اس کام کو وہی سب سے بہتر طریقے پر انجام دے سکتے ہیں مگر سکار گھروں کو کاغذ سکار کر اس کو جاری کرنے کی جو قوت حاصل ہے اس کے غلط اور خطرناک طریقے پر استعمال کیے جانے کا بھی امکان ہے، کیونکہ جس فاحشی نوعیت کا

کاروبار کرتے ہیں اس میں اشاعت معلومات کی قید و بند نہیں ہے اور شناسا ہی چھٹے شائع کرنے کی جو عام طور پر رسم ہے، اس سے بھی ان کا کاروبار آزاد و مستثنیٰ ہے۔ اگر اس اصول کے بارے میں ذرا سی بے احتیاطی یا منافع کی توقع میں ذرا سی غلطی اور بے پروائی سے کام لیا گیا اور اس امر کو فراموش کر دیا گیا کہ اصلی ہنڈی کی بنیاد عام صرف میں آنے والی اصلی پیداوار کی منتقلی ہونی چاہیے تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ گویا اعتبار کے خطرناک انتفاع کا پورا سامان تیار ہو گیا۔ اس کے برخلاف بنک انجام کار وہ ذرائع ہتیا کرتے ہیں جن کی بنیاد دیدار کی سکاری ہوئی ہنڈیاں نقد یا اعتباری امانت سے تبدیل ہوتی ہیں۔ چنانچہ بنکوں پر اس طرح ایک اہم ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے مگر اس ذمہ داری کی اہمیت سے عامۃ الناس قطعاً نااہل ہوتے اور سکار کے کل انتظام کو کم و بیش ایک طلسم خیال کرتے ہیں۔

اس سوال میں اس وجہ سے بھی مزید پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے کہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے بنکوں نے بطور خود بھی ہنڈیاں سکار نے کا کام اپنے ذمے کر لیا ہے اور ان کے اس کاروبار کی رفتار ابھی حال میں بہت تیز ہو گئی ہے، مگر چونکہ نہایت دانائی اور ہوشیاری سے اس قسم کا کاروبار کرتے ہیں اس لیے پیچیدگی صرف سطحی رہ جاتی ہے حقیقی نہیں ہوتی۔ چاک بھنانے والے بنکوں کی عمدہ رائے اور پسندیدگی پر سکار گھروں کا جو انحصار سکاری ہوئی ہنڈیوں کے بارے میں ہے اس میں اس واقعے کی بنا پر ترمیم اور اعتدال پیدا ہو جاتا ہے کہ سکار گھر ہنڈی دلال کی وساطت سے انجام کار بنک آف انگلینڈ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں بنک آف انگلینڈ صرف وہ برطانوی نام چاہتا ہے جن میں سے ایک نام اس ہنڈی پر جس پر وہ بڑے کاٹنا چاہتا ہو ہنڈی سکار نے والے کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا اگر ہنڈی کسی برطانوی کمپنی کی سکاری ہوئی ہو اور اس پر لندن کے ہنڈی دلال کی تحریر تھری ثبت ہو تو ان سے بنک آف انگلینڈ کے مطلوبہ شرائط کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس سے پیشتر جب کبھی بنکوں نے ہنڈیوں کی کثرت سے گھبرا کر یا کسی معقول سبب کا اظہار کئے بغیر سکار گھروں کی جاری کردہ ہنڈیوں پر بربتہ کاٹنے سے پہلو تہی یا انکار کیا تو بینک آف انگلینڈ نے ان سکار گھروں کی مدد کو اپنا ہاتھ بڑھایا ہے اور اکثر صورتوں میں بینک کی ایسی بروقت مداخلت موثر اور مفید ثابت ہوئی ہے۔

بایں ہمہ سکار گھر کے حق میں اس کی جاری کردہ ہنڈیوں کے متعلق بنکوں کی رائے نہایت اہمیت رکھتی ہے اور بنکوں کی یہ دوسری حیثیت نہایت عجیب و غریب ہے کہ وہ ایک جانب تو سکاری ہوئی ہنڈیوں کی مقدار کی نگرانی کرتے ہیں اور دوسری جانب خود بھی روز افزوں کثیر المقدار ہنڈیوں کو سکا رتے ہیں۔ یہ اغلب ہے کہ اہل معاملہ کو اپنی جانب متوجہ کرنے اور کاروبار کو ترقی دینے کی غرض سے بینک بعض اوقات بہت زیادہ ارزاء نرخ پر ہنڈیاں سکا رتے ہیں اور یہ قدرتی امر ہے کہ ان کے روز افزوں بڑھنے اور پھیلنے والی مداخلت کو سکار گھر نظر ناپسندیدگی سمجھیں۔ یہ بھی یاد رکھنا بنکوں کے لئے بہت ضروری ہے کہ اگر ان کی طرف سے کاروبار میں ذرا سی بھی بد عنوانی یا غفلت ہو اور سکار نے کی غرض سے ہنڈیوں کے انتخاب میں ذرا سی بھی بے احتیاطی ہو تو اس کے مضر اثرات دور دور تک پھیلیں گے، ان کی بد عنوانیوں کا انکشاف ہونے پر شہر میں ہر طرف سے اعتراضات کی بوجھار ہونے لگے گی اس لیے کہ ان بنکوں کے کھاتہ داروں اور دوسرے اہل معاملہ میں سخت غلط فہمیاں پھیل جانے کا امکان ہے۔ اور یہ کہ چونکہ سکار گھر اپنی بقا کے لیے غیر تربیت یافتہ عوام کے اعتماد پر انحصار نہیں کرتا اس لیے جو شے سکار گھر کے لیے محض خلاف مصلحت و خلاف عقل ہوگی وہ بینک کے لیے جو اپنی بقا کے لیے ناواقف عوام کے اعتماد پر منحصر ہوتا ہے سخت خطرناک اور تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ اگر بینک پوری احتیاط کے ساتھ سکار نے کا کاروبار انجام دیں تو ان کا یہ کام دنیا کی وسیع تجارت کے روز افزوں ضروریات کو بظاہر بالکل ٹھیک طریقہ پر پورا کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قدیم سکار گھروں

کے لیے اس کام میں شریک ہونا بہت دشوار ہے۔ گو چند سال قبل جب یہ کتاب لکھی گئی تھی تو ایسا کرنے میں کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن جو جماعت اس قسم کا کاروبار شروع کرنا چاہتی ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ اصل اور اعتبار پر اس کو دسترس حاصل ہو۔ اور اصل و اعتبار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں بہت سزا دہی نظر آتا ہے جو ان کو نئے بیخطر کاروبار میں لگانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اس قسم کے کاروبار کے گروں کو سیکھنے کے لیے بہت کچھ صبر اور بیش خرچ تجربے کی ضرورت ہے۔ پرانے سکار گھر جس حد تک ہنڈی سکار نے کام کر سکتے ہیں اس پر ایک قدرتی حد عائد ہوتی ہے۔ یعنی یہ کہ صرف ایک جماعت (فرم) کاروبار اور وہ بھی اختیاری کاروبار کسی بڑی حد تک نہیں کر سکتی۔ اس لحاظ سے بنک بہ اعتبار اپنی حیثیت اور شہرت کے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے خاص طور پر موزوں ہیں۔

ہندوستان اور نوآبادیات کے بنک ہنڈی سکار نے اس جو حصہ لیتے ہیں وہ بھی نہایت اہم ہے۔ لندن ان مالک سے جن سے ان کا تعلق ہے جو تجارت کرتا ہے یہ بنک اس کے لئے زرفد کی سربراہی کرتے اور تجارتی ہنڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ ہندوستان کے بنک نہایت نیک نام ہیں، وہ جن ہنڈیوں کو سکار تے ہیں بازار میں ان کی اچھی قیمت آہتی ہے اور یہ انہی کے کاروبار کی عمدگی کا نتیجہ ہے کہ ان کی سکاری ہوئی ہنڈیوں کی قیمت بڑے کے بازار کے نرخ نامہ میں خاص اثر رکھتی ہے۔

سب سے آخر میں ان بنکوں کے علاوہ دوسرے عالمین بھی ہنڈی سکار نے کام کرتے ہیں۔ ان میں براعظم کے بڑے بڑے بنکوں کی شاخوں اور ایجنسیوں کو خاص اہمیت حاصل ہے جو لندن میں قائم ہیں۔ یہ ایجنسیاں ہنڈیوں کے خریداروں اور فروشنڈوں کی حیثیت سے زمانہ ماقبل جنگ میں بہت ہی اہم کام انجام دے رہی تھیں۔ جنگ کی وجہ سے جب سے جرمنی کے بنکوں کی ایجنسیاں لندن میں بند ہوئیں ممالک غیر کے بنکوں کی ایجنسیوں کے نام بہت کم ہنڈیاں لکھی جاتی ہیں لیکن اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ ممالک خارجہ کے حساب میں لندن میں جو قہمے سال کے جلتے تھے اور اس طرح جرمن بنک کے لندن کی ایجنسی کے نام جو ہنڈی لکھی جاتی تھی وہ طریقہ موقوف ہو گیا اور اس کے بجائے اب ترنٹے لندن کے بنک

یا سکا رگھر کے نام ہنڈیاں لکھ کر حاصل کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح بیرونی ممالک کے قرض گیروں کے لیے جو اعتبار ہویتا کیا جاتا ہے اس کی مقدار غالباً پہلے سے بہت زیادہ ہے۔

ممالک غیر کے کوٹھی کا کاروبار کرنے والے انگلستان کے اعتباری نظام کے فوائد کو فوراً تار کئے چنانچہ انھوں نے اپنے متعلقہ بنکوں کی تجارت کو فروغ و ترقی دینے اور خود نفع حاصل کرنے کی غرض سے اس نظام سے اپنے موافق کام لیا اور اس کی سہولتوں سے فائدہ اٹھایا۔ عام طور سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جرمنی کی تجارت کو بیشتر فروغ اس وجہ سے حاصل ہوا کہ جرمنی اپنے گاہکوں کی ضروریات اور مانگ کے لحاظ سے اشیاء تیار کرنے میں خاص طور پر پیش پیش رہا، لیکن اگر جرمنی کو اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے لندن سے باآسانی ارزوں قرضے نہ ملتے تو اس کی تجارت کو جو عام ترقی و وسعت حاصل ہوئی وہ ہرگز حاصل نہ ہو سکتی، لندن سے اس طرح بہ سہولت قرضے حاصل کر کے جرمنی کے تاجروں نے انگلستان کے مقابلے میں اپنے بدیسی گاہکوں کے ساتھ طرح طرح کی رعایتیں کیں یعنی ان کو اشیاء ادھار فروخت کرتے تھے اور طویل المدت قرضے دیا کرتے تھے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز صنایع اور تاجران کا مقابلہ نہ کر سکے اور جرمن ان کے مقابلے میں ہر جگہ بازی جیت گئے۔

جرمنی کے تاجر اپنے گاہکوں کے ساتھ جس طرح کی انتہائی رعایت کر کے اپنے کاروبار کو بڑھاتے تھے، ان کو جس طرح قرض پراشیا دیا کرتے تھے اور اس طرح جن بے اعتماد ایلوں کے مرتکب ہوئے ان کے اثرات دونوں کے لیے مضرت و تباہ کن ثابت ہوئے۔ اس کی ایک سبق آموز مثال جرمنی کے تاجروں کی وہ مشکلات ہیں جو ان کو جاپان سے تجارت کرنے میں پیش آئیں۔ رسالہ ایکانومسٹ (Economist) کے ایک نامہ نگار متعینہ ٹوکیو کا ایک مراسلہ موصوفہ مئی میں جو مئی ۱۹۰۶ء کو اس رسالہ میں شائع ہوا اس میں جاپان کی ہیما زمانے کی تجارتی کساد بازاری، کوٹھی کے کاروبار کی خراب حالت اور غیر جاپانی بیرونی تاجروں پر ان کے مضرت اثرات پر روشنی ڈالی گئی تھی، اور حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا تھا:۔

ممالک خارجہ کے تاجروں میں اس وقت تک سب سے زیادہ جہنمی کے

تاجر متاثر ہوئے ہیں اور اس کی وجہ بہت آسانی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے جاپان زیادہ تر نقد لین دین کے اصول پر ایشیا کی درآمد کرتا تھا چنانچہ اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جاپانی تاجر سامان کی فرمائش کرتے تھے اور اس سامان کی پوری نقد قیمت بنک میں جمع کر دیتے تھے اور جب ان کے پاس سب سامان پہنچ جاتا تو وہ پوری قیمت اسی وقت ادا کر کے سامان وصول کر لیتے تھے۔ مگر جرمنی کے تاجروں نے بتدریج اس طریقے کو رواج دیا کہ قرضے پر یا ادھار سودا فروخت کرنے لگے یعنی ملکی تاجروں کو سامان تو فراہم کر دیتے تھے مگر قیمت فوراً وصول نہیں کرتے تھے، جب تک جاپانی خریداروں کے مال گودام میں سامان نہ پہنچ جائے اس وقت تک ادائے قیمت کا مطالبہ نہیں کیا جاتا تھا۔ انھوں نے یہ رعایت جاپانی تاجروں کی اس معقول استدعا کی بنا پر ملحوظ رکھی تھی کہ جب مال ان کے قبضہ و تصرف میں آجائے گا اس وقت وہ اپنے ملک کے بنکوں سے قرضہ حاصل کر سکتے اور اپنے ذمے کی واجب الادا رقم ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن جرمنی نے اپنی طرف سے اس میں مزید رعایت کی اور ادائیگی کی مدت بتدریج بڑھا کر یہ اقساط قرضہ ادا کرنے کی سہولت پیدا کر دی۔ نتیجہ یہ کہ حالات اس نوبت پر آ گئے کہ جاپانی تاجر تین ماہ سے چھ ماہ تک کی مدت کا پرایسری نوٹ لکھ کر مال وصول کرنے لگے، اگرچہ انگریز تاجروں نے حتی الامکان اس قسم کے طرز عمل سے احتراز کی کوشش کی مگر مقابلے کی ضد نے ان کو بھی جرمنی کے قدم بقدم چلنے پر ایک حد تک مجبور کر دیا، بایں ہمہ انگریزوں نے یہ ضرور محسوس کیا کہ جاپان میں اس قسم کا کاروبار کبھی پنپ نہیں سکتا اور اس احساس کی بنا پر انھوں نے اپنے پیر اس قدر نہیں پھیلائے جس قدر کہ ان کے قریب جرمنی تاجروں نے پھیلائے تھے ملک کے حالات نے جب تک جرمنی کی مساعدت کی اس وقت تک ان کا اس قسم کا کاروبار اطمینان بخش طریقے پر اور عمدگی کے ساتھ چلتا رہا، چنانچہ جب روسی جنگ کے بعد عارضی طور پر تجارت کا بازار گرم ہوا اور ایشیا کی مانگ بڑھ گئی تو جرمنی ہی نے اس مانگ کو مستعدی کے ساتھ تنہا پورا کیا، اور خوب خوب منافع کمائے اور انگریز تاجران پر اس لیے

سبقت نہ لیا سکے کہ وہ پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے اور جرمنی کے مقابلہ میں ادھار کاروبار بہت کم کرتے تھے، مگر جوں ہی زر کی قلت شروع ہوئی اور تجارت سرد پڑی جرمنی کے تاجروں کے لیے مشکلات رونما ہونے لگے اور ان کو بڑا بھاری نقصان اٹھانا پڑا، بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ تجارتی سرگرمی اور اعتباری نظام کی توسیع کے اثناء میں دو سال کے اندر انھوں نے جتنا نفع کما لیا تھا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان گزشتہ چھ ماہ کی مدت میں ان کو برداشت کرنا پڑا۔ اس طرح یہ بات دوبارہ ثابت ہوتی ہے کہ بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کے ساتھ کاروبار کرنے سے اگرچہ عارضی طور پر کچھ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے مگر انجام کار سخت مصرت رساں نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

158

یہ سبق آموز رسالہ اس امر کا ثبوت ہے کہ جاپان کے علاوہ دوسرے ملکوں میں بھی حالات کا یہ ہی رنگ ہے، چنانچہ ایک مثال مراکش کی ہے جہاں اسی ادھار طریقے کے کاروبار کا حجم بہت وسیع پیمانے پر بویا گیا۔ اہل جرمن سے کوئی اس بات پر حیرتگاہ نہیں کر سکتا کہ انھوں نے اپنی تجارت کو توسیع دینے میں اعتبار کو بطور آلہ کیوں استعمال کیا گو ان کے اعتباری سہولتوں کو حد سے زیادہ وسیع کرنے کی وجہ سے جو نتائج رونما ہوئے وہ خود ان کے علاوہ دوسروں پر بھی پڑے۔ رہا یہ امر کہ اہل جرمنی نے لندن کے زر کے بازار کی سہولتوں سے ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ پورا پورا فائدہ اٹھا کر لندن سے قرضے حاصل کر کے ایسے مالک سے تجارت کی اور ان کو ادھار ایشیا فر دست کر کے اپنی تجارت کو فروغ دیا جو ادھار کاروبار کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے اور پھر وہاں انگریز تاجروں کو مسابقت کے میدان سے پسپا کرنے کی کوشش کی، تو اس بارے میں بھی اہل جرمنی پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن جب وہ بے اعتدالی کر کے افراط میں جا پڑے تو قرض دہندوں اور قرض گیروں دونوں کے لیے یہ کاروبار مصرت رساں ثابت ہوا۔

جرمنوں نے اس کاروبار کو جس حد تک انجام دیا، اغلب یہ ہے کہ ان میں بہت کچھ مبالغہ کیا گیا ہو، اس لیے کہ اس قسم کی مثالوں میں اعداد و شمار لازمی طور سے دستیاب نہیں ہوتے اور ہمارے سامنے جو مثال ہے اس میں کسی قسم کے اعداد و شمار

نہیں پیش کئے گئے ہیں جن سے بیان کی تصدیق ہوتی، تاہم یہ امر دیکھی سے خالی نہیں ہے کہ جب فریڈرکٹ اعظم کے زمانے میں پروشیا کشمکش کے نازک دور سے گزر رہا تھا تو اس وقت انگلستان ہی کی دستگیری اور اعانت سے جرمنی کی فوجی اور سیاسی عظمت کی بنیاد میں استحکم ہوئی تھیں اور اب پھر انگلستان ہی نے لندن کے بٹے کے بازار کی جملہ سہولتیں اذراں نرخ پر فراہم کر کے جرمنی کی تجارت کی مدد کی۔

159

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے جرمن دوست ضرور ہمارے ممنون احسان ہوں گے۔ رہا ہمارا یہ خیال کہ ہم نے ان کی مدد کر کے اپنے آپ کو نقصان عظیم پہنچایا ہے تو یہ غلطی پر مبنی ہے اور اس کو دل میں جگہ نہ دینی چاہئے۔ تمام نبی نوع انسان کا معاشی مفاد اسی میں مضمر ہے کہ صنعت و پیداوار کو ترقی ہو اور نبی نوع انسان کا معاشی مفاد ہی انگلستان جیسے عظیم الشان اور عالمگیر تجارتی ملک کا معاشی مفاد ہے۔ جس طرح جرمنی نے صنعت و پیداوار کو ترقی دینے کے خیال سے انگلستان کی اعانت حاصل کی اسی طرح معاشی حیثیت سے دنیا کا ہر تہذیب یافتہ ملک انگلستان کے قرضے کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ تقریباً سب تہذیب یافتہ ممالک بشمول نوآبادیات اول اول انگلستان سے قرضے حاصل کر کے یا انگلستان کا اصل اپنے ہاں لگا کر اپنے مادی ذرائع کو ترقی و وسعت دیتے ہیں اور جب ان کی صنعت و تجارت ترقی کر لیتی ہے تو انگلستان کی پیداوار اور مصنوعات پر کسی رعایت و مروت کے بغیر محصول لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس واقعے نے بعض سطحی مبصرین کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ گویا انگلستان دوسروں کو قرضے دے کر خود اپنی ہی تجارت کو مٹانے کی صورت پیدا کر رہا ہے۔ لیکن علمی حیثیت سے دیکھو تو ان کا یہ بیان خلاف واقعہ ہے، اس لئے کہ اول تو جو ممالک انگلستان سے قرضے لے کر اپنے ذرائع کو ترقی دیتے ہیں ان کا مقصد دراصل اپنی خارجی تجارت کو ترقی دینا اور انگلستان کے ہاتھ اپنے ایشیا فرحت

۱۵۷۔ دیکھو کارلائل کتاب موسوم بہ "فریڈرکٹ اعظم"

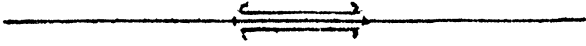
کرنا ہوتا ہے، مگر چونکہ ان ممالک میں ابھی اتنی قوت اور صلاحیت نہیں پیدا ہوئی ہے کہ وہ ایثار کر کے دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ادھار سودا فروخت کر سکیں، اس لیے ان کی پیدائش کے شعبوں کی ترقی کے معنی یہ ہیں کہ انگلستان کے ایشیا اور خدمات کی مانگ میں بھی روز افزوں اضافہ ہو، اور دوسرے یہ کہ انگلستان کو اپنے قرضے اور اصل پر کافی مقدار میں سود وصول ہوتا ہے اور آلہ مبادلہ کو چلانے میں بیش تر کاروباری منافع لجاتا ہے جس سے قومی آمدنی میں بھی خاصی توفیر ہو جاتی ہے۔

اگرچہ بظاہر ہم اصل بچت سے گریز کر رہے ہیں، لیکن دراصل یہ اخلاف اصل بچت سے اس قدر غیر متعلق نہیں ہے جس قدر کہ وہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ انگلستان کے اہل حرفہ میں اس امر کا نہایت قوی احساس پیدا ہو گیا ہے کہ لندن کے زر کے بازار میں غیر مالک کے قرض گیاروں کو جو سہولتیں حاصل ہیں وہ انگلستان کی تجارت کے منافی ہیں۔ اس اعتراض اور شکایت کو اس قدر سہولت کے ساتھ نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جس سہولت کے ساتھ بنکوں کے نظام کے حامی اس کو بعض اوقات رد کرتے ہیں۔ بظاہر اس کا جواب یہ ہے کہ انگلستان اپنے اعتباری کاروبار سے منفعت حاصل کرتا ہے اور اس کو اس میں اس قدر منافع وصول ہو جاتا ہے کہ دوسرے ایشیا و مصنوعات کی تجارت کے نقصان کی بھی تلافی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ یہ استدلال اعتراض کا محض جزوی جواب ہے اور یہ کہ اگر حقیقت میں ایشیا کی تجارت میں کوئی نقصان ہوتا تو انگلستان محض ایک ساہوکار اور صرف یا ہنڈی کا دلال بنا رہتا، اور تجارت و صنعت سے یک قلم ہاتھ اٹھا لیتا، بالفاظ دیگر انگریز قوم کی تمام تر توجہ بھی کھاتے کے حساب اور قرضوں کے کاروبار میں صرف ہوتی اور ایشیا کی تیاری کی طرف کوئی بھی توجہ نہ کرتا، اس میں شک نہیں کہ اس قسم کا رجحان لازمی طور پر خرابی پر دلالت نہیں کرتا مگر اس سے اہم معاشی و معاشرتی نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور اگر ایسا رجحان عملاً رونما ہو تو ہرگز اس سے غفلت نہ برتنی چاہئے۔ مالک غیر کے بنکوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ وہ لندن کے بازار سے قرضے

حاصل کرتے اور پھر انگلستان کے باہر صناعتوں کو قرضے دیتے ہیں، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی انگلستان کو بھی نہایت احترام کے ساتھ تقلید کرنی چاہئے، اور آئینہ اس قسم کی شکایت کا کوئی موقع باقی نہ رہنے دینا چاہئے جیسی کہ بعض اوقات سننے میں آتی ہے کہ لندن میں ممالک غیر کے باشندوں کو جس سہولت سے اور ازراں نرخ پر قرضہ مل جاتا ہے اس سے خود انگریز محروم ہیں، بالخصوص کمیٹی نے انگلستان کے کوٹھی کے کاروبار کی کل میں جس چیز کی کمی کو محسوس کیا اور جس کی پابجائی کی ضرورت پر زور دیا ہے اس کی جانب پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

161 ممالک غیر کے بنکوں کی ایجنسیاں ان اہم اداروں میں سے ہیں جن کے ہنڈی کو سکار نے پر ہنڈی جاری ہوتی اور اس قابل بنتی ہے کہ اس پر بڑے کٹے یا وہ نقد کے معادضے میں فروخت ہو۔ مگر ان کے بیان سے بین الاقوامی تجارت کے پیچیدہ سوالات کی بحث لامحالہ چھڑ گئی۔ ان ایجنسیوں کا وجود اس حیثیت سے کہ وہ بازار کی دوسری جانب انگلستان کی ہنڈیوں کی خریداری کرتی ہیں جسے کی شرحوں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور یہ دونوں کاروباران ایجنسیوں کو لندن کے طلباء دسترس حاصل کرنے کا موقع دیتے ہیں، خواہ وہ خود انگلستان میں اپنی ہنڈیوں کو فروخت کر کے یہاں امانتیں قائم کریں یا انگریزی ہنڈیوں کی خرید و فروخت کے سلسلے میں جو امانت واجب الوصول ہو اس کو بعد میں چل کر وصول کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایجنسیاں صرف طلباء دسترس حاصل کرنے کی غرض ہی سے انگریزی ہنڈیاں رکھتی ہیں۔ براعظم کے بعض ادارے لندن کے نام کی ہنڈیاں خرید کر ان کا ایک پلندہ اپنے قلمدانوں میں ہمیشہ محفوظ رکھ چھوڑتے ہیں اور جیسے جیسے ان ہنڈیوں کی مدت ختم ہوتی جاتی ہے وہ ان کی پابجائی ہمیشہ دوسری ہنڈیوں سے کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ جنگ عظیم کے بعد سے بہت عام اور وسیع ہو گیا ہے۔ غرض ان ہنڈیوں کو یہ ایجنسیاں یا تو اپنے جاری کردہ نوٹوں کی قانونی بنیاد کے طور پر رکھتی ہیں یا

محض اس خیال سے کہ وہ عند الضرورت لندن سے طلا حاصل کر سکیں اور یہ
 بظاہر ایک ایسا واقعہ ہے جسے بینک آف انگلینڈ کے ڈائریکٹروں کو ہمیشہ
 ذہن نشین اور ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اس لیے کہ انگلستان کا ذخیرہ طلا اسی بینک
 کی حفاظت و تحویل میں رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ممالک خارجہ کا روباہاری
 کوٹھیوں کی ہینڈیوں کے لین دین کا جو کاروبار کرتے ہیں اس کا مبادلات خارجہ
 پر بہت اہم اثر پڑتا ہے۔ اور اس لحاظ سے ہم کو اب اس وقت طلب مجبث
 کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے۔



دسوال باب

مبادلات خارجہ

I62

(۱) مختلف مرکوزوں میں زر کی اضافی قدر کے تغیرات کے باعث مبادلے کی شرحوں میں تغیرات ہوتے ہیں۔ (۲) زر کی اضافی قدر کے تغیرات کا باعث توازن تجارت (اپنے وسیع ترین معنوں میں) اور روجہ شرح سود ہے (۳) لندن اور سڈنی کا مبادلہ۔ (۴) لندن اور پیرس کا مبادلہ (۵) مبادلات خارجہ کی کل کے ذریعے سے بین الاقوامی قرضداری کی ادائیگی جاتی ہے (۶) یہ قرضدار کا کس طرح روٹنا ہوتی ہے۔ (۷) فاضل مطالبات کی ادائیگی ترسیل زر سے اور کوٹھی کی ہنڈیوں کی مدد سے کی جاتی ہے۔ (۸) تمکات کی خرید و فروخت کا اثر مبادلات پر۔ (۹) قرضے۔ (۱۰) ڈبلی کا اپنے قرضوں کو واپس خرید لینا۔ (۱۱) شرح بٹہ اور مبادلات۔ (۱۲) شرح بٹہ کو منظم کرنے کی ضرورت۔

مبادلات خارجہ کا بیان خاصہ سہل ہے اور آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے بشرطیکہ ہم ان پیچیدہ اصطلاحات کو جس طرح سے کہ باہر ان فن عام طور پر بطیب خاطر مضمون کی تشریح میں استعمال کرتے ہیں حتی الامکان استعمال نہ کریں۔ جب ایک مقام کے زر کا دوسرے مقام کے زر سے مبادلہ کیا جائے تو اسی طریق کو مبادلہ خارجہ کہتے ہیں، ہم نے اس کی ایک سادہ مثال باب اول میں پیش کی تھی اور اس میں

بتایا تھا کہ پوسٹل آرڈر ڈاک خانہ حکم نامہ کے ذریعے سے یہ مقصد پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس مثال میں مبادلہ ڈاک خانہ کی کل کی موجودگی کے سبب سے بہت آسانی سے طے پاتا ہے اور ڈاک خانہ ایک مقررہ شرح وصول کر کے مبادلے کا کاروبار انجام دینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

یوں تو تجارت بین الاقوام کی وجہ سے کثیر المقدار قوم مختلف ممالک کو واجب الادا ہوتی ہیں لیکن ان قوم کے مبادلات میں ہنڈی بہت ہی اہم کام انجام دیتی ہے۔ لیکن ضروری اور اہم نکتہ سمجھنے کے قابل یہ ہے کہ سب ادلہ کی شرحوں میں جو تغیرات ہوتے رہتے ہیں ان کا سبب مختلف تجارتی مرکزوں کے سکوں کی اضافی قدر کے تغیرات ہیں۔ اگر لندن والوں کے ذمے پیرس کے کثیر مطالبات واجب الادا ہوں یا اہل لندن کثیر مقدار میں پیرس قوم بھیجنا چاہتے ہوں تو انہیں فرانک حاصل کرنے کے لیے پونڈ کی زیادہ مقدار پیش کرنی پڑے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو الہ فرانک پونڈ کی قیمت گھٹ جائے گی اور پیرس کا مبادلہ "لندن کے مخالف" ہو جائے گا۔ اس تغیر یا لندن میں پیرس کو بھیجنے کے لیے زر کی طلب میں

163

اضافے کے سبب سے بدیہی اسباب یہ ہوں گے۔ (۱) توازن تجارت اپنے وسیع ترین معنوں میں یعنی انگلستان اور فرانس کے درمیان ایشیا اور تمام قسم کے خدمات کا مبادلہ اور (۲) لندن اور پیرس میں راج الوقت شرح سود۔ اگر پیرس لندن کو نسبتاً زیادہ ایشیا اور خدمات فروخت کرے تو لندن کے زیادہ اشخاص کو پیرس میں زر ادا کرنے کی ضرورت ہوگی اور اگر پیرس میں شرح سود ۳ فی صدی ہو اور لندن میں ۲ فی صدی تو اصلہ اور منافع کمانے کی خاطر لندن سے پیرس میں زر منتقل کرنے لگیں گے اور اس طرح لندن سے پیرس کو جو رقم واجب الادا ہے اس میں اور بھی زیادتی ہو جائے گی۔

چونکہ مبادلے کے کاروبار میں ہنڈیوں کا بہت ہی اہم حصہ ہوتا ہے، اس لیے یہاں ہنڈی کا منہوم دوبارہ ذہن نشین کر لینا زیادہ مناسب ہوگا۔

ہنڈی الف کا حکم ہے تب کے نام جس میں الف ہدایت کرتا ہے کہ تب مندرجہ
 رتسم الف کو یا کسی تیسرے شخص کو ادا کوئے۔ یہ بھی معلوم کر لینا ہے محل نہ ہو گا کہ تم
 اپنے بینک کے نام جو چاہے لکھتے ہو اور اس میں اس کو ہدایت کرتے ہو کہ پرنڈ
 میرے تصاب کے حوالہ کر دو تو یہ چاہے بھی دراصل ایک ہنڈی ہے، مگر ہنڈی سے
 اس کے عام اور وسیع معنوں میں ایک ایسا حکم مراد ہے جو ایک شخص فاصلے پر
 رہنے والے دوسرے شخص کو میعاد ادائی مقرر کر کے لکھے مثلاً فیو ساوتھ ویلس کا ایک
 دووہ والا لندن کے ایک تاجر کے ہاتھ لکھن فروخت کرتا ہے اور خریدار کے نام
 ایک ہنڈی میعاد یوم لکھتا ہے جب ہنڈی سکاری جاتی ہے یعنی
 جب تاجر ہنڈی پر اپنے دستخط کر کے یہ اقرار کر لیتا ہے کہ مندرجہ رقم میرے ذمے
 واجب الادا ہے تو وہ ہنڈی ایک قابل بیع و شری تمسک کی شکل اختیار کر لیتی
 ہے اور اس پر بٹکٹ سکتا اور نقد رقم مل سکتی ہے۔

164

دووہ والا اس ہنڈی کے ذریعے سے اپنے لندن کے کسی قرض خواہ کا مطالبہ
 بھی پورا کر سکتا ہے مثلاً اگر اتنی ہی رقم اس کی جانب سے چرم فروش کو واجب الادا
 ہو تو دووہ والا اس ہنڈی کو چرم فروش کے حوالہ کر سکتا ہے تاکہ وہ تاجر سے اپنی
 رقم وصول کر لے اور اس طرح ایک ہنڈی سے دو قرضے ادا ہو جاتے ہیں یعنی
 ایک تو چرم فروش کو دووہ والے کا قرضہ مل جاتا ہے اور دوم دووہ والے کا تاجر
 پر مطالبہ ادا ہو جاتا ہے یا اگر دووہ والے کی طرف سے کرہ ارض کے
 کسی باشندے کو کوئی رقم واجب الادا ہو تو لندن کے نام کی ہنڈی ہمیشہ
 قابل قبول ہوگی۔ اگر دووہ والے نے امریکہ سے گھاس کاٹنے کی مشین خرید لی ہو تو
 وہ اسی تاجر لندن کے نام ہنڈی کے ذریعے سے اسی عمدگی کے ساتھ مشین کی
 قیمت ادا کر سکتا ہے کیونکہ امریکہ میں ایسے اکثر لوگ ہوں گے جنہیں لندن میں
 رقم بھجوانے کی ضرورت ہوگی، چنانچہ وہ مشین کے کارخانے والے کو کچھ ڈالر
 دے کر اس کی لندن کے تاجر کے نام تحریر کردہ ہنڈی خرید لیں گے اور اپنے
 ذمے کی رقم لندن روانہ کرنے کی بجائے لندن کو اپنے قرض خواہ کے پاس یہی
 ہنڈی واپس کر دیں گے تاکہ وہ شخص تاجر لندن سے رقم وصول کر لے۔ یہی وہ

پیچیدگیاں ہیں جن کی وجہ سے مبادلات خارجہ کو سمجھنے میں دقت واقع ہوتی ہے۔ لندن اور سڈنی کے مابین مبادلہ رقوم ہو تو دونوں مقامات میں مختلف سکوں کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا اس لیے کہ لندن اور سڈنی میں ایک ہی زر قانونی اور معیار ادائیگی مطالبات رائج ہے اور وہ پونڈ ہے۔ مگر جب لندن کے نام کا ڈرافٹ (پروائے ادائیگی) امریکا میں فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں پونڈ اور ڈالر دو چیزیں لگانے کے ہوتے ہیں اور ان دونوں کی اضافی قدر معرض حساب میں آجاتی ہے اور ناقص مبصر کو اس واقعے کی بنا پر پرانگی ہوئی ہے کہ ان دونوں سکوں کی اضافی قیمتوں میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مبادلے کی شرحوں کی جدول میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ مبادلے کا نرخ کسی ملک کے موافق یا ناموافق ہے تو یہ اس کو ایک مہمہ سا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ سکوں کی قدر ذاتی جس کی یہ شرحیں ناپائیدگی کرتی ہیں غیر تبدیل رہتی ہے۔

185

اگر ہم مختلف سکوں کے مبادلے کے سوال کی بحث کو بالفعل ترک کر کے لندن اور سڈنی کے درمیان ایک ہی قسم کے سکوں کے مبادلے کے مسئلے سے اپنا تعلق رکھیں، تو معاملات کی نوعیت آسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ ان دونوں شہروں میں ایک ہی قسم اور وزن کا سکہ رائج ہے اور یہ سکہ دونوں جگہ زر قانونی ہے، چنانچہ جب لندن سے کوئی شخص سڈنی کو ۲۰ پونڈ بھیجنا چاہتا ہو تو اس کو لندن میں کسی نوآبادیاتی بینک کو جو مرسل کے ہاتھ ڈرافٹ فروخت کرے گا ٹھیک ۲۰ پونڈ ہی ادا کرنے پڑیں گے اور اس کے علاوہ کچھ زائد رقم بھی ادا کرنی پڑے گی جو ریسل زر کا شرح اور بینک کا مختار ہوگا۔

مگر عملاً ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ چونکہ اسٹریلیا، انگلستان کا مقروض رہتا ہے اور قرضے کے سود وغیرہ کی شکل میں انگلستان کو ہمیشہ رقم بھیجتا رہتا ہے اس لیے اسٹریلیا کا مبادلہ بالعموم انگلستان کے موافق رہتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سڈنی سے لندن کو زیادہ نقد بھیجنا پڑتا ہے، اور لندن سے سڈنی کو اس سے کم بھیجنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ زر کا بہاؤ بالعموم سڈنی سے لندن کی جانب ہوتا ہے۔

166

پس اگر تم لندن میں کسی آسٹریلوی بینک کی شاخ میں جا کر ولسٹن سٹریٹ بینک کے نام کا چیک اس کو دے کر سڈنی کے نام کا ڈرافٹ خریدو تو گویا تم سڈنی کے زر کے مبادلے میں آسٹریلوی بینک کی شاخ کو لندن ہی میں زرا داکر رہے ہو اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مبادلہ بالعموم لندن کے موافق ہونے کے باعث لندن کا زر سڈنی کے زر کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ قیمتی ہوگا۔

نتیجہ یہ کہ آسٹریلوی بینک کا لندن کا دفتر بجائے اس کے کہ تم سے تمہارا ۲۰ پونڈ کا لندن والا چیک لے کر اس ۲۰ پونڈ کے معاوضے میں تمہیں ڈرافٹ لکھدے اور مختانہ وصول کرے اب اس ترسیل زر کی خدمت کو مفت انجام دے گا اور کوئی زائد رقم بطور مختانہ وصول نہ کرے گا۔

لیکن اگر اس کے برعکس کوئی شخص سڈنی میں لندن کے نام ڈرافٹ خریدے تو اس کو پورے ۲۰ پونڈ بغرض ترسیل ادا کرنے پڑیں گے اور اس قسم کے علاوہ کچھ بڑھوتری بھی دینی پڑے گی۔ اس لیے کہ مبادلہ لندن کے موافق ہے یعنی یہ کہ لندن کا پونڈ سڈنی کے پونڈ کے مقابلے میں بالعموم ایک پونڈ سے زائد قیمت رکھتا ہے۔

اس طرح یہ ایک ایسی مثال ہے جس میں دو ملک باہم مبادلہ کرتے ہیں اور دونوں میں ایک ہی سکہ رائج ہے اور ایک ہی سکے میں دونوں ملکوں کے ڈرافٹ بدل پذیر ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں مبادلہ کا قانون جس طرح بد عمل کرتا ہے اگر ہم اس کی نوعیت کو بخوبی سمجھ لیں تو مختلف سکوں والے مختلف ملکوں کے درمیان جس طرح مبادلہ ہوتا ہے اس کو سمجھنے میں کوئی پیچیدگی اور دقت محسوس نہ ہوگی۔

اس لیے کہ ہر جگہ عام قاعدہ وہی ایک ہے، مثلاً جب کبھی کسی وجہ سے ایک ملک الف کو دوسرے ملک ب میں زیادہ زر روانہ کرنا پڑے اور ب کو الف کے نام مقابلہ کم مقدار میں زر بھیجا پڑے تو ب کا زر الف کے زر کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ قیمتی ہوگا اور مبادلہ ب کے موافق ہوگا۔

ہم لندن اور سڈنی کی مثال دوبارہ پیش کرتے ہیں۔ فرض کرو کہ تم

کسی بنک کے پاس جانے اور اس کی معرفت سڈنی کو زور روانہ کرنے کی بجائے ایک باقاعدہ بازار میں جاتے ہو جہاں آسٹریلیا کے متعدد بینکوں کے گمشتے اور مبادلے کا کاروبار کرنے والوں کے نمائندے جمع ہوں اور وہاں ہینچر اپنے ویسٹ منسٹر کے نام کا چیک ان کے سامنے پیش کر کے ان سے سوال کرتے ہو کہ مندرجہ چیک رقم کے معاوضے میں سڈنی میں کتنی رقم دیں گے؟ اگر سڈنی سے لندن روانہ کرنے کے لیے زر کی مانگ زیادہ ہو تو وہ سب تمہارے چیک کو حاصل کرنے کے مشتاق ہوں گے کیونکہ چیک کو خرید لینے اور اس کے مبادلے میں اپنے سڈنی کے فاضلات کی بنیاد پر ڈرافٹ لکھ دینے کی وجہ سے ان کی لندن کی امانت سڈنی کے فاضلات میں کچھ کمی کر کے بڑھ جائے گی۔ اور وہ آسٹریلیا سے سکے یا فلز ارسال کرنے کے خطرہ اور مصارف سے بچ جائیں گے۔

چنانچہ چیک کو حاصل کرنے کے لیے ان سب میں باہم مقابلہ شروع ہو گا اور بالآخر وہ تم کو سڈنی میں ۲۰ پونڈ سے کچھ زائد رقم دینے پر تیار ہو جائیں گے لیکن اس زائد رقم کے ملنے کا مدار طلا اور فلز کی ترسیل کے مصارف پر ہو گا۔ اگر ہم سہولت کی غرض سے فرض کر لیں کہ مصارف ترسیل چھ پنس فی پونڈ ہوتے ہیں تو اس میں ان کا فائدہ ہے کہ اگر طلب کافی زیادہ ہے تو وہ تمہارے ۲۰ پونڈ کے چیک کے معاوضے میں تمہیں ۲۰ پونڈ ۱۰ شلنگ ادا کریں لیکن اس سے زائد رقم ادا کرنے میں ان کو نقصان ہو گا مثلاً اگر تم ان سے ۲۰ پونڈ ۱۰ شلنگ ۱۰ پنس کا مطالبہ کرو تو وہ اس پر راضی نہ ہوں گے، بلکہ اس کی بجائے سڈنی سے طلا روانہ کرنے کو زیادہ ترجیح دیں گے، اس طرح اس مثال میں ۲۰ پونڈ ۱۰ شلنگ یا ایک پونڈ ۶ پنس فی پونڈ اس چیز کو ظاہر کرتے ہیں جسے نقطہ طلا کہا جاتا ہے، اور اگر تمہارے لندن کے چیک سے فی الواقع اتنی رقم مل سکتی ہو تو لندن و سڈنی کا مبادلہ اس نقطہ طلا تک لندن کے موافق کہا جائے گا اور اس نقطے سے تجاوز کی صورت میں یہ توقع ہو سکتی ہے کہ سڈنی سے لندن کو ترسیل زر یا طلا شروع ہو جائے تو جب رقم کی مقدار زیادہ ہو اور فاصلہ بعید پر تو رقم روانہ کی جائیں تو وقت کا عنصر نہایت اہمیت حاصل کر لیتا ہے۔ اگر لندن اور سڈنی کے

درمیان مبادلہ مساوات پر ہو تو بھی آسٹریلیا کے بنک کا اس میں فائدہ ہوگا کہ وہ لندن کے ایک پونڈ کے معاوضے میں سڈنی میں ایک پونڈ سے زائد ادا کرے اس لئے کہ لندن میں اس کو پونڈ فوراً وصول ہو جائے گا۔ اور آسٹریلیا میں پانچ ہفتے کی مدت گزرنے کے بعد اس کا ڈرافٹ پہنچے گا، تب کہیں رقم ملے گی۔ اس طرح تمہارا زر اس کو پانچ ہفتے قبل یہیں لندن میں استعمال کے لئے مل جائے گا، اور خصوصاً ایسے زمانہ میں جب کہ شرح سود اعلیٰ ہو یہ امر نہایت اہمیت رکھتا ہے ہم نے امیر جو مثال دی کہ لندن اور سڈنی کے درمیان مبادلہ ہوتا ہے اور لندن کے موافق ہوتا ہے، اس میں ہم نے فرض کیا تھا کہ لندن کے ایک پونڈ یا اس کے ہمدرد اقتدار کے عوض سڈنی میں ایک پونڈ ۶ پنس مل سکتے ہیں۔ اگر اس کے برعکس قرض داری کا تو اذن سڈنی کے موافق ہو اور سڈنی کے نام کے رقبے خریدنے کی زیادہ مانگ ہو تو سڈنی کے پونڈ کے مقابلے میں لندن کے پونڈ کی قیمت میں کمی ہو جائے گی اور لندن کے ایک پونڈ سے سڈنی میں محض ۱۹ شلنگ ۶ پنس وصول ہوں گے۔ مگر یہ تخفیف صرف اسی مقام پر جا کر رکے گی جہاں کہ سڈنی کا قرضہ ادا کرنے والوں کا اس میں فائدہ ہو کہ وہ بطریق مبادلہ تادیہ کرنے کے بجائے نقد طلا بذریعہ پارسل سڈنی روانہ کریں یعنی اگر کسی شخص کو لندن کے پونڈ کے مبادلے میں سڈنی میں صرف ۱۹ شلنگ دئے جائیں تو وہ بظاہر مبادلہ کا کاروبار کرنے والوں کا تو وسط ترک کر کے سونے کو بذریعہ ہانڈ براہ راست اپنے قرض خواہ کے نام آسٹریلیا روانہ کر دے گا۔

اس بحث کو دوسرے طریقے پر سہولت تفہیم کی خاطر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ سڈنی سے لندن کو جو لوگ جتنا نقد بھیجنا چاہتے ہوں اس کی مقدار اگر لندن سے سڈنی کو روانہ کئے جانے والے زر کی مقدار سے زائد ہو تو اہل لندن فائدے میں رہیں گے اور اگر زراں نرخ پر ہنڈیاں خرید سکیں گے، لیکن یہ کہ لندن کے پونڈ یا ہمدرد چک کے مبادلے میں سڈنی میں جو رقم مل سکتی ہے وہ ٹھیک ایک پونڈ اور کچھ زائد رقم ہے جو محض ایک مرکز سے دوسرے مرکز کو زائد روانہ کرنے کے

مصارف ہوں گے، متجاوز نہ ہوگی۔ جب اس مقام پر مباد لے بیچ جاتا ہے تو اس کو مقام طلا یا نقطہ طلا کہتے ہیں۔ جس چیز کو دو ملکوں کے مابین نکالی مساوات کہا جاتا ہے وہ اس صورت میں پونڈ ہوگا۔ اور اگر تربیل اور پیسے وغیرہ کے اخراجات ۶ پنس فی پونڈ ہوں، جیسا کہ ہم نے سہولت بھیم کی غرض سے فرض کیا تھا، تو مبادلے کی شرح کا بیرونی تغیر اشلنگ ہوگا۔ اس لیے کہ اگر لندن کے ایک پونڈ کو خریدنے کے لیے سڈنی کو ۲۰ شلنگ ۶ پنس سے زائد قیمت ادا کرنی پڑے تو سڈنی بجائے اس کے کہ ڈرافٹ خریدے براہ راست لندن طلا روانہ کر دے گا اور اسی طرح اگر لندن کے ایک پونڈ کی قیمت سڈنی میں ۱۹ شلنگ ۶ پنس ملے تو سڈنی لندن سے طلا کی درآمد کرے گا۔

اب اس تشریح کے بعد دو مختلف سکول والے ملکوں کے درمیان قرضداری کے تصفیے کے طریقے پر غور کرنا مناسب ہوگا۔

فرانس میں فرانک رائج ہے، چنانچہ جب ایک فرانسیسی فرانس سے لندن زر بھیجنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے فرانک پونڈ سے بدلنے پڑتے ہیں اور اس کے برعکس ایک انگریز کو جو انگلستان سے فرانس زر بھیجنا چاہتا ہے اپنے پونڈ کے مبادلے میں فرانک حاصل کرنے پڑتے ہیں۔

”جون ۱۹۲۸ء میں نئے فرانک کی قدریم پان کیرے کے دور حکومت میں ۶۵ ¼ ٹی گرام میکوک طلا کے وزن کے حساب سے جس میں ۹۰۰ حصے خالص سونا ہوتا تھا مقرر کی گئی۔ جس کی بنیاد پر فرانک اسٹرنگ کے ساتھ بشرح ۱۲۴/۲۱ مساوات پر رہتا ہے“

170

ایک مرکز سے دوسرے مرکز کو طلا بھیجنے کے مصارف، مروجہ شرح سود (اس لیے کہ اتنا راہ میں زر کو کوئی سود نہیں ملتا) اخراجات نقل و حمل کے تورات اور پارسل کے مصارف وغیرہ کے مطابق وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں، لیکن اس وقت

لے دیکھو رسالہ اکٹا سٹ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۵-۱۳

لے یعنی نومبر ۱۹۲۹ء کو۔

اگر لندن سے پیرس طلا روانہ کیا جائے تو پونڈ انناے راہ میں تقریباً ۱۲۳ فرانک ۵ ہسٹل کی قیمت کے ہو جائیں گے۔ نتیجہ یہ کہ اگر پیرس کے نام کی ہنڈی اس سے زیادہ شرح پر خریدی جاسکے تو ایسا کرنے میں بہ نسبت سونا بھیجنے کے زیادہ فائدہ ہوگا۔ تمہارے ایسا کرنے یا نہ کرنے کا مدار ایک تو لندن کے مقابلے میں پیرس کے زر کی قدر پر ہوگا اور دوسرے لندن اور پیرس کے مابین قرض داری پر ہوگا۔

اگر لندن کے مقابلے میں پیرس میں شرح سود اعلیٰ ہے تو زیادہ منافع حاصل کرنے کی غرض سے لندن سے پیرس کو زر کی برآمد ہوگی اور اگر پیرس نے انگلستان کو زیادہ قیمت کے اشیاء تمکات اور خدمات فروخت کئے ہوں اور انگلستان نے نسبتاً کم قیمت کے اشیاء خدمات و تمکات فرانس کو فروخت کئے ہوں تو پیرس کے رقمی مطالبات لندن پر نسبتاً زیادہ ہوں گے اور لندن کے مطالبات پیرس پر مبالغہ کم ہوں گے نتیجہ یہ کہ لندن میں پیرس کے نام کی ہنڈیوں کو خریدنے کے لیے زیادہ مانگ ہوگی اور پیرس میں لندن کے نام کی ہنڈیوں کو خریدنے کی مانگ کم ہوگی اس لیے کہ لندن کے ذمے نسبتاً زیادہ رقوم واجب الادا ہیں۔ اس طرح نتیجہ یہ ہوگا کہ پیرس کے نام کی ہنڈی فروخت کرنے والا شخص فائدے میں رہے گا اور منافع کے ساتھ ہنڈی فروخت کرے گا یعنی مبادلہ اس کے موافق ہوگا یا بالفاظ دیگر پونڈ کے مقابلے میں اس کے فرانک نسبتاً زیادہ قیمتی ہوں گے اور پونڈ کی قیمت بجا فرانک کم ہوگی اور اگر توازن قرض داری خاصہ وزنی ہو اور ان لوگوں میں جو پیرس کے نام کے ڈرافٹ خریدنا چاہتے ہوں یعنی پونڈ کا مبادلہ فرانک سے کرنا چاہتے ہوں مقابلہ خاصہ شدید ہو تو پونڈ کی قدر بجا فرانک ۱۲۳ فرانک سے بھی کم ہو جائے گی اور اس طرح وہ لوگ جنھیں مطالبات کی ادائیگی کرنی ہے ڈرافٹ خریدنے کی بجائے سونا بذر لیجھنا زیادہ کرنے کے مسئلے پر غور کرنے لگیں گے۔ اس لیے کہ پیرس کا مبادلہ گھٹ کر مقام طلا کی جانب رجوع ہو گیا ہے اس کے برعکس اگر توازن تجارت لندن کے موافق ہو اور لندن پیرس کو اس سے زیادہ قیمت کے تمکات فروخت کر رہا ہو جتنی قیمت کے پیرس نے لندن کے ہاتھ فروخت کئے تو پیرس کے نام کی ہنڈیاں نسبتاً زیادہ کثیر ہوں گی

اور لندن کے نام کی ہٹدیاں متبادلہ کم مقدار میں ہوں گی فرانس میں اشیاء کی درآمد کرنے والے اپنے ذمے کے مطالبات ادا کرنے کے لیے لندن کے نام کے ڈرافٹ خریدنے کے لیے باہم سخت مقابلہ کریں گے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ان کو بغرض ادائیگی قرض پونڈ حاصل کرنے کے لیے اب زیادہ مقدار میں فرانک دینے پڑیں گے اور اس طرح فرانکوں کی اضافی قیمت میں تخفیف ہو جائے گی اور ان کے مقابلے کی وجہ سے مبادلے کی شرح دوسرے مقام طلبا کی جانب چڑھ جائے گی اور اس کے لحاظ سے بذریعہ ہٹدیاں طلبا کی ترسیل عمل میں آنے لگے گی، لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ دو ملکوں کے زر کی اضافی قدر ایک مستقل اثر ہے جو مبادلے کے ان تغیرات کو جو اشیاء اور خدمات کی قرض داری کے اثر کے باعث ہوتے ہیں گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اگر لندن نے پیرس کو زیادہ مقدار میں سامان فروخت کیا مگر پیرس میں زر کا نرخ بہت گراں ہے تو ایسی صورت میں پہلا موافق اثر دوسرے مخالف اثر سے زائل ہو جاتا ہے یعنی ایشیا کی بکری کے سلسلے میں پیرس سے لندن کو زر کی آمد کا جو حمان تھا اس میں پیرس کے اعلیٰ شرح سود کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور لندن اپنا زر پیرس ہی میں رکھے گا۔ اور جس وقت تک وہ ایسا کرتا رہے گا اس کی فروخت کا کوئی اثر مبادلے پر نہ پڑے گا۔

172

اب یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ فرانس کا مبادلہ لندن کے مخالف اس وقت ہوتا ہے جب کہ شرح ادنیٰ ہوتی ہے، اور لندن کے موافق اس وقت ہوتا ہے جبکہ شرح اعلیٰ ہوتی ہے، اور یہ بالکل قدرتی اور ناگزیر امر ہے۔ خاص کر جب یہ ملحوظ رہے کہ مبادلے کا نرخ محض فرانک کی قدر کو بحوالہ پونڈ ظاہر کرتا ہے جب یہ قدر کم ہوتی ہے تو پونڈ کا حامل بحوالہ فرانک کم قدر حاصل کرتا ہے اور اس طرح مبادلہ تصفیعی معنوں میں اس کے مخالف ہوتا ہے۔ جب کسی کو پونڈ کے مبادلے میں فرانک حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو جتنے زیادہ فرانک اس پونڈ کے معاوضے میں ملیں اتنا ہی پونڈ کے حامل کا فائدہ ہے جب مبادلے کی شرحیں بحوالہ انگلیزی زر ظاہر کی جاتی ہیں تو حالت عکس ہوتی ہے۔ مثلاً جمہوریہ ارجنٹائن کے ڈالر کا نرخ بحوالہ پینس ظاہر کیا جاتا ہے

چنانچہ اگر اس ڈالر کی قیمت $\frac{1}{4}$ ۴۸ پیس سے بڑھ کر $\frac{3}{4}$ ۳۸ پیس ہو جائے تو شرح کا یہ اضافہ انگلستان کے مخالف ہو گا کیونکہ اب اس شرح سے ڈالروں کے معاوضے میں زیادہ پیس ادا کرنے پڑیں گے اور جو شخص پونڈ دے کر ڈالر لینا چاہے اس کو مقابلہ کم ڈالر ملیں گے۔ یہ ان چھوٹی چھوٹی پیچیدگیوں میں سے ایک پیچیدگی ہے جو ناواقف دنیا تجربہ کار اسخاص کے لیے مبادلات کے مسئلے کو سمجھنے میں مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ لیکن اس کا حل اس امر کا لحاظ کرنے سے ہو سکتا ہے کہ مبادلہ کی شرحوں سے جس آخری واقعے کا اظہار ہوتا ہے وہ پونڈ اور بیرونی سکون کی اضافی قدر ہے۔ جس وقت پونڈ دینے سے مالک غیر کے سکے زیادہ مقدار میں خریدے جا سکیں تو اس حالت کو انگلستان کے موافق کہا جاتا ہے اور جب معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی پونڈ کے مبادلے میں کم بیرونی سکے خریدے جا سکیں تو یہ حالت انگلستان کے مخالف سمجھی جاتی ہے۔

اس طرح ادرپر کی بحث سے واضح ہو جاتا ہے کہ مبادلات خارجہ ایک کل ہے جس کے ذریعے سے دو یا زیادہ ملکوں کے مابین بین الاقوامی قرض داری کا تصفیہ ہوتا ہے اور یہ کہ مبادلے کی شرحیں مختلف مالک کے سکوں کی قیمتیں ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں۔ جب دو ملکوں کے مابین مطالبات کا توازن قائم نہیں رہتا تو اس فرق کو چیکانے کی غرض سے ہذریہ جہاں زطلاروانہ کرنا پڑتا ہے یا بصورت دیگر تالغی کا طریق اختیار کیا جاتا ہے یعنی دیگر مراکز کے نام کی ہینڈیوں کا بیوپار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر لندن کے ذمے پیرس کا مطالبہ بمقابلہ رقم واجب الوصول کے زائد ہو تو لندن پیرس کے مطالبات کی ادائیگی کا بندوبست یہ کر سکتا ہے کہ برلن یا کسی دوسرے مرکز پر لندن کا جو زائد مطالبہ نکلتا ہے اس کو پیرس کے حق میں منتقل کر دے۔ اس طرح قوموں کے درمیان مطالبات کی ادائیگی اور مبادلات کا عمل لندن کے بنکوں کے حساب گھر کے کاروبار کے نظام کے مشابہ ہے۔ حساب گھر میں بنکوں کے آپس میں ایک دوسرے پر جو مطالبات ہوتے ہیں ان کی نقد ادائیگی یا وصول یا بی کی نوبت ہر وقت نہیں آتی بلکہ ان کے حسابات ایک دوسرے کے مقابلے میں وقتاً فوقتاً درج ہوتے رہتے اور حساب کتاب کے

ذریعے سے آپس کی قمیص خود بخود زائل ہوتی جاتی ہیں اور اگر کسی بنک مثلاً ڈبلیو ڈبلیو کا مطالبہ دوسرے بنک ویسٹ منسٹر پر معمول سے زیادہ نکلے تو ویسٹ منسٹر اتنی رقم کا چیک بنک آف انگلینڈ کے نام لکھ کر ڈبلیو ڈبلیو کے حوالے کر دے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بنک آف انگلینڈ ویسٹ منسٹر کی نقد امانت میں سے اتنی ہی رقم منہا کر کے ڈبلیو کے حق میں جمع کر دے گا۔ لیکن بین الاقوامی قرض داری کا جہاں تک تعلق ہے، وہاں تک زائد قمیص طلا کی شکل میں بذریعہ ہباز روانہ کی جاتی ہیں۔ کم از کم نظری اعتبار سے صورت معاملات ایسی ہی ہوتی ہے اگرچہ عملاً بعض صورتوں میں یہ ہوتا تھا کہ براعظم کے اکثر کاروباری مرکز طلا کی برآمد مختلف طریقوں سے بندشیں قائم کرتے تھے جس کی وجہ سے آئندہ مبادلہ کا عمل نظریے کے مطابق نہ ہوتا تھا یا کم از کم ملتوی رہتا تھا۔ معیار طلا چونکہ بہت حل میں بحال کیا گیا ہے اس لئے ہم سر دست یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مستقبل میں طلا کو متوازن کرنے کا نظام کس طرح عمل کرے گا۔ بحالت موجودہ قویہ نظام قدیم زمانے کے مقابلے میں بہت آزادی کے ساتھ عمل کر رہا ہے۔

اوپر ہم نے جس عام اصول کی تشریح کی اور ضرورت کے لحاظ سے مثالیں بھی دیں وہی تمام ملکوں کے درمیان مبادلے کی شرحوں کے تغیرات کی آہستہ بنیاد ہے۔ خواہ ان میں ایسے ملک شامل ہوں جن کے تر مختلف دھاتوں پر مبنی ہیں یا جن میں محض ایسا کاغذی زر رائج ہے جس کے چلانے کے لیے سوائے عجمی پانے خانے کے اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ کہتے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ایسے مالک میں جہاں زر چاندی کے سکوں یا غیر بدل پذیر زر کاغذی پر مبنی ہو کوئی ”نقطہ طلا“ نہیں ہوتا۔ گو اس صورت میں بھی چاندی کی قیمت کے تغیرات یا نئے زر کاغذی کے اجراء کی وجہ سے مبادلے کے تغیرات میں پیچیدگی پیدا ہوتی ہے لیکن پھر بھی ایسے مالک اور دیگر مالک کے مابین اضافی قرض داری کا توازن بہت ہی اہم عنصر ہوتا ہے جو دوسرے وقت و پیچیدگی پیدا کرنے والے اثرات کے غائب ہونے کی صورت میں ہر وقت پوری طرح سے اپنا اثر ڈال سکتا ہے۔ اس طرح چونکہ مبادلے کی شرحیں زیادہ تر مختلف مالک کی باہمی قرضوں کا

پڑھنی ہوتی ہیں گو مختلف مرکزوں میں مروجہ شرح سود کا اثر بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ باہمی قرض داری کس طرح رونما ہوتی ہے۔ اس کا سب سے بدیہی سبب قدرتی پیداوار اور مصنوعات کا باہمی مبادلہ یعنی توازن تجارت ہے۔ چنانچہ انگلستان کے تجارتی محکمہ کی طرف سے اشیائے خام و مصنوعات کی درآمد و برآمد کے متعلق جو ماہانہ کیفیت شائع کی جاتی ہے اس میں ہم بھی دیکھتے ہیں۔ لیکن ان اندراجات میں ہمیشہ یہ بات دہی جاتی ہے کہ انگلستان کے برآمد کردہ اشیاء کی قیمت، اشیائے درآمد کی قیمت کی نسبت کم ہوتی ہے اور چونکہ انگلستان پوشیدہ طور پر جن اشیاء و خدمات کی برآمد کرتا ہے ان کے متعلق کوئی کیفیت شائع نہیں کی جاتی اس لیے سطحی طور پر نظر ڈالنے والے صرف مطبوعہ اطلاعات کو پڑھ کر عجیب و غریب نتیجے اپنے ذہن میں قائم کر لیتے ہیں اور ایسی ناموافق حالت کو انگلستان اور اس کی تجارت کے لیے بے انتہا مخدوش خیال کرتے ہیں چنانچہ نوآبادیات کا ایک مشہور وزیر بھی اس غلط فہمی سے نزع رکھا، وزیر موصوف نے ایک مرتبہ انگلستان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ”انگلستان کی درآمد کی قیمت برآمد کی قیمت سے ہمیشہ اس قدر زائد رہتی ہے کہ اس کو سالانہ لکھ بھائیوں یعنی ایک بیش قرار رقم اپنی زائد درآمد کی قیمت ادا کرنے کے لیے غیروں کی نذر کرنی پڑتی ہے“

175

حقیقت یہ ہے کہ ”ناموافق“ توازن تجارت ایک منطقی آئینہ اصطلاح ہے جو دو ملکوں کے درمیان خالص تجارتی تعلقات کی حالت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ ناموافق توازن تجارت یا تو صرف ایسے ممالک میں ظاہر ہوتا ہے جو معاشی حیثیت سے بہت ترقی یافتہ اور دوسرے ملکوں کو اعتبار اور خدمات کی بھر سانی کرتے ہیں اور انھی خدمات و اعتبار کے معاوضے میں دوسرے ملک انھیں اپنے اشیاء بھیجتے ہیں۔ یا ایسے ممالک میں رونما ہوتا ہے جو ترقی کے ابتدائی دور میں ہوتے ہیں اور وہی ممالک سے قرضے لیتے اور ادائیگی کے وعدے پر اشیاء اور ساز و سامان کی درآمد کرتے ہیں۔

ساتھ ہی جو اشخاص انگلستان کی ظاہری برآمد و درآمد کے عظیم فرق سے

خائف ہیں وہ اگر یہ خیال کریں کہ انگلستان کے حق میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ وہ بنک کے کاروبار اور قرضوں کے لین دین میں توجہ صرف کرنے کی بجائے محض صنعت و تجارت کی طرف توجہ کرے اور مصنوعات کو ترقی دے تو ان کا یہ خیال اس حد تک حق بجانب ہے۔ انگلستان کی پوشیدہ برآمد کا بیشتر حصہ ان خدمات پر مشتمل ہوتا ہے جو یہاں کے لوگ بیرونی ملازمتوں اور کوٹھی کے کاروبار کے سلسلے میں انجام دیتے ہیں۔ اور انگلستان کی تجارتی حیثیت کے ان نقادوں کا رویہ جو ان چیزوں کو نظر انداز نہیں کرتے بلکہ ان کی بجائے اسے ترجیح دیتے ہیں کہ ملک کے صنایعوں اور پیدا کنندوں کی جماعتیں اشیاء تیار کریں، بالکل حق بجانب اور درست ہے۔ لیکن عام طور سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ پوشیدہ برآمد کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ نواب دیات کے ایک مشہور وزیر مسٹر سڈن نے اپنی محولہ بالا تقریر کے دوران میں کیا تھا۔ اور اس سے تشویش انگیز نتائج اخذ کئے جاتے ہیں کہ نواب انگلستان محض اپنے اہل پر زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ تجارتی نقطہ نظر سے اس کی حالت نہایت قابل رحم اور مخدوش ہے وغیرہ وغیرہ

176

گویہ قصہ بہت پرانا ہو چکا مگر اس موقع پر پوشیدہ برآمد کی بعض مدوں پر تفصیلی نظر ڈالنا اور یہ دیکھنا کہ انگلستان ظاہری برآمد و درآمد کے فرق ناکد کو اہل پوشیدہ برآمد کے طریق سے کس طرح ادا کرتا ہے، نامناسب نہ ہوگا۔ ۱۹۲۰ء میں انگلستان میں تجارتی اشیاء اور فلز کی درآمد کی برآمد پر زیادتی تقریباً ۳۵۹ ملین پونڈ تھی۔ اس کے برخلاف انگلستان نے مندرجہ ذیل پوشیدہ خدمات کی درآمد کی :-

(۱) بار برداری کے جہاز کرائے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ انگلستان کے جہازوں کا کرایہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سامان لانے اور لیجانے میں اقوام عالم سے ہقدر ۱۳۰ ملین پونڈ وصول ہوا۔

(۲) سودی یہ چیک بیرونی ممالک میں انگریزی اہل کے مشاغل سے جو سود وصول ہوا اس کا اندازہ محکمہ تجارت نے ۲۸۵ ملین پونڈ کیا تھا اور سالہ انکم سٹ نے ۳۰۰ ملین پونڈ کیا تھا

(۳) بمبہ کی سہولتیں۔ انگلستان کی بمبہ کمپنیوں کا کاروبار تمام عالم میں بکثرت پھیلا ہوا ہے جس سے انگلستان کو منافع کی شکل میں معقول آمدنی وصول ہوتی رہتی ہے۔

(۴) جنگوں کی سہولتیں۔ امریکا و اے بڑی تعداد میں براعظم یورپ کی سیر و سیاحت کے لیے ہر سال آتے رہتے ہیں اور لندن کے نام ڈرافٹ لکھ کر اپنے اخراجات سفر کو پورا کرتے ہیں، ان ڈرافٹوں کو سکار کر انگلستان کیشن وصول کرتا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ منافع انگلستان کو یوں وصول ہوتا ہے کہ انگلستان دیگر ممالک کی ہینڈیوں پر بیٹہ کاٹتا ہے، ان ممالک کو ان کے تخمینہ کاروبار کے لیے قرضے دیتا ہے، اپنے بازار کے حصص ان کے ہاتھ فروخت کرتا اور دوسری شکلوں میں قرضے دیتا ہے۔

(۵) سیر و سیاحت، سوسائٹی میں رسوخ، قبائلی اور نادریا قدیم صناعی کے پیش بہرہ نمونے: امریکا کے متحمل باشندے انگلستان کی سیر و سیاحت میں پیش ترار تھیں صرف کرتے ہیں، ان میں سے اکثر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہاں کی اعلیٰ درجے کی سوسائٹی میں رسوخ حاصل کریں اور نام پیدا کریں، چنانچہ وہ اس ضمن میں بے دریغ روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں، گویا ان کا انگلستان میں اگر زر کثیر صرف کرنا انگلستان و امریکا کی باہمی تضاد ہی کے توازن پر وہی اثر ڈالتا ہے جو کہ انگلستان سے ایشیا برآمد ہونے کی صورت میں پڑتا۔ اس کے علاوہ انگلستان کے بعض قدیم گھرانوں کے شرفاء امریکا کی زمین اور وکٹس لڑکیوں کو بیاہ لاتے ہیں، اور لڑکیوں کے ماں باپ کی طرف سے جو چہیز اطلاق وغیرہ کی شکل میں ملتا ہے اس سے انگلستان میں واجب الوصول کی مد میں بہت خاصہ اضافہ ہو جاتا ہے، دو لہند امریکا والوں میں کچھ مدت سے اعلیٰ درجے کی صناعی و کاریگری کے فنون کو خریدنے کا شوق بھی بڑھ رہا ہے اس سے بھی انگلستان کے توازن تجارت پر موافق اثر پڑتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ امریکا کے تائینی محصولات کی وجہ سے یہ صناعی کے نوئے امریکا میں بہت کم تعداد میں پہنچ سکتے ہیں، اور اکثر یہیں چھوڑ دئے جاتے ہیں لیکن ان کے

خرید لئے جانے سے بین الاقوامی قرض داری پر جو اثر پڑتا ہے وہ ان کے انگلستان میں رکھے رہنے سے زائل نہیں ہوتا۔

(۶) گھر بار کی محبت؛ انگریز اور آئرش قوم کے لوگ امریکامیں بود و باش اختیار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر اپنے وطن کو عزیز و اقارب کے پاس ان کی امداد و خدمت کے لئے رقوم روانہ کرتے ہیں اور ان سے سوائے محبت اور شکرے کے کسی صلے کے طلبگار نہیں ہوتے۔ جس کسی نے ایک کتاب موسوم بہ Some Experiences of an Irish R-M- پر مبنی ہوا اسکے ذہن میں میکارتھی کی تصویر موجود ہوگی۔ میکارتھی کا مشہور گھوڑے کا کاروبار کرتا تھا اس نے مشہور نارڈ شوٹ سے اپنی ایک گھوڑی کی قیمت ۵۴ پونڈ طلب کی اور کہا ”مجھ جیسے غریب کا شکار کے پاس اس شاندار گھوڑی کی موجودگی میری بساط سے بہت زیادہ ہے۔ اور اگر میرا خاندان کثیر اور مفلس نہ ہوتا تو میں اس سے دگنی قیمت پر بھی اس کو اپنے پاس سے الگ نہ کرتا۔ مشہور فلری ٹاکس نے اس کثیر و مفلس خاندان سے مراد ”اس کی تین اطاعت گزار لڑکیاں لی ہیں جو امریکامیں ہیں اور اس کے مکان کا کرایہ ادا کرتی ہیں“

178

ان کے علاوہ دوسری مدیں بھی بیان کی جاسکتی ہیں، لیکن جو کچھ بیان کیا گیا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ تجارتی محلکے کی سرکاری اطلاعات میں صرف ظاہری درآمد کی مدیں تحریر کی جاتی ہیں (خواہ وہ کسی مصلحت سے تحریر کی جاتی ہوں) ان کے علاوہ بھی انگلستان کی طریقوں سے ایشیا کی پوشیدہ طور پر درآمد کرتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان مدات کا مطالبہ ہمیشہ صرف ایک ہی ملک پر ہوتا ہے۔ بیرونی ممالک کے جہاز بھی انگلستان کے سامان کی بار برداری کرتے ہیں۔ بیرونی ممالک کی ہمہ کینیاں بھی انگلستان میں کاروبار کرتی ہیں، اور انگریز بھی بیرونی ممالک کی سیر و سیاحت میں زرخیر صرف کرتے ہیں۔ لیکن اندازہ کیا گیا ہے (اور یہ سب معاملات ایک حد تک لازمی طور سے قیاسی شے ہیں) کہ ۱۹۲۵ء میں انگلستان کی مجموعی آمدنی ان پوشیدہ مدایت سے ۵۰۸ ملین پونڈ تھی۔ نتیجہ یہ کہ اس میں سے ظاہری درآمد کی زیادتی کی رقم یعنی ۱۴۹ ملین پونڈ ادا کرنے کے بعد بھی کچھ رقم ملک کو وصول ہوئی، جس سے انگلستان کے

یہ روئی متاغل اصل میں مزید اضافہ ہوا۔

مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ دو ملکوں کے درمیان ظاہری اور پوشیدہ درآمد و برآمد سے بحیثیت مجموعی جو آخری توازن قائم ہوتا ہے وہ بالکل مساوی ہوتا ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ ایک ملک کا جتنا مطالبہ دوسرے ملک پر ہو ٹھیک اتنا ہی مطالبہ دوسرے ملک کا اس پر ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک سال میں اس توازن تجارت کے بارے میں اس کے وسیع ترین معنوں میں دو ملکوں میں سے ایک ملک کا مطالبہ دوسرے پر بالعموم نسبتاً کم ہو اور پھر بھی اول الذکر ملک کی معاشی حالت محض اس بنا پر نہایت عمدہ اور صحیح رہے کہ کسی تیسرے ملک پر اس کا زائد مطالبہ نکلتا ہو۔ اس طرح وہ ان ہنڈیوں کو جو اس کے نام اس کے لین دار ملک نے تحریر کی ہوں اور کہتا ہے کہ خود جس دوسرے ملک کا لین دار ہے اس کے نام ہنڈیاں تحریر کر دے۔ غرض ایک بیسہ ادھر سے ادھر کئے بغیر محض ایک دوسرے کے واجب الادا اور واجب الوصول رقوم کو ہنڈیوں کے ذریعے سے تیسرے کے نام منتقل کر کے تمام دنیا میں حسابات بے باق یا زائل کئے جاسکتے ہیں یا اگر ہنڈیوں کی رسد غیر مکتفی ہو تو ترسیل طلا کے ذریعے سے حساب چکا یا جاسکتا ہے۔

مثلاً یہ حالت اس وقت رد نما ہوتی ہے جب کہ بڑے بڑے زراعتی ملکوں میں فصل کٹی ہو اور غلے کی تجارت شروع ہو، ایسے زمانے میں زرعی ممالک عارضی طور سے صنعتی ممالک کو اپنا یا بند بنائے ہوتے ہیں۔ اور انھیں طلا کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کو بطور زر استعمال کریں یا زر کا غزی کی فلزی بنیاد کی حیثیت سے کام میں لائیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ جب طلا کی مستقل معمولی طریق پر عمل میں آتی تھی تو درود کے موسم میں ریاستہائے متحدہ امریکا مصر اور ارجنٹائن کو عام طور پر طلا کی ترسیل ہوا کرتی تھی۔

یہی وہ صورتیں ہیں جن میں جیسا کہ گزشتہ بابوں میں بیان کیا جا چکا ہے، فصل کی کٹائی اور غلے کے جہاز پر لہنے کی توقع میں قبل از قبل ہنڈیاں لکھنے کے طریق کا فائدہ ظاہر ہوا۔ اگر ایسا انتظام نہ کیا جاتا تو پیداوار برآمد کرنے والے ممالک کو فصل کی کٹائی کے زمانے میں ہی اپنی پیداوار کی نقد قیمت بصورت طلا وصول

کرنی پڑتی اور سال کے بقیہ حصے میں دوسرے ملک سے خرید کردہ اشیاء و خدمات کی قیمت ادا کرنے کے لئے ان کو نقد طلا بھیجنا پڑتا۔ لیکن مبادلے اور جائز قسم کی کوٹھی کی ہنڈی کا کاروبار کرنے والے ایسے زمانے میں جبکہ کسی ملک سے کوئی نئے حقیقت میں برآمد نہیں ہوتی حقیقی اشیاء کے واسطے کے بغیر محض تیار شدہ فصل کی بنیاد و توقع پر فرضی ہنڈیاں تحریر کرتے اور زر فراہم کر کے خود معقول منافع حاصل کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کو فصل کی کٹائی کے سوا دیگر موسموں میں نسبتاً کم سونا برآمد کرنا پڑتا ہے اور جب اس کی فصل تیار ہوتی ہے تو کم مقدار سونے کی درآمد کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً زراعتی ملک ماہ جولائی میں مصنوعات یا مشینوں کی درآمد کرتے ہیں اور ستمبر تک ان کی فصلیں تیار ہو کر اور جہاز پر لے کر باہر چلی جاتی ہیں اگر کوٹھی کی ہنڈیوں کا طریق ایجاد نہ کیا جاتا تو بیچارے غریب کاشتکاروں کو جولائی میں قرض وام لے کر اشیاء درآمد کی قیمت نقد ادا کرنی پڑتی اور اس کے بعد ستمبر تک اپنی پیداوار کے فروخت ہونے اور قیمت وصول ہونے کا انتظار کرنا پڑتا، مگر کوٹھی کی ہنڈی نے کاشتکاروں کے لیے یہ سہولت بھم پہنچانی کہ فصل تیار ہونے سے بہت پہلے بنکوں کی معرفت ان کو رقم مل جاتی ہے یا ایسے نیم فرضی تسکات دستیاب ہو جاتے ہیں جن کے ذریعے سے وہ ملک غیر کے کارخانہ داروں کے مطالبات ادا کر دیتے ہیں اور اس طرح سونے کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں بھری راستے طے کر کے منتقل کرنے کی زحمت بہت کم پیش آتی ہے گو اس کا کامل سدباب بھی نہیں ہوتا۔

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ پوشیدہ اشیاء کی قیمت اور مقدار کا صحیح تخمینہ قائم کرنا بالکل ناممکن ہے لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے پوشیدہ اشیاء بین الاقوامی قرضداری کے توازن پر اور اس طرح مبادلات خارجہ پر بہت ہی اہم اثر ڈالتے ہیں۔ اس مسئلے میں پیچیدگی پیدا کرنے والے اثرات میں سے سب سے زیادہ گریز یا اثر مختلف ملک کے درمیان تسکات کی خرید و فروخت ہے۔ لیکن پہلے اس پر یہاں غور کرنا پڑے گا اس لئے کہ اس بحث میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے اس سے اس اثر کا بہت ہی گہرا تعلق ہے۔

اس امر سے کہ ایک ملک دوسرے ملک سے کس طرح قرض حاصل کرتا ہے

ہر شخص بخوبی واقف ہوتا ہے اور اس کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہے مثلاً برازیل پانچ فی صد کے تمکات جاری کر کے لندن کے بازار میں تین ملین پونڈ قرضہ حاصل کرتا ہے تمکات کے اجراء کے متعلق اشتہار شائع کئے جاتے ہیں، ان تمکات کی خریداری کے لیے ہر شخص کو آزادی حاصل ہوتی ہے اور عوام ان کو خرید لیتے ہیں۔ اس حد تک معاملات بالکل صاف اور سب پر روشن ہوتے ہیں۔ برازیل نے انگلستان کو تین ملین پونڈ کے تمکات یا ادائیگی کے تحریری وعدے روانہ کئے اور اس کے معاوضے میں انگلستان نے برازیل کو یا تو تین ملین پونڈ نقد بصورت طلا بھیج دئے یا اتنا اعتبار دینے کا وعدہ کیا یا لندن کے نام چیک جاری کرنے کا حق برازیل کو عطا کیا تاکہ اس کی بنا پر برازیل لندن میں نقد زر حاصل کر کے یا محض چیک لکھ کر خواہ اپنے دیگر قرضخواہوں کے مطالبات ادا کرے یا مطلوبہ اشیاء اور سامان خریدے۔ اس معاملے کا فوری اثر یہ ہوگا کہ مبادلہ برازیل کے موافق ہو جائے گا گویہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اس اثر کا ظاہری عمل دیگر اثرات کی بنا پر پوشیدہ رہیگا لیکن قرضے کے کھلے رہنے کے زمانے میں قرضے کی موجودگی کا اثر یہ ہوگا کہ مبادلہ لندن کے موافق ہو جائے گا اس لیے کہ ہر سہ ماہی یا شش ماہی پر برازیل کو سود کی رقم اور ان مطالبات خطر و غیرہ کی ادائیگی کرنے کے لیے جو قرضے کو تمکات کی خریداری یا باگشت کے ذریعے سے بند ریج ادا کر دینے کے لیے مقرر کئے گئے ہوں وقتاً فوقتاً ترسیل زر کر کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ کوئی قرض گیر ملک یعنی ایسا ملک جو دوسرے ملکوں کے اصل داروں اور ساہوکاروں سے بہت سا قرضہ حاصل کرے کبھی نام نہاد ناموافق توازن تجارت رکھنے کا خطر حاصل نہیں کر سکتا اور قرض گیر ملک کے لیے عام طور سے یہ امر لایدی ہوتا ہے کہ اپنے ذمے کے مطالبات سود اور مطالبات خطر کی ادائیگی کرنے کی غرض سے بجز اس صورت کے جبکہ اس نے زائد قرضہ حاصل کیا ہو اشیا کی درآمد کے مقابلے میں بہت زیادہ مقدار برآمد کرتا ہے۔ اس لیے کہ قرضہ دہندگان اس کو سودی پرچے اور واپس شدہ تمکات مسلسل بھیجتے رہتے ہیں اور ان پرچوں اور تمکات کی ادائیگی اشیا کے ذریعے سے یا زائد قرضہ حاصل کر کے کرنی ضروری ہوتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں وہ شے جس کو عام طور سے موافق توازن تجارت کہا جاتا ہے اگر کسی ملک کے حق میں پائی جائے تو اس کو اس ملک کی معاشی دست نگری کی علامت خیال کیا جاسکتا ہے۔

182

جب کسی قرض گیر ملک کی حکومت کی بجائے اس کی کمپنیاں دوسرے ملک سے قرضہ حاصل کریں تو مبادلے پر اس کا بھی ویسا ہی اثر پڑتا ہے جیسا کہ حکومت کے قرضہ حاصل کرنے کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ مثلاً جب "پینسل و انیا ریلوے کمپنی" نے لندن میں ۱۰۰،۰۰۰ پونڈ کے تسکات فروخت کئے تو اس معاہدے کا فوری اثر یہ ہوا کہ مبادلہ تھوڑی مدت کے لیے رہا تہا۔ متحدہ امریکا کے موافق ہو گیا، لیکن تسکات کے چالو رہنے کے زمانے میں سود کی ادائیگی کے سلسلے میں نیویارک پر لندن کا مطالبہ وقتاً فوقتاً نکلتا رہا۔ لیکن موجودہ زمانے میں کمپنی بندو کو جتنے قرضے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے ہی ملک میں حاصل کر لیتی ہے۔

اس طرح اجرائے قرضہ عامہ کا مبادلے پر نہایت قوی اور بے پناہ اثر پڑتا ہے۔ لیکن جب ایک ملک کے اصل دار جو اپنے اصل کو مشغول رکھنا چاہتے ہوں دوسرے ملک کے بازار یا صرافے میں تسکات کی خریداری کریں تو اس کا اثر بھی مبادلے پر اتنا ہی قوی ہوتا ہے گو اس کے متعلق صحیح اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔

قرض گیر ملک کا قدرتی طور سے یہ پیمان ہوتا ہے کہ جوں جوں وہ معاشی ترقی کرتا جائے بتدریج ان تسکات کو خرید لے جن کی بنیاد پر اس نے دوسروں سے قرضہ حاصل کیا اور اس طرح بیرونی سود کے مطالبات کی مقدار کو کم کر دے یا بالکل ادا کر دے۔ مثلاً اطالیہ کسی زمانے میں انگلستان، فرانس، جرمنی سے بہت خاصی مقدار میں قرضے لیا کرتا تھا۔ شروع شروع میں تو اس پر ادائے سود کا بار پڑا، مگر جب پھر فلزم میں اطالیہ کے سیاسی اغراض اور ملک گیری کی حرص نہ ہو سکی بروقت روک تھام کر دی گئی اور اس کے بعد سے اطالیہ کو ملک کے اندرونی معاملات کی طرف توجہ کرنے اور اس کی معاشی حالت درست کرنے کا موقع ملا تو اس نے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے اندرونی ذرائع کو ترقی دی، اس نمایاں معاشی ترقی کو اس لحاظ سے بھی تقویت پہنچی کہ اطالیہ ایک ملازوال دولت کا مالک

ہے، چنانچہ اس کو برآمد کر کے وہ نہ صرف اس قابل ہوا کہ تمام عالم سے خراج وصول کرے بلکہ اس نے اپنے تمسکات بھی واپس خرید لیے۔ اطالیہ کے خوشناماظر، پاک صاف آب دہوا، خوبصورت عمارتیں، اس کے خوش گو اور موسم اعلیٰ درجے کی صنعت و کاریگری کے نمونے اور دوسری صد ہا دلکش و نظر فریب چیزیں اس کی لازوال دولت ہیں جس کی قیمت کا اندازہ کرنا نہ صرف انسان کے دہم و خیال سے باہر ہے بلکہ اس بے بہا دولت کی سراسر توہین ہے۔ اس دولت سے لطف اندوز و بہرہ ور ہونے کی غرض سے ہر سال اطراف عالم سے لاکھوں سیاح آتے ہیں اور اپنے اخراجات کی ادائیگی کے لیے رقبے اور ڈرافٹ کی دیگر قسمیں اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ ان ڈرافٹوں کو ادا کرنے اور اپنے اطالوی گماشتوں کے فاضلات کو جن کی بنیاد پر یہ ڈرافٹ لکھے جاتے ہیں برقرار رکھنے کی غرض سے دیگر ممالک کو اشیا خدمات یا تمسکات اطالیہ روانہ کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح اطالیہ اپنے تمام تمسکات کو جو غیر ممالک کے اصلداروں کے ہاتھوں اس نے فروخت کئے تھے واپس خریدنے اور سود کا بار اپنے سر سے اٹھانے کے قابل ہو گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیرونی سود کے مطالبات کا اس پر جو بار تھا اس سے وہ سبکدوش ہو گیا اور مبادلہ فوراً اس کے موافق ہو گیا۔ حتیٰ کہ جنگ سے قبل جو لوگ اطالیہ میں سیاحت کی غرض سے مدت دراز کے بعد گئے تھے انھیں یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوتی تھی کہ انگریزی سادرن کی قیمت اطالوی سکے کے حوالے سے پہلے کے مقابلے میں بہت گھٹ گئی تھی۔

غرض ایک ملک کے صرفنے میں دوسرے ملک کے اصلدار جو تمسکات خریدتے تھے، ان کی مالیت اور مقدار میں ہمیشہ تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بین الاقوامی قرض داری کے توازن پر ان کی خرید و فروخت کا نہایت قوی اثر پڑتا ہے، اور ان کے متعلق صحیح اعداد و شمار کا حاصل کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ اور اسی طرح کی وقت ایک اور اہم تر عنصر یعنی بعض خاص قسم کی دستاویزات کے بارے میں بھی محسوس ہوتی ہے، کیونکہ یہ دستاویزات جن میں ہینڈیاں بھی شامل ہیں، ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہوتی رہتی ہیں اور جب ہم اس

بجز خار کے مدو جزر پر پہنچتے ہیں تو ہم ایک ایسے نقطے پر آتے ہیں جہاں مبادلات خارجہ ہماری بحث کے موضوع کو سب سے زیادہ بدیہی طور سے متاثر کرتے ہیں، اور یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہم نے اب تک تشریح کرنے کی جو کوشش کی وہ بحث سے غیر متعلق نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہنڈیوں کے ایک مرکز سے دوسرے مرکز کو منتقل ہونے کا دار و مدار بڑی حد تک بٹے کی ان اضافی شرحوں پر موتا ہے جو ان دونوں مرکروں میں رائج ہوں۔

اگر لندن میں شرح بیٹنسیتہ کم ہو تو دوسرے ممالک سے لندن میں ہنڈیوں کا سیلاب بہنا شروع ہو گا تاکہ یہاں ان ہنڈیوں پر بیٹہ کٹے اور ان کو نقد سے تبدیل کیا جائے۔ نیز ممالک غیر کے لوگ اپنے اعتبار کو یہاں استعمال کریں گے اور لندن کے نام ہنڈیاں لکھ کر ان پر بیٹہ کاٹیں گے۔ اس طرح لندن میں تمسکات کی درآمد ٹھہ جائے گی اور مبادلہ لندن کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب مبادلہ لندن کے خلاف ہو اور طلا لندن سے باہر جانے لگے تو اس کی اصلاح یوں کی جائے گی کہ یہاں شرح بیٹہ میں اضافہ کر دیا جائے گا، اس کی وجہ سے صرف ہنڈیوں کی درآمد میں مزاحمت پیدا ہوگی اور بیرونی ممالک کے لوگوں کو ہنڈیاں خریدنے کے لیے ترسیل زر کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا بلکہ اگر ہی حالت مدت تک قائم رہی تو انگلستان تمسکات اور ہنڈیوں کی درآمد شروع کر دے گا اور اس طرح مبادلہ پھر لندن کے موافق ہو جائے گا۔

اس طرح ہم پر بٹے کی بازاری شرح کی عظیم اشان اہمیت واضح ہونے لگتی ہے کہ اس کا اثر نہ صرف مبادلات خارجہ پر پڑتا ہے بلکہ ان کی وساطت سے طلا کی درآمد و برآمد بھی شرح بیٹہ کے زیر اثر ہوتی ہے۔

اس باب کی پیچیدہ بحث سے ہم جس نتیجے پر پہنچے اس کا خلاصہ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے:-

مبادلات خارجہ بین الاقوامی قرض داری کا دوسرا نام ہے بین الاقوامی قرض داری میں جو توازن قائم ہوتا ہے اس کی بنیاد مختلف ملکوں میں اشیاء خدمات اور تمسکات کا باہم مبادلہ ہے۔ تمسکات اور خصوصاً ہنڈیوں کی درآمد و برآمد کا

مدار زیادہ تر بٹے کی مختلف شرحوں پر ہوتا ہے جو بڑے بڑے کوٹھی کے کاروبار کے مرکزوں میں رائج رہتی ہیں۔

اس طرح مبادلات خارجہ پر شرح بٹہ کا بہت ہی اہم اثر پڑتا ہے۔ ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اگر مبادلات خارجہ ایک خاص حالت پر پہنچ جائیں تو لندن سے طلا کی برآمد شروع ہو جائے گی، اس لیے کہ مثلاً لندن سے پیرس کو بجائے اس کے کہ ۱۲۳ فرانک ۸۵ سنٹ فی پونڈ کے حساب سے (یا جو کچھ اس وقت نقطہ طلا ہو) ہنڈی بھیجی جائے طلا بھینچنے میں زیادہ فائدہ ہوگا۔

اس طرح بٹہ کی بازاری شرح کی اہمیت اور اس کو عاقلانہ طریق پر منظم کرنے کی ضرورت ہم پر بہت زیادہ صاف طور سے واضح ہونے لگتی ہے۔ بٹہ کی بازاری شرح کا مدار ایک طرف تو زر کی رسد پر ہے اور دوسری طرف ان ہنڈیوں کی رسد پر ہے جو زر سے مبادل ہونے کے لیے پیش کی جائیں جن کلوں کے ذریعے سے زر اور ہنڈیوں کی تخلیق ہوتی اور ان کا کاروبار چلتا ہے، یعنی بینک، ہنڈی کے دلال اور سکارگھر وغیرہ ہم ان کا حال بیان کر چکے ہیں علیٰ ہذا یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ معمولی حالات میں زر کی رسد اور بٹے کی شرح کے تعین کا انتظام بنکوں اور خاص کر بینک آف انگلینڈ کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اس طرح اب ہم بینک آف انگلینڈ کے کاموں کو سمجھنے کی کوشش کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔



گیارھواں باب

بنک آف انگلینڈ

- (۱) قوم کے مراٹے کا محافظ ہے (۲) نوٹ جاری کرنے کا خاص حق رکھتا ہے۔
 (۳) بنکوں کا ساہوکار ہے (۴) شدید ضرورتوں کے وقت زرفراہم کرتا ہے
 اس لیے کہ قانون سبیل کا اثر چکیوں کے استعمال سے زائل ہو گیا ہے۔ (۵)
 سرائیٹلا کا محافظ ہے (۶) اس کے سربراہ بہت ہی اہم ذمہ داری ہے
 (۷) ممالک خارجہ کا مسئلہ۔ (۸) بیرونی مطالبات جو دیگر بنکوں کے دئے ہوئے
 اعتبار کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں (۹) بنک آف انگلینڈ کے کاموں کا خلاصہ۔
 (۱۰) اس کی تنظیم۔ (۱۱) مجلس ڈائرکٹراں۔ (۱۲) دور حاضر میں انقلابی تبدیلیاں۔

187

اکثر معزز حضرات کے ذہن سے ممکن ہے کہ یہ بات نکل گئی ہو ورنہ ہر طالب علم جانتا ہے کہ بنک آف انگلینڈ ۱۶۹۴ء میں ولیم سوم کے دور حکومت میں سرکاری ساہوکار کی حیثیت سے اور سرکار کے مالی معاملات کا انتظام کرنے کی غرض سے قائم ہوا تھا۔ چنانچہ ابتدائی سے وہ سرکاری فاضلات کا محافظ رہا ہے اور اسی آلے کے ذریعے سے قوم تجارتی کاروبار انجام دیتی رہی ہے۔

صرف اسی بنک کے جاری کردہ نوٹ انگلستان میں زر قانونی ہیں یعنی

اندرون ملک صرف اسی کے نوٹوں کو ہر قسم کے مطالبے اور قرضے کی ادائیگی میں مستعمل کرنا پڑتا ہے اور یہی پہلا سرمایہ مشترک کا بینک ہے جس کو قانون نے نوٹ جاری کرنے کا حق بلا شرکت غیرے عطا کیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے چکوں کے استعمال میں جو فوائد ہیں انھیں کی بنا پر چک نوٹ کا بڑی حد تک قائم مقام بن گیا ہے۔ لیکن اجراءے زر کاغذی کے بارے میں بینک کو جو حقوق حاصل تھے وہ بینک کے حق میں اس کے ابتدائی زمانے میں بہت مفید ثابت ہوئے۔ اور اس کی عزت و توقیر کا نہایت اہم سبب تھے جس کی بنا پر اس کا نام کاروبار کی خوبی اور اس کو کام کے لحاظ سے تمام مہذب دنیا میں اس وقت زباں زد خاص و عام ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حقوق اس امر کا بھی بالواسطہ سبب بنے جس سے بحالت موجودہ بینک انتہائی قوت اور اہمیت کا سرچشمہ بن گیا ہے یعنی اس کو بنکوں کے ساہوکار کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بینک آف انگلینڈ کو نوٹ جاری کرنے کا حصاص حق دیا گیا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ بینک کو لندن میں سرمایہ مشترک کے اصول پر کاروبار کرنے کا اجارہ دیا جائے۔ اور یہ کہ جو بھی یہ بات واضح ہوئی کہ اجراءے نوٹ کا کام بینک کے کاروبار کا ضروری جزو نہیں ہے اس اجارے کی حیثیت بدل گئی اور اس انکشاف کا نتیجہ بجائے اس کے کہ مویشی اور متعدد دقتیوں کی کثیر جماعت پیدا کر کے بینک آف انگلینڈ کو کمزور کرنے کی شکل میں ظاہر ہوتا یہ ہوا کہ اس کے متعدد دو لہتمند اور باہمت گاہک پیدا ہو گئے جس سے اس کو تقویت پہنچی ان گاہکوں نے بینک کے کاروبار کی بہتوں کو تمام ملک میں ایسے طریقے سے ترقی دی جو اس کے نظام اور دستور میں کامل تبدیلی کئے بغیر اس کو کبھی نصیب نہ ہوتی۔ یہ اہل معامہ لوگ بینک میں وہ سب نقد فاضلات رکھنے لگے جن کی انھیں خود اپنے دو گلہ، "یاد یہائی سرمایہ محفوظ کے طور پر رکھنے کی ضرورت نہ تھی اور اس طرح انھوں نے نہ صرف بینک کے وقار اور اس کی ظاہری قوت کو بڑھا دیا بلکہ سرکاری ساہوکار کی حیثیت سے بینک کو جو کام انجام دینا پڑتا تھا اس کو اتنا آسان اور کم خرچ کر دیا کہ اب بینک کو محض کھاتوں میں اندراجات ہی کی ضرورت رہ گئی۔

مثلاً اس امر پر غور کیجئے کہ جب حکومت جنگی قرضے پر مقسوم ادا کرنا چاہتی ہے اور اس کو اس غرض کے لیے دس ملین پونڈ یا اس کے قریب قریب رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ حکومت بینک آف انگلینڈ سے دس ملین پونڈ قرضہ لیتی ہے۔ اور بینک اتنی رقم حکومت کے حساب میں بطور امانت جمع کر لیتا ہے اور حکومت کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ مقسوم کی رقمیں ادا کرنے کے لیے چیک تحریر کرے۔ لیکن ان تحریر کردہ چیکوں کی رقم کا بہت ہی قلیل جزو حقیقت میں بینک سے بشکل نقد وصول کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اکثر صورتوں میں مقسوم کے یہ طلب نامے دیگر بینکوں کے ان گاہکوں کی جانب سے جو جنگی قرضے کے تسکات کے حامل ہیں دوسرے بینکوں میں جمع ہوتے رہتے ہیں اور یہ دیگر بینک ان کو اپنے اپنے حساب میں جمع کروانے کے لیے بینک آف انگلینڈ میں بھیجتے رہتے ہیں۔ اس طرح بینک کو حکومت کے نام قرضے کا اجرا کرنے کے بعد کسی بڑی رقم کی فراہمی کا انتظام نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ اس کی بجائے بینک کو محض یہ کرنا پڑتا ہے کہ اپنے محروموں اور محاسبوں سے پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ سرعت اور تیزی سے کام لے اور بس۔ اس طرح بینک آف انگلینڈ کے دو اہم کام ہیں ایک تو سرکاری مالی معاملات کا انتظام اور دوسرے دیگر بینکوں کے فاضلات کی حفاظت اور یہ دونوں کام بہت ہی موزونیت کے ساتھ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے اور ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔

189

ان دو کاموں کے علاوہ بینک آف انگلینڈ ایک اور اہم کام بھی انجام دیتا ہے اور وہ بھی مذکورہ بالا کاموں کی طرح سے سادہ ہے۔ یعنی شدید ضرورت کے وقت زر فراہم کرتا ہے اور اس کی وجہ بھی وہی ہے یعنی یہ واقعہ کہ وہ بینک کا کاروبار کرنے والی جماعت کا من حیث المجموع سا ہو کار ہے۔ معاشی حیثیت سے جو ملک ترقی یافتہ ہیں ان سب میں بعض موسموں میں رسد زر کی بے انتہا کمی محسوس ہوتی ہے مگر طلب بڑھ جاتی ہے مثلاً زرعی ممالک میں فصل کی کٹائی کے زمانے میں کاشتکاروں کو زر نقد کی ضرورت ہوتی ہے یا سال کی سہ ماہیوں کے آخر میں سب کو اپنے ذمے کا لگان اور دیگر موسمی مطالبات کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے

اور خاص کر انگلستان میں دونوں ششماہیوں کے ختم پر جبکہ متعدد بینک اور کمپنیاں اپنا اپنا چٹھاتیار کر رہی ہیں، زر کی مانگ بہت قوی ہوتی ہے اس لیے کہ انہیں آٹاٹے اور واجب الوصول کی مد میں نقد کی بھی خاصی مقدار دکھانی پڑتی ہے۔ اور سمبر کی آخری ششماہی میں جبکہ اکثر لوگ بڑا دن منانے کے لیے سیر و تفریح کرتے اور تحائف خریدتے ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو زور روانہ کرتے ہیں جس سے یہ سب مطالبات اور بڑھ جاتے ہیں نتیجہ یہ کہ ایسے زمانوں میں زر کی موسمی مانگ بہت قوی ہو جاتی ہے۔ اور بینک آف انگلینڈ پوجہ بنکوں کا سا ہو کار ہونے کے با سانی تمام وجہات ممکنہ اس مانگ کو پورا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

190

اس لیے کہ جیسا کہ ہم بہت پہلے بیان کر چکے ہیں، زر بینک سے زیادہ تر بینک کا دریا ہوا قرضہ یا اس کی جاری کی ہوئی امانت مراد ہے جس کو پانے والا بذریعہ چیک حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور جس حد تک زر کے سنی جیسی زر بشکل کاغذی زر ہیں اس حد تک انگلستان اور دیگر ممالک کے معاملات میں سیکانی پائی جاتی ہے اور نقد ادائیگی کے لیے زر کو بینک سے وقتاً فوقتاً حاصل کرنے کا اثر میعادی طور سے بینک کے سرمایہ محفوظ پر بھی پڑتا ہے لیکن موسمی مطالبات کے بیشتر حصے کی ادائیگیوں کے ذریعے سے عمل میں آتی ہے اور چیکوں کا بڑا حصہ یعنی ایسے چیک جو چھٹوں میں ”نقد“ سیرائے کی مقدار کو بڑھا کر دکھانے کی غرض سے تخلیق کئے جاتے ہیں زیادہ تر ناٹھی اور آرٹھی حیثیت رکھتے ہیں جن کا مقصد محض حصہ داروں اور اہل معاملہ پر عمدہ اثر ڈالنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس زر کا بڑا حصہ جو شدید ضرورت کے زلنے میں جاری کیا جاتا ہے اور جس کی سہ ماہیوں کے ختم پر ضرورت ہوتی ہے محض ناٹش کی غرض سے تخلیق کیا جاتا ہے نہ کہ استعمال کے لیے اور بینک آف انگلینڈ سے اس وجہ سے مستعار نہیں لیا جاتا کہ اس کو بصورت نقد وصول کیا جائے اور گردش میں رکھا جائے بلکہ اس وجہ سے لیا جاتا ہے کہ ”نقد بدست دور بینک آف انگلینڈ“ کی ان مدوں میں جو چھٹوں میں شائع کئے جائیں نقد کی

زیادتی نمایاں طور سے پیش کی جاسکے۔

اس طرح اب ہماری بحث بینک آف انگلینڈ کے دئے ہوئے قرضوں میں اور دوسرے قرض دہندہ بنکوں کے قرضوں میں جو بین فرق ہے اس پر پہنچتی ہے جب دوسرے بینک کسی کو ضمانت پر قرضے دیتے ہیں یا شغل اصل کے لیے تسک خریدتے ہیں تو وہ قرض گیر یا فرد شدہ تسک کو نقد رقم حوالے نہیں کرتے بلکہ ان کے حساب میں اپنے یہاں اتنی رقم امانت جمع کر لیتے ہیں اور اس کو چیک لکھنے کا حق عطا کرتے ہیں جس سے غالباً کام لیا جاتا ہے۔ جو چیک تحریر کیا جاتا ہے وہ تحریر کنندہ اہل معاملہ کی امانت کو کسی دوسرے بینک کے گناہک کے نام منتقل کر دیتا ہے اور جیسا کہ پانچویں باب میں بیان کیا گیا ایک بینک کا دیا ہوا قرضہ دوسرے بینک میں امانت کی شکل حاصل کر لیتا ہے بجز اس صورت کے جبکہ ایک بینک سے قرضہ اس غرض سے لیا جائے کہ دوسرے بینک کا قرضہ اس سے ادا کیا جائے۔ لیکن جہاں تک بینک آف انگلینڈ کا تعلق ہے وہاں تک چونکہ اس کی حیثیت بنکوں کے ساہوکار کی ہے لہذا وہ اپنے اہل معاملہ کے لیے جو امانتیں قائم کرتا ہے وہ اس کے یہاں جوں کی توں رکھی رہتی ہیں۔ محض اس کی کتابوں میں ایک بینک سے دوسرے بینک کے نام منتقلی عمل میں آتی ہے۔ اور اس سے بھی اہم امر یہ ہے کہ وہ متینی امانتیں قائم کرتا ہے اس کو دوسرے بینک نقد کے مساوی خیال کرتے ہیں۔ اس طرح چھٹوں کی نمائش و آرائش کی غرض سے نقد کی جو مانگ ہوتی ہے وہ محض کتابی اندراجات کے ذریعے سے نہایت آسانی کے ساتھ پوری کی جاسکتی ہے غرض بنکوں نے اپنے نشوونما کی وجہ سے مجلس مقننہ کے ان قواعد سے جو کاروبار کی ترقی کی رہبری اور تنظیم کے لیے نافذ کئے گئے تھے صاف پہلو بچا لیا ہے اور ان کی زد سے باہر نکل گئے ہیں۔

191

بینک آف انگلینڈ کو اجراءے نوٹ کا اجارہ دینے کا نشانہ جو گویا سے شہر لندن میں سرمایہ مشترک کے اصول پر کاروبار کرنے کا اجارہ دینا تھا، اس حقیقت کے اختلاف سے فوت ہو گیا کہ نوٹ کا جاری کرنا بینک کے کاروبار کا اہم ترین جزو نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اس اختلاف کے چند سال بعد جبکہ سرمایہ مشترک کے

بنکوں کی تاسیس عمل میں آئی اور اب تو وہ بحیثیت مجموعی بینک آف انگلینڈ کے سب سے بڑے اور اہم گاہک ہیں) مجلس متعینہ نے ایک قانون منظور کیا جس کا منشا بینک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی بہت باقاعدہ تنظیم کرنا تھا کہ گویا بینک کا اجرائے نوٹ کرنا ہی اس کے کاروبار کی مرکزی خصوصیت تھی اور گویا پارلیمانی عقل و دانش کی توجہ اور لحاظ کی صرف یہی ایک چیز محتاج تھی!

یہ یاد ہوگا کہ ۱۸۲۵ء کے قانون مشورۃً بینک یا جیسا کہ بعض اوقات اس کو موسوم کیا جاتا ہے قانون پیل نے یہ اصول قرار دیا تھا کہ تسکات کی بنیاد پر بینک آف انگلینڈ جو نوٹ جاری کرے ان کی مقدار ایک کروڑ چالیس لاکھ پونڈ سے متجاوز نہ ہونی چاہئے الا اس صورت کے جبکہ دوسرے بینک جو اجرائے مجاز گروانے گئے تھے اور اپنے اس حق کے اعتبار سے بینک آف انگلینڈ کے حلقہ اثر سے باہر عمل پیرا تھے اپنا یہ حق ارادۃً ترک کر دیں اور اس مقررہ مقدار سے زائد نوٹ جاری کرنے کی صورت میں بینک کو ہر جاری کردہ نوٹ کے ہم قدر طلا اپنے ترخانوں میں بڑھانا پڑتا تھا۔

اس طرح بینک آف انگلینڈ کو اپنے چھٹے میں ایک جانب اپنے نقد اور تسکات اور دوسری جانب جاری کردہ نوٹوں کے مابین صحیح تناسب قائم رکھنے کے متعلق اپنے اختیار تیسری سے کام لینے کا جو حق حاصل تھا اس کو بینک سے چھین کر گویا قانون مشورۃً بینک نے بینک کے کاروبار میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ بالفاظ دیگر قانون کا حکم بینک کو یہ تھا۔ ”تمہارے تسکات کی مقدار اتنی ہی رہیگی جتنی کہ پہلے سے ہے لیکن آئندہ مقررہ مقدار سے زائد ہر پانچ پونڈ کا نوٹ جاری کرنے کی صورت میں تمہیں پانچ پونڈ بصورت سکے یا فلز رکھنے پڑیں گے“ یہ بحث کہ اگر قانون اپنے واضعوں کے منشا کے مطابق عمل کرتا تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا ایک بیچسپ گریے کا رجحان ہوگی۔ بینک کاری نے اس مسئلے سے پہلو بجا کر یا سٹ کر اب اس درجہ ترقی کر لی ہے کہ ہر شخص بینک آف انگلینڈ

کی کتابوں میں امانت کے اندراج کو ہتھ پڑنے والوں یا ساؤرن یا فلز کی سلاخوں کی موجودگی کے سادہ خیالی کرنے کا خوگر ہو گیا ہے۔ بینک کے قرض گیر اب بالعموم اس سے نوٹوں کا مطالبہ نہیں کرتے بلکہ اس سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے کھاتوں میں امانت ورج کر لے جس کو وہ بے روک ٹوک اس حد تک تخلیق کر سکتا ہے جس حد تک قرین مصلحت ہو۔

اس نظام کے ذریعے سے آڈے وقت میں کام آنے والا زر اور امانت دونوں بہت ہی غیر معمولی سہولت کے ساتھ فراہم ہو جاتے ہیں۔ یہ نظام خود بخود رونما ہوا جس کو جمہور کا کامل اعتماد حاصل ہے اور ایسے مکمل طریقے پر اپنا عمل کر رہا ہے کہ کوئی باقاعدہ نظری طور پر مرتب کیا ہوا نظام بھی اس پر سبقت نہیں لے جاسکتا۔ اگر رسد زر میں قلت نمودار ہو تو قرض گیر بینک آف انگلینڈ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور صیغہ بٹ کے صدر سے صرف چند منٹ کی گفتگو میں مطلوبہ ضمانت پیش کر کے بشرط منظوری ایک یا دو ملین پونڈ کا قرضہ سہولت و سرعت کے ساتھ اس طرح حاصل کر لیتے ہیں جس طرح کوئی شخص دوکان میں جا کر ستانے کی جوڑی خریدتا ہے۔ یہ سب کاروباری سہولت اور باقاعدہ کارکردگی کا ایک معجزہ ہے۔

اس کا نتیجہ جیسا کہ بینک کی حیثیت و حالت کی مطبوعہ کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے، صرف یہ ہے کہ چٹھے کے ایک جانب ضمانتوں میں اضافہ نظر آتا ہے (اور یہ وہ ضمانتیں ہیں جن کی بنا پر بینک نے قرضے دئے) اور دوسری جانب دلائل میں اضافہ دکھائی دیتا ہے بینک کی امانتوں کی مقدار کو بینک کی حیثیت و حالت کا معیار قرار دینے کی عام عادت جلد باز مبصروں کو باطمینان تمام اس نتیجے پر پہنچائے گی کہ بینک آف انگلینڈ میں دولت کا دائرہ ذخیرہ تازہ بتازہ داخل کیا گیا اور امانت رکھو یا گیا ہوگا اور یہ کہ اس بینک کے گاہکوں کا متول پہلے سے بڑھ گیا ہوگا لیکن حقیقتہً جو کچھ واقع ہوا وہ صرف یہ ہے کہ بینک آف انگلینڈ نے کچھ اور قرض گیروں کو "زر" قرض دیا ہے اور وہ چونکہ دیگر بینکوں کا ساہوکار ہے اس لئے محض کتابی اندراجات کے ذریعے سے وہ ایسا کرنے کے قابل ہوا اور زر شکل نوٹ یا سکہ اس کے پاس سے وصول کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

لیکن بایں ہمہ اگر فائر نظر سے دیکھو تو حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس قسم کا کاروبار بینک آف انگلینڈ کو کمزور کرنے والا ہے اس لیے کہ امانتوں میں اضافہ ہونے سے بینک کے ذمے کی واجب الادا رقمیں بڑھ جاتی ہیں اور نقد رقم کے اضافے کے بغیر واجب الادا رقموں میں اضافہ ہونے کے معنی لازمی طور سے یہ ہوتے ہیں کہ بینک کے نقد اور واجب الادا رقموں کے مابین جو تناسب ہے وہ گر رہا ہے اور نقد و واجب الادا رقموں کا تناسب ہی بدیہی طور پر وہ کسوٹی ہے جس پر بینک کو اس کی ظاہری قوت معلوم کرنے کے لیے سب سے اول کسا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی نقد کا مسئلہ ہم کو بینک آف انگلینڈ کے دوسرے سب سے اہم کام کی جانب متوجہ کرتا ہے یعنی یہ کہ وہ بینک کا کاروبار کرنے والے بقیہ طبقے کی جانب سے محفوظ سرمایہ طلبا کے محافظ و امین کا کام کس طرح انجام دیتا ہے۔

194

یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ اس کا یہ نفع بھی محض اس واقعے کی بنا پر رونما ہوتا ہے کہ بینک آف انگلینڈ دیگر بینکوں کا بینک ہے۔ دوسرے بینک اپنے نقد فاضلات اس بینک میں امانت رکھتے ہیں اس لیے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس کی بدولت جبکہ شدید ضرورت کے وقت زر تخلیق کرنے اور مرحمت و مستعدی کے ساتھ حکومت کی مالی اعانت کرنے کے قابل ہوتا ہے لیکن اسی کیساتھ ان بینکوں نے اس پر یہ بھاری بوجھ اور ذمہ داری بھی عائد کر دی ہے کہ وہ سرمایہ محفوظ کو برقرار رکھے اور اس کی نگرانی کرے۔ اور بینک آف انگلینڈ اس کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ اس کے ذمے کے واجب الادا رقموں دیگر بینکوں کے ذمے کے واجب الادا رقموں کی طرح نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ان میں کثیر مقدار بینکوں کے فاضلات کی بھی شامل ہے جن کو دوسرے بینک نقد کی طرح سمجھتے اور خود جو اعتبار کی خاک بوس عمارت تعمیر کرتے ہیں اس کی بنیاد اسی پر رکھتے ہیں۔

یہ ذمہ داری اس وجہ سے اور بھی زیادہ سنگین ہو جاتی ہے کہ یہ اول تو ایک طرح سے بینک سے غیر متعلق تھی گو بظاہر اس کا علم نہ ہونے پایا اور دوسرے مدت دراز تک وہ تسلیم و قبول ہی نہیں کی گئی۔ یہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ جب اس کے قانون مشورہ بینک نے اجرائے نوٹ کے بارے میں بینک آف انگلینڈ کے فرائض معین کر دیئے تو

اس کا کام صرف اس قدر رہ گیا تھا کہ اپنی قانونی ذمہ داری کو مناسب پابندی اور قاتات اور باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دے اور باقی کاروبار کو بینک کے معمولی اصول کے مطابق انجام دے۔

واقعہ یہ ہے کہ بینک آف انگلینڈ کے مجلس نظام کے ایک بااثر طبقے کا بھی مدت دراز تک یہی خیال رہا۔ اور اس خیال کے بنی پر مغالطہ ہونے کا اظہار صرف اس وقت ہوا جبکہ ڈالٹریجیٹ کی اہم تصنیف ”لمبارڈ اسٹریٹ“ جو عملی معاشیات پر ایک قابل تعلق مقالہ ہے شائع ہوئی بیجیٹ نے نہ صرف اس مغالطے کی قطع کھولی بلکہ اس کی پوری پوری تردید کر دی اور اس کو نیست و نابود کر دیا۔ بینک کی مجلس انتظامی کے حق میں سراسر نا انصافی ہوگی اگر ہم یہ اعتراض نہ کریں کہ اس کے ذی اقتدار ارکان جو صرف اصولی لحاظ سے اس مغالطے کے موید تھے، اس کو بروئے عمل لانے کی تائید میں ہرگز نہ تھے، بلکہ سرمایہ محفوظ میں ۲۲ فی صد کے تناسب کو موزون اور کافی سمجھتے تھے گو معمولی بنکوں کے نزدیک یہ تناسب حد سے زیادہ تھا۔ موجودہ زمانے میں خود اس نظریے کو بھی ترک کر دیا گیا ہے اور بینک آف انگلینڈ نے اس قدر موثر طریقے سے اس مابہ الامتیاز کو تسلیم کر لیا ہے جو اس کو دوسرے بنکوں سے جدا کرتی ہے کہ دوسرے بنکوں میں رقوم واجب الادا اور نقد کا جو تناسب رہتا ہے اور جس کی بنا پر وہ سب سے قوی شمار ہوتے ہیں اس سے دو چند وہ خود اپنے چٹھوں میں ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر بینک اس نظریے کی جانب عود کرے کہ ایک ہی اصول پر کام کرنے والے بنکوں کے نچلے وہ بھی صرف ایک بینک ہے تو وہ اپنے نقد ذخیرے کی مقدار تبدیل کے بغیر اپنے مشاغل اصل اور مقسوم میں علی الترتیب اضافہ کر کے اپنے ذمے کے واجب الادا رقوم کی مقدار گنتی کر سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بینک آف انگلینڈ کے شعبہ بینک کاری کے سرمایہ نقد کا بیشتر حصہ بینک کے شعبہ اجراء کے جاری کردہ نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیکن زر اور بینک نوٹ ایکٹ کے شرائط کے لحاظ سے یہ نوٹ اسکاٹ برمنی ہوتے ہیں اور دوسرے بینک جن کے عمل سے اس وقت ہم بینک آف انگلینڈ کے عمل کا مقابلہ کر رہے ہیں اپنے نقد سرمائے میں نہ صرف بینک آف انگلینڈ کے نوٹ

شریک رکھتے ہیں بلکہ بینک آف انگلینڈ کی کتابوں اور رکھاتوں میں اعتباری امانتیں بھی رکھتے ہیں۔

196

لیکن بینک آف انگلینڈ نے اپنی ذمہ داریوں کو جس طریقے پر تسلیم کیا ہے بارے میں جی بی بیٹ کا زبردست اعتماد زیادہ تر اس امر سے متعلق ہے کہ اندرونی آفتوں اور مطالبات کے زمانے میں اور خاص کر ایسے زمانے میں جبکہ اندرونی آفتوں کے معنی تمام ملک میں بینک آف انگلینڈ کے نوٹوں کے مطالبے کے تھے بینک کا طرز عمل کیا رہتا ہے۔ اس کی کتاب کی اشاعت کے بعد سے صورت حالات میں دو اہم اعتبارات سے تغیر واقع ہوا ہے۔ اولاً یہ کہ چیکوں کے استعمال کی ترقی اور کتابی اندراج کے ذریعے سے امانتیں قائم کرنے کے طریق کی ترقی اس قدر عظیم الشان رہی ہے کہ اس کی بنا پر یہ نتیجہ بخوبی نکالا جاسکتا ہے کہ کم از کم اندرونی آفتوں کے ابتدائی زمانے میں نوٹوں کا عام طور سے مطالبہ نہیں ہوتا۔ یہ امر بلاشبہ ممکن ہے کہ انگلستان میں ایسی شدید آفت رونما ہو کہ اس کی بنا پر تجارتی طبقے کے ارکان اپنے ذمے کے مطالبات اور قرضوں کو ادا کرنے کے لیے ایک کے دوسرے کے نام تحریر کردہ چیک قبول کرنے سے انکار کر دیں اور یہ کہ عارضی طور سے محض بینک آف انگلینڈ کے نوٹ استعمال کرنے کے طریق پر عود کیا جائے۔ ایسی صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے بینک ایکٹ کے قدیم شرائط کو منسوخ کرنا اور ان بندشوں کو اٹھا دینا پڑے گا جو بینک کی آزادی عمل کو محدود کرتے ہیں اور مطالبات کی ادائیگی کے لیے غیر محدود تعداد میں نوٹ جاری کرنے پڑیں گے۔ لیکن اس عام تباہی و انتشار کے قطع نظر یہ توقع بظاہر معقول معلوم ہوتی ہے کہ اعتبار میں جو رخصت پڑے اس کی یا بجائے غالباً محض بینک کے قرضوں کی بخشش سے کی جاسکتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بینک جو امانتیں دوسرے قرض دہندوں کے حق میں قائم کرتا ہے (جن سے وہ اپنے کاروبار کی بنیاد کا کام لیتے ہیں) ان میں اضافہ ہو جائے۔ دوسرے الفاظ میں بجائے اس کے کہ بینک آف انگلینڈ کا سرمایہ محفوظ اندرونی آفتوں کی وجہ سے اہل بہ تخفیف ہو بینک کے طرز عمل کا اثر محض یہ ہو گا کہ اس کے کمزورتیاں اور ضمانتوں میں اور اس کے ذمے کے واجب الادا رقوم کی مقدار میں اضافہ

ہو جائے گا جیسا کہ بالعموم ششماہیوں کے انتقام پر ہو کر تا ہے۔
 دوسرے یہ کہ بیچہسٹ نے جس زمانے میں کتاب لکھی تھی اس کے مقابلے
 میں اس وقت بینک آف انگلینڈ کا مل طلب مسئلہ بظاہر زیادہ تر خارجی مسئلہ
 ہے۔ بجز اگست ۱۹۱۴ء کے چند ایام کے جبکہ جنگ کے اثر نے تمام دنیا کے زر کے
 بازاروں کو تہ و بالا کر دیا تھا اور ان میں سے اکثر کو استعمال زر کا غندی کے
 دامن میں پسنا ڈھونڈنے پر مجبور کر دیا تھا، انگلستان کی اندرونی اعتبار کی
 کل ہمیشہ اس قدر عمدگی اور لوچ کے ساتھ کام کرتی رہی کہ کسی حقیقی اندرونی آفت
 کا امکان دلوں سے تقریباً فراموش کر دیا گیا ہے۔ دوسری جانب دنیا کے
 معاشی حیثیت سے ترقی یافتہ ممالک کے معیار طلب اختیار کر لینے کا اور اس
 کے ساتھ اس واقعے کا اثر کہ لندن ایک زمانہ دراز تک تنہا ایسے بازار کا کام
 انجام دیتا رہا جس میں ہر ڈرافٹ اور ہر اعتباری امانت عام طور سے فوراً طلب سے
 قابل مبادلہ تھی یہ ہوا کہ بینک آف انگلینڈ کی ذمہ داری سرمایہ طلب کے
 محافظ کی حیثیت سے بہت بڑھ گئی اس لیے کہ تمام اقطاع عالم سے جب کبھی
 لندن کے نام کا ڈرافٹ بینک میں پیش ہو اس کی ادائیگی بصورت نقد اسی
 سرمایہ طلب سے ہمیشہ کئے جانے کا قرینہ ہے۔

جنگ سے پیشتر بہت زمانے تک بینک کے اس ذمہ دارانہ فرض کی
 دشواری اس واقعے کی بنا پر رونما نہ ہوئی تو کم از کم بڑھ ضرور گئی کہ بینک کو معمولی اوقات
 میں لندن میں قائم کردہ امانتوں کی مقدار اور وسعت پر بہت کم قابو حاصل تھا۔
 اس لیے کہ اس صورت میں ہم دوبارہ یہ دیکھتے ہیں کہ آخر میں چل کر جیسا کہ بیان
 کیا جا چکا ہے دوسرے ملکوں پر ٹھیک اسی طرح ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس طرح کہ
 بحالت موجودہ اندرونی اعتباری امانت اور زر کی کثیر مقدار کی تخلیق کی ذمہ داری
 ان پر عائد ہوتی ہے یعنی یہ کہ یہ بینک آف انگلینڈ کے سرمایہ طلب کی
 بنیاد پر اپنے اعتبار اور زر کی اساس قائم کرتے ہیں لیکن اپنی دانشمندی اور
 صوابدید پر اور ان شرحوں کے لحاظ سے جن کا زمانہ ناقابل جنگ میں بینک کی
 مقررہ و معلنہ ذمہ داری شرح سے کوئی تعلق نہ تھا اس زر اور اعتبار کی مقدار میں

توسیع کرتے ہیں۔ ہنڈیوں کو سکار کر، ان پر بیڈ کاٹ کر اور ان کی بنیاد پر قرضہ دے کر ہنڈی کے دلالوں کو زر مستعار دے کر اور صرائے کے ترسکات کی بنیاد پر قرضہ کا اجرا کر کے یہ دیگر بینک ممالک غیر کے کوٹھی کا کاروبار کرنے والوں کو بینک آف انگلینڈ کے سرمایہ طلبا سے زر نقد حاصل کرنے کا موقع بہم پہنچاتے ہیں اور بینک آف انگلینڈ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس سرمائے کو برقرار رکھنے گا۔ اس ذمہ داری میں اس کے شریک سکا رکھر ہیں جو بیرونی ممالک کے باشندوں کے لیے سکارنے کا کام انجام دے کر ایسی ہنڈی تیار کرتے ہیں جن پر باہر والے ہنڈی کے دلال کے ذریعے سے بینک آف انگلینڈ میں بڑھ کٹوا سکتے ہیں اور اس طرح سکا رکھر باہر والوں کو ایسا اعتبار دیتے ہیں جن کو موخر الذکر سونے سے مبدل کر سکتے ہیں۔

اس امر کے باعث کہ بینک آف انگلینڈ کے علاوہ دیگر قسم کے بنکوں کی کاروباری سہولتیں بھی بہت زیادہ ہو گئی تھیں بینک آف انگلینڈ کی دفتری شرح بالعموم بے اثر ثابت ہوئی اور لندن کے بازار کا کاروبار اس شرح سے کسی قسم کے تعلق کے بغیر انجام پاتا رہا۔ اور یہ صورت اس امر کی دوسری مثال ہے کہ زمانہ ماقبل جنگ کا زر کا بازار بیچھٹ کی کتاب ”لمبارڈ اسٹریٹ“ کے بیان کردہ بازار سے مختلف تھا۔ اس لیے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بیچھٹ پیشہ یہ فرض کرتا ہے کہ بینک آف انگلینڈ کی شرح کی ہر تبدیلی بازار کی مروجہ شرح کو فوراً متاثر کرے گی اور بازاری شرح شرح بینک کی متابعت کرے گی۔ وہ لکھتا ہے کہ ”عام صورت سے تمام معمولی اوقات میں لمبارڈ اسٹریٹ میں زر کی اتنی کافی مقدار موجود نہیں ہوتی کہ بینک آف انگلینڈ سے کچھ زر لیے بغیر لمبارڈ اسٹریٹ کی سب ہنڈیوں پر بیڈ کاٹا جاسکے“؛ زمانہ ماقبل جنگ میں یہ بات صحیح نہیں رہی تھی۔ بینک آف انگلینڈ کو اپنی شرح موثر بنانے کی غرض سے خاص خاص تدابیر اختیار کرنے پڑتے تھے، اور جنگ کے بعد سے تو یہ تدبیریں طرح طرح کی ہوتی تھیں ان تدابیر کو متعاقب بیان کیا جائے گا۔

سردست ہم بینک آف انگلینڈ کے کام کا اعادہ کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد اس انتظام پر اجمالی نظر ڈالیں گے، جس کے ذریعے سے بینک اپنی

ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے۔

(۱) بینک آف انگلینڈ حکومت برطانیہ کے فاضلات کا محافظ ہے اور سرکاری مالیات کا انتظام کرتا ہے۔

(۲) وہ دوسرے بینکوں کے فاضلات کا امین ہے۔ اور وہ اپنے کھاتوں میں جو اعتباری امانتیں ان کے نام سے قائم کرتا ہے ان کو دوسرے بینک نقد کے برابر تصور کرتے ہیں۔

(۳) وہ شدید ضرورت اور مصیبت کے زمانے میں کتا بی اندراجات کے ذریعے سے اعتباری امانتوں میں اضافہ کر کے زربھیا کرتا اور اس طرح اس نام نہاد نقد کی مقدار کو بڑھا دیتا ہے۔

(۴) وہ اپنے پاس ایک نقد سرمایہ محفوظ رکھتا ہے جو مقابلہ دوسرے مضبوط سے مضبوط بینکوں کے نقد سرمایوں سے تقریباً دو چند ہوتا ہے۔

(۵) وہ زر کے ان چند بازاروں میں سے ایک بازار کے مرکزی محفوظ سرمایہ طلا کا محافظ ہے جن میں ہر قسم کی اعتباری دستاویز طلا سے فوراً تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح بینک کو ہر شدید عملی ضرورت کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے خواہ وہ کہیں رونما ہوا اور جس کی بنا پر ایسے استخاص جو لندن میں اعتبار رکھتے ہوں اپنے محصلہ قرضے کو بصورت نقد فلز بینک سے وصول کرنے پر تمل جاتے ہیں۔

گویا بینک کی ہتیا کردہ ہولتوں اور اس کی ذمہ داریوں کا پلہ برابر ہے اس کا حکومت کے ساتھ کار کی حیثیت سے کام کرنا اس کو ایسا وقار اور ایسے حقوق دیتا ہے جو نہایت بیش بہا ہیں، اس سے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت ہمیشہ اس کی پشت پناہ ہے۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ بالعموم یہ غلط تصور بھی عوام کے ذہن میں قائم ہو جاتا ہے کہ یہ بینک سرکاری ادارہ ہے نہ کہ حصہ داروں کی مشترکہ انجمن۔ اس بینک میں دیگر بینکوں کے فاضلات رہتے ہیں جن کی بنا پر یہ اس قابل ہوتا ہے کہ حکومت کو زر ربطو قرض دے اور اپنی بیاضوں میں محض حسابات کو منتقل کر کے عملی ضرورت کے وقت زر تخلیق کرے۔ دوسری جانب دوسرے بینک اپنے جو فاضلات اس میں امانت رکھواتے ہیں ان کو

وہ چونکہ بطور نقد اور اپنے دینے ہوئے اعتبار یا قرضے کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں اس لیے بینک آف انگلینڈ کو اس امر کی نگرانی رکھنی پڑتی ہے کہ ان فاضلات کے مقابلے میں اس کے پاس جو نقد سرمایہ ہے اس پر دوسرے گاہکوں کے مطالبات کے وارحد سے زیادہ نہ پڑنے پائیں۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے ذمے کی واجب الادا رقم کے مقابلے میں نقد کا تناسب بہت اعلیٰ رکھتا ہے جس سے اس کے نفع حاصل کرنے کے مواقع بہت کم ہو جاتے ہیں۔ سرمایہ محفوظ میں نقد کی کثیر مقدار رکھنے کی یہ مجبوری اس واقعہ کی بنا پر اور بھی زیادہ بڑھ جاتی اور وقت طلب ہو جاتی ہے کہ بینک آف انگلینڈ دنیا کے سونے کے چند بازاروں میں سے ایک بازار کے مرکزی ذخیرہ طلا کا محافظ ہے اس کو باہر سے جو مطالبات پیش ہوں ان کو ہر وقت ادا کرنے کے لیے تیار و مستعد رہنا پڑتا ہے۔ اور ان مطالبات کی بنیاد وہ اعتباری امانتیں ہوتی ہیں جو اس کے قرضے دینے والے دوسرے گاہک قائم کرتے ہیں یا سکا رکھر بینک میں ہنڈی کے دلال کے ذریعے سے ہنڈیوں پر بڑھ کر تخلیق کرتے ہیں۔

اس طرح بینک آف انگلینڈ کی ذمہ داریوں اور حقوق، مشکلات اور آسانیوں تیر صبرہ کرنے کے بعد ہمیں اب یہ بیان کرنا چاہئے کہ وہ کس کل یا انتظام کے ذریعے سے اپنے مسائل کو حل کرتا ہے۔

گزشتہ بیس سال کی مدت میں ان معاملات میں نہایت اہم اور نتیجہ خیز تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں مصنف نے لکھا تھا کہ بینک آف انگلینڈ دنیا میں اپنی کوئی نظیر نہیں رکھتا، اور اس کے عجیب و غریب خصوصیات اس کی عمارت میں داخل ہونے سے بیشتر ہی عیاں ہونے لگتے ہیں۔ عمارت کی ظاہری شکل و صورت کمینوں اور آنے جانے والوں کو معمولی سی چیز معلوم ہوتی ہے لیکن دیہاتی نو وارد اس کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتا ہے۔ ایک دیہاتی کو جب یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ وہ میوگیٹ کا قید خانہ نہیں ہے تو مغالطے کی وجہ اس نے

یہ بیان کی کہ مکان میں چونکہ درپچھے نہ تھے اس لیے اس نے خیال کیا کہ یہ لازمی طور سے مجس ہی ہوگا۔ سوائے صدر دروازے کے کہ اس کے اوپر تو کھڑکیاں موجود ہیں باقی باہر کی دیوار پتھر کی ٹھوس بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ تو بنک کے کاروبار کا ایک جزو ہے کہ وہ منجملہ اور چیزوں کے قلعہ بھی رہے تاکہ نقب زنون اور چوروں کی دست برد سے جو دولت کی تقسیم کو بہتر بنانے کے بہت زیادہ مستحق رہتے ہیں اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اس نے یہ انتظام پہلے ہی کیا تھا اس لیے کہ گارڈن کے بلوڑوں اور ہنگاموں کا بیان نہ صرف تاریخ کی کتابوں میں درج ہے بلکہ (Barnaby Rudge) میں بھی مذکور ہے۔ ٹھوس دیواروں سے بھی زیادہ نمایاں اور موثر چیز مکان کی چھت کی پستی نیز یہ واقعہ ہے کہ یہ بڑا خطہ زمین ایسی جگہ واقع ہے جہاں زمین فٹوں کے حساب سے بہت قیمت سے ملتی ہے اور وہ ایسی عمارت پر مشتمل ہے جس میں زیادہ تر تہ خانے اور دو منزلہ مکانیت ہے۔ ایک اولوالعزم امریکن نے ایسے پیش بہا موقع محل کو ضائع جاتے دیکھ کر انہار تا سفس کیا اور کہا تھا کہ اگر اس قدیم بنک کا صدر موشمند اور ہوشیار شخص ہوتا تو اس عمارت کو میں منزلہ بناتا، اس کو صاحب جاگدا دیکھنی بنا کر بمقابلہ حالت موجودہ دس گنا منافع حاصل کرتا اور بنک کاری اور ساہوکاری کے فرسودہ کاروبار میں اپنی اوقات ضائع نہ کرتا“

عمارت کے اندرونی حصے میں بڑے اور کشادہ صحن ہیں اور ایک باغ ہے جو خاص خاص موسموں میں خوشنما پھولوں اور سینہ پتوں سے ڈھنکا رہتا ہے، اور بھوری بھوری ہمیب دیواروں، باہر کی سڑک کے شور اور گڑبڑ کے مقابلے میں بہت ہی پرسکون تفریح گاہ ہے۔ یہاں کبھی کبھی اس بڑے کمرے سے سونے کی جھنکار بھی سنائی دیتی ہے جس میں نوٹ بھنائے جاتے ہیں۔ احاطے کے ایک گوشے میں ایک پیرانا قبرستان ہے جس کی وجہ سے یہ خطہ مقدس مانا جاتا ہے۔ چنانچہ بنک کا ایک دیوبہیکل محرر بدستہی سے یہ خوف کر کے کہ مبادا مرنے کے بعد اس کا

سات فٹ کا قیمتی ڈھانچہ لاش چرانے والوں کے ہاتھ لگ جائے اپنی وصیت کی بنا پر بینک کی چار دیواری کے اندر اس توقع کے ساتھ دفن ہوا تھا کہ اس خطے میں اس کی ہڈیاں آرام سے رہیں گی۔ لیکن اب سے چند سال پیشتر بعض مزدوروں کو وہ خانوں میں ترمیم و تبدیلی کرنے کے سلسلے میں ایک قوی الجبتہ انسان کے چہرے کی ہڈی ملی۔ یہ ایک دندان ساز کے ہاتھ فروخت کی گئی جو اپنے مریضوں کے سامنے بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اس ہڈی کی نمائش کرتا ہے۔ اس طرح دیوبند کی محراب کا خوف ایک حد تک پورا ہو کر رہا۔“

202

”جب ہم بینک کے انتظام پر غور کرتے ہیں تو اس کے دو سبب سے نمایاں خصوصیات معلوم ہوتے ہیں۔ ایک تو اس کے مجلسِ نظام کا دستور اور دوسرے اس کا کشتی یا دوری نظم و نسق اور یہی دو معاملے ایسے ہیں جن پر بینک کے نقادوں کی تیز نگاہیں ہمیشہ جمی رہتی ہیں۔ بینک کی مجلسِ انتظامی ایسی جماعت ہے جس میں سکارپھروں اور تجارتی کوٹھیوں سے ارکان کی بھرتی ہوتی ہے۔ اور ان ارکان کا انتخاب خود مجلس کرتی ہے، جس کو حصہ دار محض بطور ضابطہ منظور کر لیتے ہیں۔ یہ ایک غیر منضبط قانون ہے کہ مجلس کا رکن کوئی سا ہوگا یا لفظ سا ہوگا یا کے معمولی مفہوم میں یعنی کوئی ایسا شخص نہیں بن سکتا جس کا تعلق عام جاگ بھنانے والے بنکوں سے ہو۔ بادی النظر میں یہ ان بے ضابطہ مہلات میں سے ایک مہلیت معلوم ہوتی ہے جو انگلستان میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور بیرونی ممالک کے ذہین انخاص کے لیے جو اس تکلف کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں یہ ایک چھینٹا سے کم نہیں۔ بینک کاری کے اس قدر اہم فرایض انجام دینے والی جماعت یعنی بینک آف انجلیکنڈ کا اپنی مجلسِ نظام کی رکنیت سے ہر اس شخص کو محروم رکھنا جو فن بینک کاری میں مہارت تامہ رکھتا ہو ایک ایسا موضوع ہے جو تم ظریف جو نگاروں کو طبع آزمائی کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ بے ضابطگی انگلستان کی دیگر بے قاعدگیوں کے

۱۔ دیکھو اسٹریکی کتاب موسومہ ”زر بازار“ (Money Market) باب۔

۲۔ (Court of Directors)

مشل نہ صرف عملاً کارآمد ثابت ہو رہی ہے بلکہ جیسا کہ ٹھنڈے دل سے اور غائر نظر ڈالنے سے واضح ہوگا سلامت روی پر مبنی اور بالکل حق بجانب ہے۔ اس لئے کہ اول تو یہی امر خود صاف طور سے نازیبا ہے کہ دیگر بنکوں کے بیرونی حلقے کے کسی شخص کو بینک آف انجلیٹڈ کی کنیت حاصل کرنے کے بعد اپنے رفیقیوں کے اسرار معلوم کرنے کا موقع ملے، اور دوسرے بینک ایسے خاص حقوق سے محروم رہیں۔ لیکن اگر دوسرے بنکوں کو بھی مجلس میں نمائندگی کا حق دیا گیا تو مجلس ایک ایسی کثیر التعداد جماعت بن جائے گی جس کا سنبھالنا دشوار ہوگا اور مجلس کا کمرہ باہمی رفتابوں، رشک و حسد اور ایک دوسرے کے خلاف ریشہ دوانیوں کا دخل بن جائے گا۔ دوسرے یہ کہ مناسب نمائندگی کے مسئلے کا حل کرنا وقت طلب ہوگا۔ بحالت موجودہ مجلس بینک دیگر بنکوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، بجز اس کے کہ ان کے فاضلات بینک میں جمع ہیں۔ اس لحاظ سے وہ ان کی کارروائیوں کی بے لاگ اور غیر طرف دارانہ طریقے پر نگرانی کر سکتی اور ان کو عندالضرورت کارآمد مشورے دے سکتی ہے۔“

203

”علاوہ بریں بینک آف انجلیٹڈ کے مذکورہ بالا فرائض بظاہر بہت سے اہم اعتبارات سے دیگر بنکوں کے فرائض سے مختلف ہیں۔ اس کے خاص گاہک یعنی حکومت اور دیگر بینک ایسی مخصوص نوعیت رکھتے ہیں کہ ان کے فاضلات کے مسئلے کے بارے میں خاص نقطہ نظر سے کام لینا پڑتا ہے، اور بین الاقوامی فلز کے بہاؤ کے متدو جزر کی تنظیم کر کے محفوظ ذخیرہ طلا کو برقرار رکھنے کا فریضہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو حل کرنے کے لیے معمولی بینک والوں کی تربیت و مہارت بہت ہی کم مدد دے سکتی ہے۔ اس مسئلے پر عبور حاصل کرنے کی صلاحیت بدیہی طور سے بینک کے نظام ہی میں بدرجہا زیادہ موجودہ ہوتی ہے اس لیے کہ سکارگھروں اور تجارتی کوشیوں سے ان کا جو تعلق ہے اس کی بنا پر ان کو مالک غیر کے کاروباری معاملات کا بہت ہی گہرا اور تازہ بہ تازہ علم ہوتا ہے۔“

”پھر بھی مجلس بینک کے نئے ارکان کے انتخاب کی تحدید کر کے مجلس مذکورہ پر جو بندش عائد کی گئی ہے وہ یقیناً بینک کے انتظامی نقائص میں سے ایک نقص ہے۔“

چنانچہ موجودہ کاروباری حالات کی تغیر پذیری کے باعث لائق و موزوں نئے امیدواروں کا بھرتی کرنا اس کے لیے روز افزوں زیادہ دقت طلب ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے حلقہ عمل میں کچھ نہ کچھ توسیع مناسب معلوم ہوتی ہے اور بنک نے حال میں اپنے ماحول کے تغیرات کے مطابق اپنے آپ کو منظم کرنے میں جو سرگرمی دکھائی ہے اس کے نظر کرتے یقین ہوتا ہے کہ یہ توسیع عمل میں لائی جائے گی۔ اس کی اس سرگرمی و مستعدی کی مثال کے طور پر یہ امر بیان کیا جاسکتا ہے کہ بینک آف انگلینڈ ہی شہر لندن کا سب سے پہلا ادارہ ہے جس نے اپنے محروم اور اہل کاروں کی صف میں صنف انات کو معقول تعداد میں جگہ دی ہے۔

مذکورہ بالا اعتراض سے زیادہ مہنی برصداقت اعتراضات دوری نظم و نیت کے بارے میں کئے جاتے ہیں جس کی رو سے بینک کا گورنر صرف دو سال تک گورنری کے عہدے پر رہتا ہے اور یہ لازمی ہے کہ اس انتخاب سے قبل وہ نائب گورنر کے عہدے پر دو سال تک کار گزار رہ چکا ہو۔ اس کے بعد قبول اس طریق کے نقادوں کے ٹھیک ایسے وقت پر جبکہ وہ اپنے فرائض پر کامل عہدہ حاصل کر لیتا اور پختہ کار ہو جاتا ہے اپنے عہدے سے سبکدوش کر دیا جاتا اور اس مجلس خزانہ کا گنام رکن بنا دیا جاتا ہے جس کی رکنیت کی لازمی شرط ہی یہی ہے کہ ہر رکن سابق میں گورنر رہ چکا ہو۔ مذکورہ بالا اعتراض کے قطع نظر اس طریقے کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ بینک کا کوئی ناظم اس وقت تک گورنر نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ مجلس بینک کا کسی سال تک رکن نہ بنا رہے۔ نتیجہ یہ کہ مجلس بینک میں نوجوان اشخاص کو بطور رکن اس امید میں منتخب کرنا پڑتا ہے کہ انیس میں سال کی مدت میں کام کرتے کرتے ان میں گورنری کی قابلیت پیدا ہو جائے گی۔ اور یہ چیز بعض اوقات اتفاقی طور پر خطر ناک ہو جاتی ہے۔

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ طریقہ جس کی رو سے گورنر کا انتخاب کیا جاتا ہے کسی قدر اتفاقی اور غیر قطعی ہے۔ پھر بھی وہ فوائد سے خالی نہیں ہے۔

خزانے کی کیشی پنجنہ کار اور تجربہ کار افراد پر مشتمل ہوتی ہے جن کے مشورے سے بینک کا گورنر ہمیشہ استفادہ کر سکتا ہے۔ اور چونکہ گورنر کے عہدے کی مدت میعاد ہی ہوتی ہے اس لیے وہ اپنی مجلس بینک کے رفقاء کے کار اور مختلف شعبوں کے صدور کے مشوروں پر عمل کرنے اور تجربات سے فائدہ اٹھانے کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔ اور اس طرح عہدے پر مستقلانہ کار گزار رہنے کی صورت میں جیسا کہ اکثر تجویز پیش کی جاتی ہے وہ جس خود مختاری اور مطلق العنانی سے کام کرتا اس میں بحالت موجودہ مقابلتہ اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ امر نہایت اہم اور ضروری ہے کہ بینک آف انگلینڈ کا حاکم مطلق بحیثیت مجموعی تمام تجارتی طبقے کی سلامت رومی کا تابع و ترجمان رہے اور کسی فرد واحد کے خیالات و تعصبات کا اثر نہ لے لیکن بینک آف انگلینڈ کے دستور کی اصلاح کے لیے جو متعدد تجاویز پیش کئے گئے ہیں ان پر نظر کرنا اور جانچنا موجودہ کتاب کا مقصد نہیں ہے۔ نتائج کی کسوٹی پر کتنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بینک آف انگلینڈ نہ صرف بے مثل و بے نظیر ہے بلکہ اب تک کوئی اس کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ وجہ یہ کہ دنیا کا کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جو اپنے پاس اس مرکز کے نام کا ڈرافٹ پیش ہونے پر جس کا وہ خود صدر ہو اس کو فوراً زر نقد سے مبدل کرنے کی اہم ذمہ داری اس قدر دائمی مستعدی کے ساتھ قبول کرتا ہو جس قدر کہ بینک آف انگلینڈ نہایت خندہ پیشانی اور خود داری کے ساتھ انجام دیتا ہے۔ بینک آف انگلینڈ انگریزی نظام کا مرکز و محور ہے اور انگریزی نظام بینک کی بچک و تغیر پذیریری پر تمام دنیا رشک کرتی ہے۔ اگر ایسی نازک کل میں جیسی کہ اعتباری نظام کی کل ہے کوئی تبدیلی کی گئی، خواہ وہ کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو، تو اس سے مضر اور غیر متوقعہ نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔“

۱۹۰۷ء کے بعد سے اپنے ماحول کی تبدیلیوں کے مطابق اپنے آپ کو منظم کرنے کی مستعدی بینک آف انگلینڈ نے کئی موقعوں پر سرگرمی کے ساتھ ظاہر کی

اور نہایت تندہی سے کام کیا۔ اس کی ظاہری شکل بھی تغیر پذیر ہے۔ اس لیے کہ اب ایک مرتفع مکان تعمیر کیا جا رہا ہے۔ یہ نئی عمارت قدیم دو منزلہ مکان کی بڑی حد تک جگہ لے لے گی اگرچہ باہر کی پرانی دیواریں پورے احترام کے ساتھ بدستور محفوظ رکھی جائیں گی باوجود اس کے کہ سڑک کی توسیع کی تجویز ان کی موجودگی کی مخالف ہے۔ پرانا باغ اب تک یعنی جولائی ۱۹۲۹ء تک موجود ہے۔ لیکن جب نئی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچے گی تو یہ بھی غائب ہو جائے گا۔ سانے والا قدیم صحن باقی نہیں رہا ہے جس پر قدیم روایات کے مطابق جب بھی حسابی تنقیح کے ختم پر ضیافت کی جاتی تھی تو لکیریں بکھینچ دی جاتی تھیں تاکہ نظاماء بنک (حالت سرور میں) بھٹکنے نہ پائیں بلکہ ان کے سہارے سہارے چلیں۔

اب مجلس نظاماء اور چند اراکین کے اصرار سے بہت تقویت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں ایک تو مشرقی بینک کاری کا ماہر ہوتا ہے جو سابق میں خزانے کا عہدہ دار رہ چکا ہو اور ہندوستانی مالیہ کی وزارت کا زینہ طے کر چکا ہو۔ دوسرے زیر دست کار پرداز سر جو شیا شامپ ہیں جو ریلوے کے صدر نشین، عالم معاشیات، ماہر اعداد و شمار و اخلاقیات اور تاوانات جنگ کے مسائل پر کامل عبور رکھتے ہیں، اور جنہوں نے انگلستان میں مالگڑاری کے عہدہ دار کی حیثیت سے ملازمت شروع کی تھی۔ لیکن سب سے عجیب و غریب تجاویز جو مجلس نظاماء نے اپنے قدیم عمل میں کیا یہ ہے کہ سر ای ایم ہاروے سابق صدر خرابھی کو بینک کا نائب گورنر مقرر کیا۔ بینک کے ایک اور عہدہ دار سر گارڈن نیرن کو جو سابق میں صدر خرابھی اور بعد میں کنٹرولر کی نئی جگہ دار پر مامور ہوئے تھے مجلس نظاماء کی رکنیت پر ترقی دی گئی۔ اسی کے ساتھ علیے میں بھی کچھ رد و بدل کر کے نہ صرف خزانے کے دو سابق عہدہ داروں کا اضافہ کیا گیا ہے بلکہ عارضی طور سے ڈاکٹر اسٹورٹ کا بھی تقرر کیا گیا ہے جو اس سے قبل واشنگ ٹن کے فڈرل رنر روبروورڈ کے عہدہ دار اعداد و شمار تھے۔ خلاصہ یہ کہ ”جیسا کہ رسالہ انکوائسٹ نے اپنی ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں لکھا تھا، ”بینک نے ماضی میں اس کا ثبوت دیا ہے اور اب بھی دیر ہا ہے کہ وہ

وسیع و جدید معلومات کے تجربہ کار اشخاص کے خدمات حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن موقع سے مستفید ہونے کا انتہائی شوق رکھتا ہے۔ ناظرین دکھیں گے کہ لندن کے معمولی بینک جنھیں عام طور سے حساب گھر کہا جاتا ہے اب بھی مجلس نظار میں اپنا کوئی نمائندہ نہیں رکھتے۔ ان کی نمائندگی کے خلاف جو وجوہ اوپر بیان کئے گئے ان میں سے اکثر اب بھی صادق آتے ہیں لیکن بینک اور اس کے طریق کار کے نقادوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ملک کی اہم دولت آفرین صنعتوں کو بھی اپنے سب سے بڑے اور مستند مالی ادارے کے کاروبار میں شرکت کا موقع ملنا چاہیے چنانچہ جب سر جوشیا اسٹامپ نے مجلس بینک کے رکن مقرر ہونے پر کارخانہ امپریل کیمیکلس کی مجلس انتظامی کی رکنیت سے استفاہید یا تھا تو لوگوں میں اس سے بہت کچھ ناگواری پیدا ہوئی تھی۔

لیکن عوام کے نقطہ نظر سے جو سب سے اہم تبدیلی بینک آف انگلینڈ میں رونما ہوئی ہے وہ بینک کے گورنر کی حیثیت کی تبدیلی ہے۔ یہ امر کہ لارڈ کلفٹ (جس خطاب سے وہ بعد میں مخاطب ہوئے) آغاز جنگ پر گورنر مقرر ہوئے اور ۱۹۱۵ء تک یعنی جنگ کے آخری سال تک اسی عہدے پر مسلسل فائز رہے بظاہر مناسب تھا۔ لیکن عام طور سے یہ خیال کیا گیا کہ دو سالہ گورنری کے طے ہونے میں اس طرح جو زخمہ بڑا وہ جنگ کے زمانے کے لیے ناگزیر تھا۔ چنانچہ جب ان کے عہدے پر سر براٹن کو کھینچا گیا تو لارڈ کلفٹ آف ایبورن ہیں ۱۹۱۵ء میں مستعفی ہوئے تو بظاہر ایسا معلوم ہوا کہ دو سالہ دور کا طریق علی حالہ قائم ہے۔ لیکن لارڈ کلفٹ کے الگ ہونے کے بعد سے مٹرمانٹیکو نارمن بحیثیت گورنر مسلسل کام کر رہے ہیں چھو سالہ مدت کے اہتمام پر ان کا دوبارہ انتخاب و تقرر کیا جاتا ہے۔ اور ہمیں ابھی تک اس کا علم نہیں ہے کہ آیا ان کی مسلسل صدارت کسی جدید قاعدے یا طریق کے نفاذ کا نتیجہ ہے۔ ہر اس موقع پر جبکہ ان کا دوبارہ تقرر عمل میں آتا ہے ایسے لوگ جو زر کے بازار کے اندرونی عمل سے بخوبی واقف ہیں یا جن کو بخوبی

207

واقع ہونا چاہئے اس تقرر کے متعلق دل سے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف قدیم وضع کے نقاد اس کو بظنر استحسان نہیں دیکھتے۔ سر دست تو ہر شخص یہ تسلیم کرتا ہے کہ مسٹر نارمن نے تمام کاروباری دنیا کے سامنے اپنی محنت شاقہ اور بے لوث کارگزاری کی نہایت عمدہ مثال پیش کی ہے، اور یہ کہ جنگ کے بعد کے پُر آشوب زمانے میں انھوں نے نیویارک کے فنڈرل رزرو بنک کے مسٹر بنجمن اسٹرانگ آنجہانی کی شرکت و تعامل سے تمام عالم کے لیے بیش بہا اور نمایاں خدمات انجام دیں۔ ایسے زمانے میں جبکہ مدیران کی سیاست نزاع پیدا کرنے میں مصروف تھے، ایک دوسرے کا منہ چڑھاتا اور حرکات و سکنات سے خفگی کا اظہار کرتا تھا، اس وقت ان دونوں انخاص نے تمام کاروباری دنیا کے سامنے یہ ثابت کر دکھایا کہ اس زمانے میں دنیا کو جس شے کی حقیقی احتیاج تھی وہ تنظیم جدید اور قابل تھی، اور انھی دونوں نے یورپ کو دوبارہ اس کے پیروں پر کھڑا کرنے کی کمال استقلال کے ساتھ اور مردانہ وار کوشش کی۔ ان کے مساعی بہت زیادہ کامیاب ہوئے اگر باہر ان سیاست ان کی راہ میں حائل نہ ہوتے اس لیے کہ جس زمانے میں یہ دونوں انخاص نظام ہائے زر کے ثبات پذیر بنانے اور تنظیمی اغراض کے لیے قرضوں کا اجسرا کرنے میں مصیبت زدہ و شکستہ حال ملکوں کا ہاتھ بٹانے میں مہمک تھے اور ان میں اتحاد و یکجہتی پیدا کر رہے تھے، اس زمانے میں باہر ان سیاست ان کی راہ میں تجارتی رکاوٹیں ڈالنے اور موانع پیدا کرنے میں لگے ہوئے تھے اور اپنا پانے ملکوں کی فریب خوردہ پبلک کو چلا چلا کر یہ یاد رکھا رہے تھے کہ بیرونی ممالک سے ایشیا کی درآمد کرنا ملک کے حق میں مفید نہیں ہو سکتا۔



بارھواں باب

شرح بنک اور بازاری شرح

(۱) شرح بنک کا مفہوم (۲) سابق میں یہ معمولی اوقات میں بہت کم شرح تھی
 (۳) شرح بنک اور بازاری شرح میں اب تعلق قائم ہو گیا ہے (۴) بازاری
 شرح کی تنظیم کیوں ضروری ہے (۵) بنک آف انگلینڈ کا اقتدار بازار پر (۶)
 خزانے کی ہنڈیوں کا لین دین (۷) پوشیدہ ہنڈ (دوسرے ازغیب) زیادہ قریبی گہرا ذاتی تعلق
 (۹) آزاد بازاری کی پاسی

208

بنک آف انگلینڈ کی طرف سے ہنڈی پر بڑے کاٹنے کی جو اصل ترین شرح
 بحساب فی صد مقرر کی جاتی ہے، اس کو شرح بنک کہتے ہیں۔ وہ بڑے کی بازاری
 شرح ہے اس لحاظ سے مختلف ہوتی ہے کہ وہ عموماً اصلی تر ہوتی ہے، اس میں بازاری
 شرح کی طرح ہمیشہ تغیر نہیں ہوتا رہتا یعنی وہ ہنڈیوں کی رسد و طلب کے تغیرات کے
 ساتھ ساتھ تبدیل نہیں ہوتی بلکہ مجلس بنک کے خاص جلسے میں جو صرف ہر جمعرات کو
 منعقد ہوتا ہے مقرر کی جاتی ہے، اور سوائے خاص غیر معمولی صورتوں کے ہفتے کے
 کسی دوسرے دن اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ بنک یوں تو ہمیشہ بننے کی اصل ترین

شرح کا اعلان کرتا ہے لیکن اگر اس کے پاس پیش ہونے والی ہنڈیوں کی مقدار میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے تو وہ بالعموم اس کم شرح پر بیٹہ کاٹنے سے انکار کر دیتا ہے بلکہ بعض اوقات زیادہ بڑے کاٹنے لگتا ہے اور آنے والی جمعرات کے جلسے میں مجلس اسی اعلیٰ شرح کو دفتری شرح قرار دے دیتی ہے بنک قرضوں پر جس شرح سے سود لیتا ہے وہ عام طور پر شرح بڑے سے نصف فی صد زیادہ رکھی جاتی ہے۔ بنک جس وقت مقررہ دفتری شرح سے ہنڈیوں پر بیٹہ کاٹتا ہے یا اسی شرح کے مساوی یا اس سے اعلیٰ شرح پر قرضے دیتا ہے، تو شرح بنک ”موثر“ کہی جاتی ہے۔

دراغ ہو کہ بنک کی مقررہ دفتری شرح صرف صدر دفتر ہی میں اور وہاں بھی صرف جزوی حیثیت سے رائج رہتی ہے جب اہل معاملہ حنائی حیثیت سے بنک آف انگلینڈ کے پاس ہنڈیاں پیش کرتے ہیں، تو وہ ان پر نہ صرف صدر دفتر میں بلکہ اپنی شاخوں میں بھی بازاری شرح سے بڑے کاٹتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ دیگر بنک اکثر شاکی تھے بنک آف انگلینڈ دوسرے بنکوں سے مقابلہ کیا کرتا تھا اور اپنی شرح کو ان کی شرح سے ہر حالت میں کم رکھنے کی کچھ ایسے طریقے پر کوشش کرتا تھا جس سے ان بنکوں کو کوفت اٹھانی پڑتی تھی اور یہ ایک حد تک بجا بھی تھی۔ مگر یہ واضح رہے کہ بنک اس حالت و حیثیت پر از خود نہیں آیا بلکہ حالات و واقعات نے اس کو آنے پر مجبور کیا اس کی متعدد شاخیں از خود قائم ہو گئیں۔ بلکہ ملک میں خاص خاص عارضی حالات کی وجہ سے ان شاخوں کی جب ضرورت محسوس ہوئی اس وقت قائم کی گئیں جب ہر طرف زرعی و صنعتی مرکز قائم ہونے لگے اور ان کی روز افزوں ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دوسرے بنکوں کا جال پھیلا اور بنک کاری کی سہولتیں عام ہو گئیں تب بھی بنک آف انگلینڈ کی شاخیں بدستور قائم رہیں اور اپنے وجود کو حق بجانب ٹھہرانے کے لیے لازمی طور سے انھیں کچھ جدوجہد کرنی پڑی۔ اس وجہ سے دوسرے بنکوں کو قدرتی طور سے شکایت کا موقع ملا اور اسی بنا پر ان کو شکایت تھی کہ بنک آف انگلینڈ ان سے زرچین کر خود انھیں کے حلقہ کار و بار میں انھی کے زر سے کم شرح جاری کر کے ان کو زک و شکی

کوشش کرتا تھا۔

یہ قدیم شکایت اب تو رنج یا مسافت کر دی گئی ہے۔ لیکن اب ایک نئی شکایت یہ پیدا ہوئی ہے کہ بینک آف انگلینڈ بعض غیر ملکی زمین غیر مسلم ملک اور اوروں کی اعانت کرتا ہے اور اس پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ان کی کچھ اس طرح پر دست گیری کرتا ہے کہ اس سے ان کے مد مقابل یعنی انگلستان کے مساوی اور سسکار کا کاروبار کرنے والے باشندوں کے حق میں نا انصافی ہوتی ہے۔ یہ اعتراضات زمانہ مابعد جنگ کے ان امدادی کاموں کے متعلق پیدا ہوئے جو بینک نے برا عظم میں انجام دئے۔ لیکن نئے نائب گورنر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی بینک کو تجارتی بنکوں سے عام بینک کاری کے معاملات میں بالعموم مسابقت نہ کرنی چاہئے۔ لیکن قدیم شکایت کے زمانے میں شرح بینک اس قدر نشاد و نادر ہوتی تھی کہ اگر بینک بچے کا کاروبار کرنا چاہتا تو اسے ادنی شرح پر ہنٹیاں لینی پڑتی تھیں۔ اگر وہ اندرون ملک صرف اپنی دفتری شرح پر ہنڈیاں لیتا تو اس کے گاہکوں میں دیگر بنکوں کو تو شکایت کا موقع نہ ملتا کیونکہ بینک کو بہت کم ہنڈیاں ملتیں۔ لیکن جب وہ اپنی دفتری شرح سے نیچے اتر آتا بازار کی کشمکش میں حصہ لیتا اور خود بازار کے زر سے بازار کو زرک دینے کی کوشش کرتا تو بازار کو شکایت کرنے کی وجہ تھی۔

دفتری شرح اور بازاری شرح میں کوئی باہمی تعلق موجود نہ ہونے کا ایک نتیجہ یہ بھی تھا کہ بازاری شرح بالکل غیر منظم رہتی تھی۔ جنگ سے قبل کے زمانے میں بازاری شرح بسا اوقات دیگر بنکوں کے ہنڈی کے دلالوں اور ہنڈی بیچنے والوں کے باہمی مقابلے اور باہمی گفت و شنید و کشمکش سے طے پاتی تھی اسی وجہ سے اس کا تعین محض افراد کے بے تحے اور متضاد خیالات کی بنا پر ہوتا تھا جو کسی پیش آند کاروباری مقابلے کے متعلق اکل پر قائم کیے جاتے تھے۔ اور اس کے تعین کا محرک بازار اور بحیثیت مجموعی زر کا کاروبار کرنے والی دنیا کے مفاد و بہبودی کا خیال نہ ہوتا تھا۔ انفرادی ساہوکار یا ہنڈی دلال جو اپنی ہنڈیوں کے ذخیرے میں اضافہ کرنا یا منصفی المیعاد ہنڈیوں کی

211

تجدید کرنا چاہتا تو وہ قدرتی طور سے بہترین ممکنہ شرح سے بڑھ کاٹتا، اور اس سے یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ اپنے اس فعل سے باز رہے اور رک کر اس امر پر غور کرے کہ ادنیٰ شرح بڑے سے ہنڈی خریدنے کا اثر مبادلات خارجہ پر مضر پڑے گا یا کسی بیرونی کوٹھی کا کاروبار کرنے والے کو لندن کے ذخیرہ طلبہ پر بہت زیادہ دسترس حاصل ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے بالعموم یہ ہوتا تھا کہ اخباروں میں زر کے متعلق جو مقالے لکھے جاتے تھے ان میں اس امر کے بارے میں اظہارِ تاسف کیا جاتا تھا کہ شرحوں کو بہت سرعت کے ساتھ کھٹنے دیا جا رہا ہے گویا ساہوکار اور ہنڈی دلال کوئی قابل اعتراض اور مذموم کاروبار انجام دے رہے ہیں۔ حالانکہ وہ جو کچھ کرتے تھے وہ صرف یہ تھا کہ اپنی مطلوبہ ہنڈیوں کو صرف ایسی شرح پر خریدتے تھے جس پر خریدنے کی ان کو حالات اجازت دیتے تھے۔ اور یہ بظاہر بہت ہی عجیب بات معلوم ہوتی تھی کہ شہر کے مدیران اخبار بڑے کے بازار کے رجحان کے متعلق تو اس قدر اظہارِ تاسف کریں اور کنسول کی قیمت کے اضافہ و تخفیف کے متعلق تسلیم کریں کہ تک کے بازار میں رسد و طلب کا ناگزیر عمل اور رد عمل کنسول کی قیمت کے تغیرات کا باعث تھا۔

بڑے کے بازار کے تغیرات کے متعلق اس رائے کا جواز صرف یہ تھا کہ بڑے کی بازاری شرح اور مبادلات خارجہ کے مابین جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے بہت ہی قریبی تعلق پایا جاتا ہے جب بڑے کی بازاری شرح کو لندن میں نسبتہ کم ہونے دیا جاتا ہے تو بڑے گٹھائے کی غرض سے بیرونی ممالک سے قدرتی طور سے لندن زیادہ ہنڈیاں بھیجی جاتی ہیں یعنی یہ کہ انگلستان میں تسکات کی درآمد بڑھ جاتی ہے اور اس طرح بین الاقوامی قرض داری کا توازن متاثر ہوتا اور انگلستان کے ذمے زیادہ رقم واجب الادا ہو جاتی ہے اور مبادلے کی شرحوں میں ایسے نقطے تک تغیر ہونے کا میلان رونما ہوتا ہے جس پر پہنچنے کے بعد ڈرافٹ خریدنے کے مقابلے میں بذریعہ جہاز ترسیل طلبہ کرنا نسبتہ زیادہ فائدہ بخش ہوتا ہے۔ دوسرے مرکزوں کی شرحوں کے مقابلے میں لندن کی شرح بالعموم ادنیٰ ہوتی تھی۔ لیکن اس کا اضافی ادنیٰ بین محض فسرق مدارج کا سوال تھا۔ اور جب اس درجے میں ایسے طریقے پزیرا دینی واقع

212

ہوتی جو عام مالی صورت حالات کے مد نظر حق بہ جانب ہوتی تو ایسے حالات رونما ہوتے جس کی اختیارات کی جانب سے سخت نکتہ چینی اور مخالفت کی ضرورت پڑتی تھی۔ کیونکہ اخبار تو محض شہر کی صائب رائے کا عکس پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن انفرادی ساہو اور دلال جن کا باہمی مقابلہ شرح بڑھ کو کم کرتا ہے، ان امور سے متاثر ہو کر اپنا ہاتھ نہیں روکتے۔ اس لیے کہ اول تو ہر شخص اس خیال کو لغو سمجھے گا کہ محض اس کے انفرادی فعل کا کوئی قابل لحاظ اثر رونما ہوگا۔ دوسری وجہ یہ کہ اگر اس کا کوئی قابل لحاظ اثر رونما بھی ہوا تو وہ یہ خیال کرے گا کہ اس سے اس امر کی توقع کس طرح رکھی جاسکتی ہے کہ وہ مبادلات خارجہ کے ناموافق چڑھاؤ کو روکنے کی خاطر اعلیٰ شرح پر ہینڈی ملنے کا انتظار کرے اور اعلیٰ درجے کی ہینڈیوں کے پلندے کو جو کم شرح پر اس کو دستیاب ہو رہی ہوں لینے سے انکار کرے۔ مبادلات کی ناموافق شرحیں ساہو اور دلال کو صرف اسی صورت میں ہینڈیوں کی خریداری کے بارے میں محتاط بناتی ہیں جبکہ احتیاط کرنے میں خود انہی کا فائدہ ہو۔ اس لیے کہ ایسی ناموافق شرحیں عام طور سے یہ توقع دلاتی ہیں کہ آئندہ ان میں اضافہ ہوگا اور اس طرح وہ ہینڈی کے خریداروں کو انتظار کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ لیکن یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ کل بازار کے مفاد کی خاطر انفرادی خریدار اپنا ہاتھ روک لیں گے۔

پس ہم دوبارہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بینک آف انگلینڈ سے جس ذخیرہ مٹلا کے رکھنے کی توقع کی جاتی ہے دیگر بینکوں کی قائم کردہ امانتوں سے ہمیشہ اس کے خالی ہونے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور یہ اندیشہ اس اعتبار سے اور بھی زیادہ قابل لحاظ ہو جاتا ہے کہ دیگر بینک آف انگلینڈ کی نقدی کی حالت کا کوئی فوری لحاظ کئے بغیر محض اپنے ذاتی کاروبار کی ضرورت و اقتضا کے مطابق اپنا کاروبار جاری رکھتے ہیں۔ اس طرح انگلستان کے زر کے نظام کی قابل تعریف لحاک ہی ایک حد تک باہمی ارتباط کی کمی کا سبب بنی اور اس کی اصلاح کے لیے بینک آف انگلینڈ کو گاہ گاہ فوری و موثر تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔

یہ بے ریلٹی ایک حد تک حالیہ تغیرات کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اور اس کے رونما ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بینک آف انگلینڈ کے حلقہ اثر کے باہر دوسرے ایسے

اعتباری امانتیں تخلیق کرنے والے اداروں میں عظیم الشان ترقی ہوئی جن کی امانتیں تو کثیر المقدار ہیں مگر ان کی بنیاد بینک آف انگلینڈ کا ذخیرہ محفوظ ہے گویا ہر اعتباری امانت جو مالک غیر کے باشندے کو دی جاتی ہے وہ بٹہ یا قرضے کی صورت میں بینک کے نقد محفوظات پر پورش کا سامان تیار کرتی ہے جیسے چھبٹ کے زمانے میں بینک آف انگلینڈ اپنے اقتدار و اختیار کو بظاہر نسبتاً زیادہ سہولت کے ساتھ عمل میں لاتا تھا۔ چنانچہ صفحہ ۱۹۸ مندرجہ حاشیہ جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں ہم چھبٹ کا یہ بیان پاتے ہیں کہ معمولی اوقات میں لمبارڈ اسٹریٹ بینک آف انگلینڈ کے دیئے ہوئے زر کے بغیر منڈیوں پر بٹہ نہیں کاٹ سکتی تھی۔ دوسرے الفاظ میں جس وقت چھبٹ نے کتاب لکھی تھی شرح بینک بجز غیر معمولی موقعوں کے ہمیشہ موثر رہا کرتی تھی۔

لیکن زمانہ تا قبل جنگ میں اس حالت کا شائبہ بھی نہ پایا جاتا تھا۔ بر خلاف اس کے بینک آف انگلینڈ کو اپنی شرح موثر بنانے کی غرض سے ایسے زمانے میں زر قرض لینا پڑتا تھا جبکہ وہ قرض لینا نہ چاہتا تھا اس لیے کہ بازار میں زر کی رسد وافر ہونے کی وجہ سے وہ جانتا تھا کہ تا وقتیکہ رسد زر کی قلت نہ واقع ہو ساہوکار اور دلال ایسی شرحوں پر منڈیوں پر بٹہ کاٹنے کا سلسلہ جاری رکھیں گے جو مبادلات خارجہ کو انگلستان کے خلاف رکھیں گے۔ دوسرے الفاظ میں اعتباری امانت تخلیق کرنے والی کل نے اپنی پیداوار مہیا کرتے میں اس قدر خوبی کے ساتھ کام انجام دیا تھا کہ بینک آف انگلینڈ کو جسے اس طرح تخلیق کردہ امانتوں اور واجب الادا رقموں کو ادا کرنے کے لیے تیار رہنا پڑتا تھا، کچھ پیداوار کو اس کے قابضوں اور حاملوں کے پاس سے لے لینا پڑتا تھا اور ان کو ایسی شرح دینی پڑتی تھی جو منڈیوں کو بہت ہی ادنیٰ شرح پر خریدنے کے ترغیبات کو روکے۔

بینک یہ کام زر کے بازار میں جا کر اور وہاں سے قرضہ حاصل کر کے انجام دیتا تھا۔ جو کچھ زر وہ بطور قرض حاصل کرے اس سے واپس لینے کا صرف یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ اس سے دوبارہ قرضہ لیا جائے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے صدر دفتر میں دوسروں کو صرف اپنی ذمہ داری شرح پر یا اس سے نصف فی صد زائد پر قرضہ دیتا ہے

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بینک آف انگلینڈ جب قرضہ دیتا ہے تو اس عمل کا اظہار کتاب یا کھاتے میں اندراج سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ان اندراجات کی وجہ سے وہ اپنے اثاثے میں ضمانتوں کی زیادہ مقدار کو ظاہر کرتا ہے جو قرضے کی کفالت میں اس کو وصول ہوئی ہوں، اور اپنے ذمے کی واجب الادا رقم میں زیادہ امانتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جس وقت وہ دوسروں سے قرضہ لیتا ہے تو کتابی اندراجات کا عمل اسی کے مائل کیا جاتا ہے لیکن طریقہ معکوس ہوتا ہے۔ یعنی اس کی ضمانتوں میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان کے ایک جزو کو وہ اپنے قرض دہندوں کے پاس محفوظ کرتا ہے اور اس کی امانتیں بھی اس لیے گھٹ جاتی ہیں کہ جتنی مقدار وہ دوسروں سے قرض لیتا ہے وہ امانتوں سے منہا کر دی جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے حاصل کئے ہوئے قرضے کی مقدار دیگر بینکوں کے فاضلات کو جو بینک آف انگلینڈ میں جمع رہتے ہیں کم کر دیتی ہے اور اس طرح اعتبار کی بنیاد کو محدود کر دیتی ہے، زر کے نرخ کو گرا کر دیتی، بیٹے کی بازاری شرح کا شرح بنک سے کچھ نہ کچھ تعلق قائم کر دیتی، مبادلات خارجہ میں اضافہ کرتی اور اس امکان کو زیادہ قوی کر دیتی ہے کہ سونا لندن بھیجا جائے یا جو سونا باہر سے وصول ہو اس کو برآمد نہ کیا جائے۔ اس بیج دار عمل کے ذریعے سے بینک اپنے محفوظ سرمائے میں اضافہ کرنے یا اس کی حفاظت کرنے کے مقصد کو انجام کار حاصل کر لیتا تھا۔

یہ کہا جا چکا ہے کہ جب بینک آف انگلینڈ دوسروں سے قرضہ لیتا ہے تو اپنے اس فصل سے دوسرے بینکوں کے فاضلات کو گھٹا دیتا ہے۔ فاضلات کی تخفیف یا تو براہ راست ان فاضلات کے ایک جزو کو بطور قرض لینے سے عمل میں آتی تھی یا ہنڈی دالوں اور کوٹھی والوں سے قرضہ لینے سے بالواسطہ یوں عمل میں آتی تھی کہ یہ موخر الذکر طبقہ دوسرے بینکوں کے نام چیک لکھنے کا حق اس کو دیتا تھا اور اس طرح یہ حق متعلقہ بینکوں کے ان فاضلات کو جو بینک آف انگلینڈ میں ان کے حساب میں جمع رہتی تھیں چیک کی رقم کی حد تک زائل کر دیتا تھا۔ یہ متعلقہ بینک آف انگلینڈ میں اپنے فاضلات کی کمی کو یا تو اپنے دے ہوئے ان قرضوں میں تخفیف کر کے پورا کرتے تھے جو ان فاضلات پر مبنی ہوتے تھے یا زیادہ تر اپنے ہنڈی کے دالوں کو

دئے ہوئے قرضوں کو واپس طلب کر کے پورا کیا کرتے اور یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بینک ہنڈی کے دلالوں کو جو زر بطور قرض دیتے ہیں وہ ان بنکوں کے حق میں ان کے ”نقد بدست اور نقد در بینک آف انگلینڈ“ کے پہلے مورچے کے بعد کا دوسرا مورچہ ہے۔ باخط مدافعت ہوتا ہے ”ہنڈی کے دلال“ جن سے یہ قرضے واپس طلب کئے جاتے تھے، سب سے پہلے دوسرے سا ہووٹوں اور قرض دہندوں کے پاس رجوع ہوتے تھے اور اس طرح اپنے کاروبار کے مطلوبہ سرمائے میں جو کمی واقع ہوئی اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن عام طور سے یہ ہوتا تھا کہ انھیں انجام کار بینک آف انگلینڈ کی جانب مجبوراً رجوع ہونا پڑتا تھا جہاں سے انھیں اسی زر کا ایک جزو بطور قرض لینا پڑتا تھا جسے بینک نے بازار سے مستعار حال کیا تھا چونکہ اس معاملہ کردہ قرضے کا سود بینک کو اپنی ذمہ داری شرح یا اس سے کچھ زیادہ شرح پر ادا کرنا پڑتا تھا اس لیے یہ شرح بہت موثر ہو جاتی تھی اور بازاری شرحوں میں اس کی حیثیت ایک موثر عامل کی رہتی تھی۔ اس طرح یہ نظام بہت ہی بھتہ اور مصنوعی اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ایک حد تک نادر الوجود تھا اور اس کو وجود میں لانے والی شے وہ عظیم الشان ترقی تھی جو دیگر بنکوں کے شائع میں رونما ہوئی۔ ان بنکوں نے اعتباری امانتوں کی تخلیق اس قدر کامیابی کے ساتھ کی تھی کہ ان کی اس پیداوار کا ایک جزو بعض اوقات بینک آف انگلینڈ کو جذب کر لینا پڑتا تھا حالانکہ اس کی احتیاج خود بینک کو نہ ہوتی تھی بلکہ اس پیداوار کی ضرورت سے زائد کثرت کے مفروضہ کو روکنے کے لیے ایسا کرنا پڑتا تھا۔

216

ہنڈی دلال، جن کے متعلق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت بینک آف انگلینڈ اعتباری امانتوں کی ضرورت سے بہت زیادہ مقدار میں تخفیف کرنا ضروری خیال کرتا تھا تو یہی سچا رہے سب سے اول چٹلائے مصائب ہوتے تھے، اس نظام کی لغویت کو بہت شد و مد سے بیان کرتے تھے کہ اس طرح کی بے مضابطہ نگرانی کرنے کی صورت میں اعتبار کے تمام جائز استعمال کرنے والوں کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اور بینک کا یہ فعل رسد و طلب کے قدرتی قوانین میں بہت ہی مذموم قسم کی مداخلت ہے۔ چنانچہ بہت ہی شد و مد کے ساتھ وہ اس امر پر زور

دیتے تھے کہ ان تو این رسد و طلب کو قدر زر کا تعین کرنے میں ویسی ہی آزادی دینی چاہئے جیسی کہ دوسری ہر قسم کی شے کی قدر کے تعین کے بارے میں ان کو حاصل ہوتی ہے۔ ان کا استدلال یقیناً ایسا تھا جس کے ساتھ غیر جانب دار اور بے غرض مہم کو ہمدردی ہو جاتی تھی۔ اس لئے کہ دیگر بنک جن مہولت بخش طریقوں سے قرضے دیتے تھے ان کی بنا پر دلال ہنڈی کا کاروبار کرنے پر اگر مجبور نہ ہوتے تھے تو کم از کم ان کو ایسا کرنے کی ہمیشہ ترغیب ضرور ہوتی تھی۔ یعنی یہ کہ وہ ایسی شرحوں پر ہنڈیاں لیں جن کا مبادلات خارجہ پر مخالف اثر پڑتا تھا۔ اور ان کے ایسا کرنے کے بعد بنک آف انگلینڈ کو صورت حالات کی اصلاح کرنے کی غرض سے اعتباری امانتوں کی مقدار میں تخفیف کرنی پڑتی تھی۔ ایسی صورت میں دلال ایک جانب اپنے کیسے کو مطلوبہ کاروباری سرمائے سے خالی پاتے تھے، دوسری جانب ان کے قلمدان ایسی ہنڈیوں سے پُر ہوتے تھے جنہیں انہوں نے کم شرحوں پر حاصل کیا تھا۔ اور انہیں ہنڈیوں کا کاروبار کرنے کی غرض سے زر حاصل کرنے کے لئے غیر معمولی طور سے بہت زیادہ شرح ادا کرنی پڑتی تھی یا ان ہنڈیوں پر بنک آف انگلینڈ میں بہت نقصان کے ساتھ بڑھانا پڑتا تھا۔

پھر بھی دلالوں کا معاشیات کے ابتدائی اصول اور رسد و طلب کے قدرتی قوانین کو اپنی محبت کی بنیاد قرار دینے کا فعل جرح و تحقیق کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ خود زرعی و صنعتی ایشیا کی پیدائش میں قانون رسد و طلب اگر اس کو آزادی دے دی جائے بہت سی خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے سب سے بدیہی خرابی افراط و تفریط اور کساد بازاری کے وہ دور ہیں جو صنعتوں میں مقررہ معیار سے رونما ہوتے رہتے ہیں اور جن کی بہت ساری خود صنعتوں اور کمپنیوں میں مجموعی قوم کو نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ کچھ مدت سے تہذیب یافتہ دنیا نے ان خرابیوں کو ناگزیر سمجھ کر یا آزادانہ مسابقت کے نظام کے تحت پیدائش کے اضافے سے جو عظیم الشان فوائد رونما ہوئے ہیں ان کے مقابلے میں ان خرابیوں کو بیچ سمجھ کر ان کے سامنے تسلیم خم کر دیا ہے۔ لیکن اب اس کے بہت ہی واضح علامات پلے پلے جاتے ہیں کہ بے بسی کی اس حالت میں تیسرے پیدا ہو جلا ہے۔ پیدائش دولت کا جدید رجحان یقیناً اتحاد و تعامل اور یکجہتی کی جانب ہے اور

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آزاد ساقبت کا دور بظاہر بتدریج معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن اعتبار اور اعتباری دستاویزات کے بارے میں یہ بات بہت مدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ تنظیم ضروری ہے اور یہ کہ رسد و طلب کے عمل درآمد کو آزاد نہیں رہنے دیا جاسکتا اس لیے کہ اعتباری کل میں ذرا سی اتیری پیدا ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پوری قوم دن بدن وسیع الاثر مصائب و آلام میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ معمولی شے کے بارے میں رسد و طلب کے قوانین جتنے موثر طریقے سے عمل کر سکتے ہیں اتنے موثر طریقے سے زر کے بارے میں غالباً عمل نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ جدید انگریزی مہوم کے لحاظ سے زر اور مادی و مقرون اشیا کے مابین ایک نہایت ہی اہم اور اساسی فرق پایا جاتا ہے۔ یہ فرق اس واقعے میں مضمر ہے کہ زر کے مصارف پیدائش زر کی قیمت میں بہت ہی غیر اہم اور ناقابل لحاظ عنصر ہیں۔ اگر کوئی شخص کھانا سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنی پیداوار ایک ہزار پونڈ میں اس کے ہاتھ فروخت کرنے تو کاشتکار کا جواب بہت بڑی حد تک اصل و محنت کی اس مقدار سے متاثر اور اس کا تابع رہے گا جو پیداوار کی تیاری میں صرف ہوئی اور دوسری فصل کی تیاری کے لیے درکار ہے۔ اگر کسی ساہوکار سے ایک ہزار پونڈ کا قرضہ چھ ماہ کے لیے حاصل کرنے کے لیے کوئی ہم فی صد سود ادا کرنے پر رضامند ہو دوسرے الفاظ میں اگر ساہوکار سے یہ کہا جائے کہ وہ بحالت موجودہ... پونڈ دے کر چھ ماہ بعد ۱۰۲ پونڈ وصول کرے تو اس... پونڈ کی تیاری و فراہمی کے لیے اس کو یا کسی دوسرے شخص کو جتنی رقم گروہ سے خرچ کرنی پڑی ہوگی وہ ساہوکار اپنے حساب میں شمار نہ کرے گا۔ اس لیے کہ قرضہ دینے کی صورت میں محض چمک تحریر کرنا اور کتابوں میں اندراجات کرنے ہوں گے گویا اس میں سوائے قلم چلا دینے کے اور کوئی صرفہ نہ ہوگا۔ اور خواہ قرضے کی مقدار... پونڈ ہو یا دس لاکھ پونڈ اس سے رقم کی پیدائش کے مصارف کی حد تک بہت کم فرق پیدا ہوگا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کوئی فرق پیدا نہ ہوگا جس وقت تک زر ایسے فلزات پر مشتمل ہوتا تھا جنہیں کھودنے اور صاف کرنے کی ضرورت پڑتی تھی اس وقت تک معاملے کی نوعیت بالکل جداگانہ

تھی۔ لیکن اب جبکہ زر کے معنی محض کتابی اندراجات اور کاغذ کے ایسے پرزوں کے ہیں جو ساہوکاروں کے مختلف خیالات کے مطابق وجود میں آتے ہیں کہ ان کی کتنی تعداد کو سونے کی مقررہ مقدار پر مبنی کرنا محفوظ و مناسب ہوگا، زر کی رسد کو بظاہر مصارف کے سوال کے بغیر اس وقت تک بڑھایا جاسکتا ہے جس وقت تک کہ قرض گہروں کے پاس حصول قرضہ کے لیے کوئی کفالت پیش کرنے کے لیے موجود ہو اور ساہوکار کتابی اندراجات کرنے کے لیے تیار ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ سرکاری ضبطہ تنظیم، انگلستان کے نظام زر کا ایک مسلمہ جزو خیال کی جا چکی ہے اور یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بنک چارٹرڈ نے احتیاط اور صحت کے ساتھ ان نوٹوں کی تعداد از روئے قانون معین کر دی ہے جو بنک جاری کر سکتا ہے۔ اگر بنک کے نوٹ انگلستان کے سب سے اہم اعتباری دستاویز ہونے کے لحاظ سے اپنی حیثیت قائم رکھتے تو شرح بنک زر کے بازار پر اپنا اقتدار قائم رکھتی یعنی وہ شرح جس پر بنک آف انگلینڈ قرض گہروں کو نوٹ فراہم کرنے پر تیار ہوتا زر کی قیمت کے تعین میں سب سے اہم اور غالب عنصر ہوتی۔ لیکن ہم بیان کر چکے ہیں کہ بنک آف انگلینڈ نے جو تنظیم نافذ کی تھی اس کو چیکوں کے استعمال کے ذریعے سے بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس وقت زر کی قیمت کے تعین میں سب سے غالب و اہم عامل وہ شرح ہے جس پر دیگر بنک قرض گہروں کو چیک لکھنے کا حق ہٹا کر دینے پر تیار اور راضی ہوں۔

لیکن اس شرح پر جس پر دیگر بنک قرضہ دینے کو تیار ہوتے ہیں جنگ کے بعد سے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، بنک آف انگلینڈ کا بہت گہرا قابو رہا ہے۔ بحالت موجودہ ہر اس شے کے مصارف کے مثل جو بے چارے غریب عوام خریدتے ہیں بنک کاری کی سہولتوں کے مصارف کے بڑھ جانے کی وجہ سے جمع کنندے ایسی شرح پاتے ہیں جو شرح بنک سے $\frac{1}{4}$ انی صد کم نہیں ہوتی بلکہ $\frac{1}{2}$ انی صد کم ہوتی ہے۔ اور دیگر بنک ہندی دلالوں کو ایسی شرح پر قرضہ دیتے ہیں جو امانت کی شرح سے انی صد زیادہ

ہے اور اس طرح شرح بنک سے ایک فی صد کم سے۔ بہت بڑی دلال دوسرے قرض دہندوں سے نسبتاً بہت ارزاں زر حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس زر کا بڑا حصہ جس کو وہ ”عمدہ“ کہتے ہیں یعنی وہ زرخیں پر یہ بالعموم بھروسہ کر سکتے ہوں کہ معمولی اوقات میں اس کے ان کے پاس ٹھہرنے کا امکان ہے اس کی شرح بھی شرح بنک سے اسی طرح متعین ہوتی ہے۔

لیکن بنک آف انگلینڈ بازاری شرح پر جو قابو رکھتا ہے اس کو مزید تقویت اس امر سے حاصل ہوئی ہے کہ خود بنک اور دیگر بنکوں کی حیثیت میں دیگر متعدد اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

سب سے اول تو یہ کہ انضمام و اتحاد کے تدریجی عمل کے باعث انگلینڈ اور ویس میں بنکوں کی تعداد جو ۱۹۰۱ء میں ساٹھ تھی گھٹ کر ۱۹۱۹ء میں چھٹی اور اس طرح نسبتاً چھوٹے اور کم زر بنکوں کا بڑی حد تک استیصال عمل میں آیا ہے جو اپنے نقد سرمایوں کی مقدار بہت قلیل رکھتے تھے اور اس قلیل بنیاد پر انتہا سے زیادہ اعتبار کی عمارت تعمیر کرتے تھے اور جن کی یہ شرارت ابتدائی زمانے میں دنیا نے بنک کے قرض دہندوں کے لیے پریشانی کا سبب تھی۔ اسی وجہ سے زائد اعتبار کی ناقابل برداشت رسد، جو شرح بنک کو بالعموم گھٹا کر بہت ہی ادنیٰ کر دیا کرتی تھی، زیادہ تر ملک کے کاروبار کی روز افزوں ضرورتوں کی بنا پر جذب ہوتی گئی اور موجودہ زمانے میں تا وقتیکہ حکومت یا بازار بحیثیت قرض گیر بنک آف انگلینڈ میں موجود نہ رہے زر کی قلت کی توقع بالکل بدیہی ہے۔ گویا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا، بنک آف انگلینڈ اب بھی اعتبار کو بہت ارزاں ملنے سے روکتا ہے، اس کو بالعموم اس سے معکوس سمت میں بھی کام کرنا پڑتا ہے اور بازار کے لیے پرسکون حالت پیدا کرنی پڑتی ہے۔

بنک کی ان پریج نڈا بیر پر عمل پیرا ہونے کی قوت اس وجہ سے بڑھ گئی ہے کہ ان سرکاری قرضوں اور خاص کر بے فنڈ کے قرضوں میں کثیر المقدار اضافہ ہوا ہے جو جنگ کی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کئے گئے تھے اور جن کے نتیجے کے طور پر حکومت کی اہمیت زر کے بازار کے ایک عمال کی

حیثیت سے بہت بڑھ گئی ہے۔ جب کبھی برطانیہ کے خزانہ عامرہ کو سود کی کثیر رقم ادا کرنے کی غرض سے زائد قرضہ حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے تو بینک کی حیثیت کہ وہ سرکاری قرضوں کا تنظیم اور حکومت کا قرض دہندہ ہے بینک کو بازار کی نگرانی کرنے میں بہت مفید مدد دیتی ہے۔ گو اس کے ساتھ حیثیت بینک کو اس امیڈ بھی مجبور کرتی ہے کہ وہ بازار کی نری اور مصلحت اندیشی کے ساتھ نگرانی کرے اور وزیر خزانہ کی اس خواہش کو بھی ملحوظ رکھے کہ وہ اپنے خزانے کی ہنڈیوں پر اپنے موافق شرحوں سے بڑھ کر لٹوانا چاہتا ہے

221

ادید بیان کیا جا چکا ہے کہ تا وقتیکہ حکومت یا بازار "بنک میں" موجود نہ ہو بازار میں ہر وقت زر کی کال کی توقع کی جاسکتی ہے۔ حکومت بینک سے جو قرضہ حاصل کرتی ہے وہ بالعموم اس سود کو ادا کرنے کی غرض سے حاصل کرتی ہے جس کی ادائیگی کوئی سبیل حاصل سرکاری کے جمع کرنے میں نہیں کی گئی ہے۔ اس کا امکان خاص کر اس زمانے میں زیادہ ہوتا ہے جبکہ دو ہزار ملین پونڈ یعنی قرضے کے سالانہ تقسوم کی ادائیگیوں اور ڈسمبر میں واجب ہوتی ہے۔ ہفتہ مختتمہ یکم دسمبر ۱۹۲۸ء کے قومی مدخل و مخارج کے ہفتہ وار اعداد میں قرضے کے سود کی مطلوبہ مقدار ۱۴۴ ملین پونڈ تھی اور تدریجی ادائیگی قرضہ کے فنڈ میں نصف ملین پونڈ کی ایک اور رقم تھی۔ محاصل رداں، مخارج معمولی سے صرف بقدر ایک ملین پونڈ زائد تھے (جیسا کہ سب کو معلوم ہے مارچ کی سہ ماہی ہی وہ زمانہ ہے جس میں محصول وصول کرنے والا بہت زیادہ مصروف رہتا ہے) اور اس طرح وزیر خزانہ کو ۳۴ ملین پونڈ قرضہ لینا پڑا جس کے منجمد ۳۳ ملین پونڈ بینک آف انگلینڈ سے مستعار لئے گئے اور تقریباً ۱ ملین پونڈ بینڈیاٹ خزانہ سے فراہم ہوئے۔ اس کے بعد کے ہفتے میں ۳ ملین پونڈ سے زائد رقم بینک آف انگلینڈ سے مستعار لی گئی اور اس کے بعد کے دو متواتر ہفتوں میں یہ کل قرضہ ادا کر دیا گیا۔

222

جہاں تک ہنڈیات خزانہ کا تعلق ہے وہاں تک ان مختصر المدت سرکاری وعدوں کی مقدار جو قابل ادائیگی تھے معمولی تھی۔ اگر کوئی سی تاریخ منتخب کر لی جائے تو مثلاً ۱۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو ان کی مقدار ۲۰ ملین پونڈ تھی جن کے نچلے ۱۱ ملین پونڈ کے وعدے عوام کے ہاتھ فروخت کئے گئے تھے۔ اسی ۱۹۱۷ء کو ان کی مقدار ۷۰۰ ملین پونڈ تھی اور ہر ہفتے ان میں سے ۳۰ ملین یا ۴۵ ملین پونڈ کے بازار میں فروخت ہونے کے تعلق اعلان شائع ہوتا ہے۔

بظاہر اس کثیر المقدار بے فنڈ کے قرضے کا انتظام بنک کو اس کے بہت سے مواقع بہم پہنچاتا ہے کہ وہ خزانے کے تعامل سے بازار کی نگرانی کرے۔ ہنڈیات خزانہ کی مقدار کو گھٹا کر جو کسی ہفتے فروخت کے لیے پیش کئے جاتے ہیں اور برسرکار کی فاصلات سے اس طرح رقم نکال کر کہ اس کی مقدار بہت گھٹ جائے یا کسی ایسے سرکاری محکمہ سے قرضے لے کر جس کے پاس رتی گنجائش موجود ہو زر کی شرح کو ارزان بنانا اور اس سے معکوس طریقے پر عمل کر کے زر کی شرح کو گراں بنانا ممکن ہے۔

علاوہ ازیں خود بنک آف انگلینڈ ان ہنڈیات اور دیگر قسم کے قلیل المدت سرکاری تمسکات کی کثیر مقدار قدرتی طور سے اپنے پاس رکھتا ہے اور ان تمسکات کی مقدار میں اضافہ و تخفیف کر کے بازار پر اثر ڈال سکتا اور زر کا کال یا اس میں ارزانی پیدا کر سکتا ہے۔ رسالہ اکانامسٹ مورننگ ۱۹۱۹ء میں دیا ہے کہ "اس ہفتے کی توئی شرح بنک کی خصوصیت یہ ہے کہ بنکوں کی ماتحتی کی مدین دو ملین پونڈ کی تخفیف واقع ہوئی جس سے غالباً اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آئندہ تمسکات خزانہ کی خرید فروخت بنک کی جانب سے عمل میں آنے والی ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ بیٹوں اور قرضوں کی مدین جو دو ملین پونڈ کی تخفیف واقع ہوئی وہ نتیجہ ہے بنک کے کثیر مقدار میں ہنڈیوں کو غالباً اس خیال سے فروخت کرنے کا کہ بیٹے کی بازاری شرحوں کو شرح بنک سے فریب تر لایا جائے" یہ وہ موقع تھا جبکہ بازاری شرح گھٹ کر تقریباً ۵ فی صد ہو گئی تھی اور یہ وہ زمانہ تھا

۱۔ شرح بنک کی شرح متعاقب باب میں کی جائے گی۔

جبکہ نیویارک کا تیک کا صرافہ عند الطلب زر کے لیے ۱۵ فی صد شرح پیش کر رہا تھا اور نیویارک کا مبادلہ نقطہ طلا کے بہت قریب آگیا تھا۔ شرح بنک ۱۶ فی صد تھی جو اوائل فروری میں بجائے ۱۴ فی صد کے بڑھا کر اس غرض سے مقرر کی گئی تھی کہ امریکا کی اعلیٰ شرح سود کی وجہ سے انگلستان سے امریکہ کو سونے کی برآمد کے امکان کو روکا جائے اور اس طرح بنک آف انگلینڈ کے ذخیرہ طلا کی حفاظت کی جائے۔

اس کے برخلاف اب جبکہ زر کا کمال زر کے بازار میں معمولاً طلب ہوتا رہتا ہے بالعموم یہ ہوتا ہے کہ بنک بازار کو مصارف قرضہ برداشت کیے بغیر اپنے پاس سے قرضہ دینا یا اپنے پاس ہنڈی بردفتری شرح سے بڑھ کاٹنا چاہتا ہے تاکہ ذریعہ خزانہ اپنے ہنڈیات خزانہ معمول شرحوں پر فروخت کر سکے۔ بنک یہ عمل اس طرح انجام دیتا ہے کہ ہنڈی کے دلالوں سے بازاری شرح پر یا اس کے قریب کسی شرح پر کسی واسطے سے ہنڈیاں خریدتا ہے۔ جب یہ ہوتا ہے تو بازار میں یہ چرچا ہونے لگتا ہے کہ ”مردے از غیب“ نے مدد کی۔

اس زمانے میں بنک خود یورپ کے مرکزی بنکوں کے حساب میں اور ان کی جانب سے ہنڈیوں کا کاروبار بڑی حد تک انجام دیتا ہے۔ یہ مرکزی بنک اپنے نقد ذخیرہ کے محفوظ کے جزو کے طور پر اور اپنے ملک کے زر کی قدر مبادلہ کو برقرار رکھنے کے ذریعے کے طور پر اسٹریٹنگ کی ہنڈیاں اپنے حساب میں بنک آف انگلینڈ میں رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر جرمنوں کے ذمے بیرونی ممالک کے کثیر رقم واجب الادا ہوں اور بیرونی ممالک کے زر کی طلب جو جرمنوں کو محسوس ہو رہی ہو، مارک (جرمن سکے) کی قدر مبادلہ میں تخفیف کر رہی ہو تو ریش بنک صرف اس صورت میں مارک کو سنبھال سکتا ہے جبکہ اس کے پاس اسٹریٹنگ کی ہنڈیوں کا ذخیرہ موجود ہو اور اس کے حساب میں بنک آف انگلینڈ میں جمع ہو۔ چنانچہ ریش بنک بنک آف انگلینڈ کو یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ وہ اس کی ہنڈیوں کو فروخت کر دے اور اس طرح ریش بنک کو لندن میں زر فراہم کر دے۔ اور لندن کے زر کا کمی دوسرے زر میں بہت آسانی کے ساتھ ہمیشہ مبادلہ کیا جاسکتا ہے۔

اس طرح پہلے کے مقابلے میں بینک آف انگلینڈ اب بٹے کے بازار میں بہت زیادہ سرگرم عامل بن گیا ہے۔ اور اس خصوصیت کی وجہ سے اسے بازار کی نگرانی کرنے کے مزید اختیارات حاصل ہوتے ہیں، گو ممکن ہے کہ اس کے اہل معاملہ کی ضرورتیں بحیثیت نگران اس کی مصلحت کے خلاف ہوں۔

بازار کا انتظام کرنے میں بینک کے ذمے کے کام میں جس اہم تبدیلی نے آسانی پیدا کی ہے وہ یہ ہے کہ بینک آف انگلینڈ بحالت موجودہ دیگر بینکوں سے اور ہنڈی کے دلالوں سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے۔ لندن کے کلیننگ بینکس کی کمیٹی بغرض صفائی حساب وقفے وقفے سے بینک آف انگلینڈ میں منعقد ہوتی ہے اور اس کمیٹی کے اجلاس میں بینک آف انگلینڈ کا ایک نمائندہ بھی شریک ہوتا ہے۔ کمیٹی مذکور کی کارروائیوں کی ایک مدینج بھی ہے بینک آف انگلینڈ کا گورنر بازار کے کارکنوں مثلاً ساہوکاروں اور ہنڈی کے دلالوں یا دوسرے اشخاص سے ذاتی طور سے برابر ملتا جلتا رہتا ہے۔ اور جو اشخاص اس سے ملنا چاہیں اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ بڑے گھروں کا ایک نمائندہ ہر ہفتے گورنر سے ملاقات کرتا ہے اور بڑے گھروں کے کاروبار کی حالت کو اس کے سامنے پیش کر کے گورنر جو تجویز یا تنقید کرے اس سے بڑے گھروں کو مطلع کرتا ہے۔ بینک ہنڈی کے دلالوں کی انجمنوں اور کمیٹیوں کی جدوجہد اور حالت میں بھی بہت گہری دلچسپی لیتا ہے ان سے وقفے وقفے سے چھٹا طلب کرتا ہے اور بعض اوقات ان کے کاروبار کی رفتار کے متعلق ایسی پدرانہ شفقت و دلچسپی کا اظہار کرتا ہے جس پر مختلف عنوانات سے مذاق اڑایا جاتا ہے۔

ان طریقوں اور دیگر تدابیر کے اختیار کرنے کی وجہ سے بینک آف انگلینڈ کی حیثیت اب شہر لندن کے دیگر اداروں سے غیر متعلق الگ تھلک ادارے کی نہیں رہی ہے، بلکہ وہ اب اپنے خیالات و خواہشات کو ان تک پہلے کے مقابلے میں زیادہ براہ راست طریقے پر پہنچا سکتا ہے۔ اس کے اصول عمل اور طریق کار کے متعلق بالعموم اعتراضات اور شکایات تو کئے جاتے ہیں، لیکن بحیثیت مجموعی اسکا احترام کیا جاتا اور اس کی امتیاع اس حد تک کی جاتی ہے کہ قدیم وضع کے معین

دیکھ کر بعض اوقات حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک بوجسب مثال یہ وقت پیش آئی جبکہ انگلستان کے عود یہ معیار طلا میں سہولت بہم پہنچانے کی خاطر بنک نے یہ اعلان کیا کہ بیرونی ممالک کو قرضے دینا جو (جیسا کہ یاد ہو گا مبادلات کو انگلستان کے مخالف بنا دیتے ہیں) بے موقع اور قدرہ سال ہے۔ یہ نادر شاہی حکم ستافونی حیثیت سے کوئی قوت نہ رکھتا تھا اس لیے کہ گو اس کے کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے خود وزیر داخلہ اتنا اختیار نہیں رکھتا کہ ملک کے کسی شخص کو بھی قرضے دینے سے روک سکے خواہ وہ شیطان ہی کو قرضہ کیوں نہ دینا چاہے۔ جب تک قرض گروں کا اس کے پاس موجود رہے گا وہ برابر قرضہ دے جائے گا بعض نقادوں نے اس حکم کے نفاذ پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ بنک عمدہ کاروبار لندن سے نیویارک منتقل کر رہا ہے اور یہ کہ نیویارک اجرائے قرض کی کمیشن سے خود متمتع ہو کر لندن کے ہاتھ تمسکات فروخت کر رہا ہے اور اس طرح انجام کار مبادلے کو لندن کے مخالف بنا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بنک کے حکم کی تعمیل ہی کی گئی۔

بنک اور بازار کے باہمی تعلق کی طرح اب شرح بنک اور بازاری شرح کا باہمی تعلق بھی پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ اور اگرچہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، بنک کو ایسے زمانے میں جبکہ ہنڈیاں کیا جا رہی ہیں اور براعظم کے بنک ان کے طلب گار ہوں بچنے کی شرحوں کی تخفیف روکنے کے لیے اب بھی بالعموم غیر معمولی تدابیر اختیار کرنے پڑتے ہیں، لیکن سابق میں شرحوں کے جن وسیع اختلافات کی وجہ سے بنک کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشکلات پیش آتی تھیں ان کی اب بڑی حد تک اصلاح ہوئی ہے۔

یوں تو بہت زمانے سے شرح بنک کے تیزات سے اعتبار کی ضبط و تنظیم کا کام لیا جاتا رہا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں بازار کی دوڑیاں اس طرح ہلائی جاتی ہیں کہ شرح بنک کے تیزات سے اعتباری تنظیم کا کام لے جانے کا امکان آئندہ بظاہر بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ ”کھلے بازار کے کھول“ پر یعنی ان ہنڈیوں اور تمسکات کی تعداد کو جو بنک کے ذخیرے میں ہوں گھٹانے

بڑھانے کے اصول پر عمل پیرا ہو کر تھرڈ نیڈل اسٹریٹ کی بڑی بانی بازار کو اس قدر سختی کے ساتھ اپنی گرفت اور نگرانی میں رکھتی ہیں کہ اگر بین الاقوامی نیک کاری کے ادارے متحد ہو جائیں اور پچھتی کے ساتھ کام کریں تو زر کی قیمت میں الٹ پھیر جلد جلد نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب جدت طرازی مصنوعی اور غیر موثر ہے، اور ایسے کھلے بازار کے ہزار اصول ایک طرف اور شرح بنک کا ذرا سا تغیر ایک طرف۔ لیکن موجودہ زمانے میں اگر پرسش ہے تو صرف ثبات، معیاریت اور معقولیت کی ہے۔ اور یہ کہیں زیادہ بہتر ہے کہ صنعت و تجارت کو ایسے زمانے میں جب کہ وہ خود کشمکش میں مبتلا ہیں زر گراں نرخ پر منسراہم کئے بغیر اعتبار کی کل کی بے راہ روی اور بے اعتدالی کی اصلاح کی جائے۔



تیرھواں باب



بنک کی فرد حساب

- (۱) اس کی شکل کا نمونہ (۲) ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۹ء کی حالت (۳) صیغہ اجراء۔
 (۴) اعتباری نوٹ کا اجراء (۵) فلزی بنیاد صیغہ اجراء میں چاندی (۶) بنک کا اہل (۷) اندوختہ (۸) سرکاری اور دوسری امانتیں (۹) ساہوکار کے چھٹاب علمی پیش کئے جاتے ہیں (۱۰) ان کے علمدہ شائع کرنے کی ضرورت (۱۱) رقوم واجب الوصول اور ناشہ کی میں تبدیلی (۱۲) مہمہ اور اس کا حاصل (۱۳) سرمایہ محفوظ۔

ہر جمعرات کو بنک آف انگلینڈ اپنی سابقہ ہفتے کی مالی حالت کے متعلق فرد حساب شائع کرتا ہے، کاروبار کرنے والے اس کا اس لیے خاص دلچسپی اور توجہ چینی کے ساتھ انتظار کرتے رہتے ہیں اور بڑے شوق سے اس کو پڑھتے ہیں کہ یہ فرد حساب عام طور سے لندن کے زر کے بازار کے حالات کا بحیثیت مجموعی آئینہ خیال کی جاتی ہے۔ اس کی مختلف مدوں میں تبدیلی کا مفہوم سمجھنے کے لئے بڑی دقت نظر اور ذکاوت طبع کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اس فرد سے پوری توضیح کے ساتھ حالات کا انکشاف نہیں ہوتا۔ گو اس اعتبار سے فرد کی حالت نومبر ۱۹۱۲ء سے یعنی جب سے کہ ۱۹۱۴ء کے جاری کردہ خزانے کے نوٹ بنک کے نوٹوں کے ساتھ ضم ہو گئے اور ان کے اجراء کا

کام بھی بنک نے اپنے ہاتھ میں لے لیا، کچھ تبدیلیاں عمل میں آنے کی وجہ سے بہت کچھ درست ہو گئی ہے جو لوگ نذر کے بازار کے راز ہائے سر بستہ سے واقف ہونا چاہتے ہوں ان کے لیے ان اعداد و شمار پر غور و خوض کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ میں نہیں بھی ان کے متعلق کچھ شدید معلومات حاصل کر لینے چاہئیں۔ اس سے زیادہ کی کوشش بے کار ہے۔ کچھ اس چٹھے ہی پر منحصر نہیں بلکہ بنکوں کے تمام چٹھوں کا بھی حال ہے کہ ان سے صرف جزوی معلومات یا اشارات حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف ان ہی کی بنیاد پر تفصیلی نتائج اخذ کرنا چاہے تو اس کے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے، البتہ وہ ان خاص اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں جو ان اعداد کے پس پشت حالات کا مطالعہ کر سکتے اور ان کے حقیقی مفہوم کو سمجھ سکتے ہیں۔

بنک آف انگلینڈ کی فرد حساب کو ایک قسم کا جھٹکا کہا جاسکتا ہے جہاں تک اس فرد کا تعلق ہے وہاں تک بہت ہی بیخ کنجی کر اور احتیاط کے ساتھ نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں اور ان نتائج کو خاص حزم و احتیاط کے ساتھ تسلیم کرنا چاہئے۔

بنک آف انگلینڈ

228

مندرجہ ذیل فرد حساب قانون نمبر (۷) و (۸) دفعہ (۳۲) کی متابعت میں
ہفتہ ہفتہ چار شنبہ یکم جولائی ۱۹۰۸ء کی بابت مرتب کی گئی :-

(۱) صیغہ اجرے نوٹ

واجب الوصول پونڈ	واجب الادا پونڈ
سہ کاری قرضہ ۱۰۰ ۱۰ ۱۵	جاری کردہ نوٹ ۳۸۵ ۳۸۵ ۵
دوسرے تسکات ۲۲۴ ۹۰۰	
طلانی سکے اور سونا ۳۸۵ ۳۴۰ ۳۴	

(بلسلہ صفحہ ماسبق)	
چاندی	پونڈ x
۵۵,۴۸۴,۳۸۵ پونڈ	۵۵,۴۸۴,۳۸۵ پونڈ
<p>مورخہ ۲ جولائی ۱۹۰۸ء</p> <p>جے۔ جی۔ نیرن صدر خزانچی</p> <p>(۲) صیغہ بنک کاری</p>	
آئنتہ و واجب الوصول	واجب الادا
(۱) سرکاری تمکات	(۱) مالکوں کا اصل
(۲) دوسرے "	(۲) اندوختہ
(۳) نوٹ	(۳) سرکاری امانتیں :-
(۴) طلائی و نقری سکے	(جس میں سرکاری خزانہ سینٹرل بینک کشنر ان قومی قرضہ اور قسم کے مدات شامل ہیں) :-
	(۴) دوسری امانتیں
	(۵) ہفت روزہ اور دوسری پبلیکا
میزان	
۷,۸۶۶,۰۶۱۳ پونڈ	۷,۸۶۶,۰۶۱۳ پونڈ
مورخہ ۲ جولائی ۱۹۰۸ء	شرعہ تحت خط جے۔ جی۔ نیرن صدر خزانچی

بنک آف انگلینڈ

مندرجہ ذیل فرد حساب ہفتہ مختتمہ پر چار شنبہ ۳ ر جولائی ۱۹۲۹ء
کی بابت مرتب کی گئی تھی :-

صیغہ اجرا

<p>واجب الادا پونڈ</p> <p>(۱) جاری کردہ نوٹ :- گوش میں ۳۶۹۱۰۰۶۸۵۸ صیغہ بنک کاری میں ۴۵۶۲۲۳۱۴۰</p>	<p>اٹا شدہ واجب الوصول پونڈ</p> <p>(۱) سرکاری قرضہ ۱۱۱۵۱۰۰ (۲) دوسرے سرکاری تمکات ۲۳۲۹۹۵۷۶۰ (۳) دوسرے تمکات ۹۱۲۹۳۶۸ (۴) چاندی کے سکے ۴۸۴۹۷۶۲</p> <p>اعتباری نوٹوں کی مقدار ۲۶۰۰۰۰۰۰۰</p> <p>(۵) اٹلائی سکے اور طلا ۱۵۴۵۲۴۹۹۸</p>
<p>۴۱۴۵۲۴۹۹۸</p>	<p>میزان پونڈ ۴۱۴۵۲۴۹۹۸</p>
<h2 style="text-align: center;">صیغہ بنک کاری</h2>	
<p>واجب الادا پونڈ</p> <p>(۱) مالکوں کا اصل ۱۴۲۵۵۳۰۰۰</p>	<p>اٹا شدہ واجب الوصول پونڈ</p> <p>(۱) سرکاری تمکات ۳۷۲۸۱۷۸۵۵</p>

بلسلہ صفحہ مابقی

<p>پونڈ</p> <p>Rest (۲) اندوختہ ۳۰۴۵۶۷۵۴۴</p> <p>(۳) سرکاری امانتیں :-</p> <p>دشمل فاضلات خزانہ</p> <p>۲۸۰۲۹۶۰۰۹۱ سینگ بنک کسٹرز قرضہ</p> <p>مقوم</p> <p>(۴) دیگر امانتیں :-</p> <p>(۱) بلنگی امانتیں ۴۶۲۷۵۵۵۸</p> <p>(ب) دوسری امانتیں ۲۷۰۲۹۷۸۴۴</p> <p>(۵) ہفت روزہ اور دیگر مہندسیاں ۲۷۵۳</p>	<p>پونڈ</p> <p>(۲) دیگر تمکات :-</p> <p>(ا) بٹہ اور قرضہ ۲۰۶۲۲۱۵۲ (۵۲۲۲۱۵۲)</p> <p>(ب) تمکات ۲۲۰۶۵۵۴۰ (۶۵۲۷۸۰۶۴۶)</p> <p>(۳) نوٹ ۴۵۰۴۲۴۱۳۰</p> <p>(۴) طلائی و نقروی سکے ۱۸۰۰۹۳۳</p>
<p>۱۵۹۱۶۵۶۷۶۴</p>	<p>میزان</p> <p>۱۵۹۱۶۵۶۷۶۴ پونڈ</p>

مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۹ء

سی پی بی - جے ہون

صدر خزانچی

قانون نشور بنک (بنک چارٹرڈ) کے نافذ کرنے میں پارلیمنٹ کا ایک دانشمندانہ نشانہ بھی تھا کہ بنک آف انگلینڈ کے اجرے نوٹ کے کام کو اس کے قرضوں کے لین دین کے کاروبار سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور یہ کہ ان دونوں مختلف کاموں کے بارے میں جداگانہ ہفتہ وار کیفیتیں شائع کی جائیں۔ چنانچہ بنک ایک ہی چٹے میں دو جداگانہ کیفیتیں شائع کرتا ہے۔ یعنی ایک میں صیغہ اجرا کا حال درج ہوتا ہے اور دوسری میں صیغہ بنک کاری کا۔ اکثر اشخاص اس تفریق کے مخالف ہیں اور یہ رائے زنی کرتے ہیں کہ اس سے حقیقی حالات پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ دونوں کیفیتوں کو ملا کر شائع کیا جائے تاکہ حالات سیدھے اور

صاف طور پر معلوم ہو جائیں۔ اس خیال کی تائید میں کچھ نہ کچھ دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ دلیل ایسی تبدیلی و اصلاح کے جواز کے لیے غالباً کافی نہ ہوگی جو فرد کی شکل کو کمالاً اس درجہ بدل دے کہ سابقہ ۸۰ سال کی مدت میں اس کے پیشروں کی ہیئت اور مستبدہ شکل میں تیسرے سو اڑھائی کروڑ نوادشاوار ہو جائے۔ فرد حساب فی زمانہ کس طرح پیش کی جاتی ہے اور مسئلہ میں کس طرح پیش کی جاتی تھی اس کے نمونے (صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۸) پر درج کئے گئے ہیں۔ ان کے اعداد و شمار اس واقعہ کی بنا پر متاثر ہوئے ہیں کہ یہ دونوں چھٹے سال کی شنماہی کے آخری فرد حساب ہیں اور اسی لیے ”دیگر امانتوں اور دیگر کمزور کمات“ میں عملی ضرورت کے لحاظ سے بنک کے اعتبار مہیا کرنے کی وجہ سے اضافہ ہو گیا ہے۔ لیکن مشیل کی عرض سے یہی شنماہی کے چھٹے کافی ہیں۔

صیغہ اجراء کے اعداد و شمار پیش کرنے میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ مبصر و محقق کو ایک حد تک براگندگی سے بچاتی ہیں۔ لیکن بجز ایک اہم مد کے ان سے اس کو کوئی ایسی چیز نہیں معلوم ہوتی جس کو وہ جوڑ کر یا حساب کر کے معلوم نہ کر سکتا ہو۔ جانب چپ پرانی فرد حساب میں جاری کردہ نوٹوں کی صرف ایک ہی مد دہوا کرتی تھی اور نوٹوں کی گردش کے متعلق نتیجہ اخذ کرنے کی عرض سے اس مد کے نوٹوں کی مقدار میں سے ان نوٹوں کی مقدار کو مہیا کرنا پڑتا تھا جو صیغہ بنک کاری کی مد اٹانہ میں رکھے جاتے تھے۔ لیکن جدید فرد حساب میں یہ چیز از خود بتائی جاتی ہے، اور یہ بتلادیا جاتا ہے کہ گردش میں کتنے نوٹ ہیں اور صیغہ بنک کاری میں کتنے نوٹ ہیں۔ پھر بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گردش میں جو نوٹ رہتے ہیں وہ صرف وہی نہیں ہیں جو ہم اپنی جیبوں میں لیے پھرتے اور دوکانوں میں چیزوں کے دام ادا کرتے وقت دیتے ہیں۔ بلکہ وہ نوٹ بھی اس میں شامل ہیں جو دیگر بنکوں میں روزمرہ کے مطالبات کی نقد ادائیگی کی عرض سے رکھے جاتے ہیں۔

بنک آف انگلینڈ کے ۱۹۰۵ء کے جاری کردہ نوٹوں میں یا ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء سے قبل کی کسی تاریخ کے جاری کردہ نوٹوں میں اور موجودہ زمانے کے

نوٹوں میں ایک اور اہم فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ قدیم نوٹ پانچ پونڈ سے کم رقم کے جا رہے ہیں انہیں کئے جاتے تھے اور اس طرح روزمرہ کے معمولی کاروبار کے لیے لوگ انہیں اپنے بھی زر کی طرح نہ رکھتے تھے بجز گھڑ دوڑ کے میدانوں اور دوسرے مقامات کے جہاں ایسے اشخاص سے معاملہ کرنا پڑتا ہو جن کے چکوں کو لوگ قرضوں کی ادائیگی میں قبول کرنے کے خواہشمند نہ ہوں۔ بڑے بڑے تجارتی کاروباروں کی حد تک مطالبات کی ادائیگی تقریباً عام طور سے چکوں کی شکل میں کی جاتی تھی۔ اور بینک آف انگلینڈ کے نوٹ کسی معاملے کے طے کرنے میں بہت نفاذ استعمال کئے جاتے تھے بجز ان صورتوں کے جب کہ مکانات کی خرید و فروخت عمل میں آتی تھی۔ اس طرح ۱۹۱۴ء سے پیشتر کے زمانے میں نوٹ زیادہ تر دیگر بنکوں کے نقد سرمایہ محفوظ کے جزو کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اور یہ بینک اس صورت میں جبکہ ان کے اہل معاملہ کی جانب سے نقد کا مطالبہ ہوتا اور بنکوں کے پاس ادائیگی کے لیے کافی مقدار میں سادرن نہ ہوتے یا انہیں خوف ہوتا کہ یہ سادرن کافی نہ ہوں گے تو یہ نوٹ استعمال کئے جاسکتے تھے اور بہت نفاذ موقعوں پر انہیں استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن جس وقت گاہک نقد طلب کرتا خرابی اس سے اول ہمیشہ یہ سوال کرتا کہ ”زر کس صورت میں لوگے؟“ اس وقت تک تو عام طور سے سادرن لیے جاتے تھے۔ اور جب جنگ کی وجہ سے سادرن ختم ہو گئے تو ایک پونڈ یا دس شلنگ کے خزانے کے نوٹ لیے جانے لگے۔ جنگ کے زمانے میں زر کی مقدار میں اضافہ کیوں روکھا گیا اور جب انگلستان کے سادرن محاذ جنگ پر چلے گئے تو بینک آف انگلینڈ کو ایک پونڈ اور دس شلنگ کے نوٹ نوراً جاری کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی، ان سب سوالات کا جواب کسی نہ کسی دن مل جائے گا بشرطیکہ کوئی شخص اس مسئلے سے دلچسپی رکھنے والا باقی رہ جائے۔ فی الحال یہ واقعہ کافی ہے کہ خزانے کے نوٹ انگلستان کے طلائی زر کے جانشین بنے تھے لیکن اب خزانے کے نوٹوں کی پابجائی بینک آف انگلینڈ کے

نوٹوں سے کر دی گئی۔ اس طرح کو طلائی سکے اگر کسی کے ہاتھ لگیں تو اب بھی زر قانونی ہیں لیکن اس وقت تو محض بینک آف انگلینڈ کے نوٹ ہی عملاً واحد زر قانونی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو پونڈ کی حد تک تو کاروبار میں چاندی کے سکوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دو پونڈ سے اوپر کے تمام کاروبار میں لین داروں کو چاندی کے سکے وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح موجودہ زمانے کے نوٹ اپنے پیشرووں یعنی پانچ پونڈ کے نوٹوں کے مقابلے میں حقیقت میں بہت زیادہ مقدار میں گردش میں ہیں۔ زمانہ سابق میں جب عوام کی جانب سے نقد کاروبار زیادہ مقدار میں مطالبہ ہوتا تو بینک آف انگلینڈ سے سادرن لیے جاتے تھے۔ یا پھر ۱۹۱۷ء اور ۱۹۱۸ء کے مابین محکمہ زر کاغذی کی جانب سے خزانے کے نوٹ جاری کئے جاتے تھے لیکن یہ زمانہ موجودہ بینک آف انگلینڈ کے نوٹوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو بینک کے صیغہ بینک کاری میں رکھے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب تعظیلات یا دوسرے اغراض کے لیے نقد کا مطالبہ عوام کی جانب سے زیادہ ہوتا ہے تو بینک کے سرمایہ محفوظ کی مقدار میں عظیم تغیرات رونما ہوتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اندرون ملک نقد کی گردش کے سلسلے میں زر کا جو مطالبہ ہوتا ہے اس کے باعث بینک کے سرمایہ محفوظ پر بیشک دباؤ پڑتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہوتا جیسا کہ جنگ کے بعد کے بعض مصنفین کا قول ہے کہ اس دباؤ سے بینک پر کوئی نئی اور شدید قسم کی ذمہ داری عائد ہوتی ہو۔ بلکہ یہ محض بل بینک زمانہ کے حالات کی جانب رجعت ہے۔ اس زمانے میں سادرن گردش میں رہتے تھے یہ سادرن طلائی سکوں اور فلز کے اس ذخیرے سے باہر جاتے تھے جو صیغہ اجسرا میں رکھا جاتا تھا اور ان کے مقابلے میں جاری کردہ نوٹوں کو زائل کرنا پڑتا تھا۔ ظاہر ہے کہ گردش کرنے والے نوٹوں کو زائل نہیں کیا جاسکتا تھا اس لیے بینک کے صیغہ بینک کاری میں رکھے ہوئے نوٹوں کی مقدار گھٹانی پڑتی تھی اور بینک کا سرمایہ محفوظ مقدار میں کم ہو جاتا تھا۔

صیغہ اجرا کی کیفیت کے اتانے کی بدیں ہم چند اہم تبدیلیاں پاتے ہیں یہ اتانہ وہ مد ہے جس کی بنیاد پر نوٹ جاری کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول

سرکاری قرضہ ہے جس کی مقدار ۱۲ لاکھ پونڈ سے بڑھ کر گیارہ ملین پونڈ سے بھی زائد ہو گئی ہے۔ ابتداء میں ۱۲ لاکھ پونڈ کی رقم ڈریج و لیمٹ کی حکومت کو بطور قرض دینے کے لیے ہی بینک کی تاسیس عمل میں آئی تھی۔ گیارہ ملین پونڈ کی رقم کی نمائندگی تمسکات کی کسی مقدار سے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ حکومت اور بینک کے مابین محض رکھاتہ کا اندراج ہے۔ ابتداءً یہ ان تمسکات میں سب سے بڑی مدت تھی جن کے رکھنے کا مجاز ۱۸۴۱ء کے بینک ایکٹ کی رو سے بینک کو کیا گیا تھا تا کہ وہ ان سے نوٹوں کے اجرا کی بنیاد کے طور پر کام لے۔ چنانچہ ایسے نوٹوں کی مقدار ۴ ملین پونڈ تھی۔ اس حد سے تجاوز کرنے کی صورت میں ہر جاری کردہ نوٹ کے مقابلے میں ہم قدر فلز بطور بنیاد رکھنا پڑتا تھا۔ جن نوٹوں کی بنیاد فلز پر قائم نہ تھی بلکہ محض ادائیگی کے وعدوں پر قائم تھی ان کو اعتباری نوٹ کہا جاتا تھا۔ ان کی مقدار ۴ ملین پونڈ کی حد تک مقرر کی گئی تھی لیکن بینک کو مجاز گردانا گیا تھا کہ وہ کسی ایسے بینک کے اجراء نوٹ کے اعتبارات کو جو نوٹ جاری کرنے کے حق سے دست بردار ہو گیا ہو وہ ٹولٹ کی حد تک کام میں لائے۔ اس قسم کی دست برداریاں اس وقت عمل میں آتی تھیں جب ملک کے بینک ایسی کمپنیوں میں جذب ہو جاتے تھے جن کے صدر دفاتر لندن میں ہوتے تھے اور جو اس لحاظ سے لندن میں بینک آف انگلینڈ کو اجراء نوٹ کا اجارہ حاصل ہونے کی بنا پر نوٹ جاری کرنے سے معذور ہوتے تھے۔ ان دست برداریوں کے ذریعے سے بینک آف انگلینڈ کے اعتباری نوٹوں کی مقدار بڑھ کر ۱۹۰۰ء میں ۴۵۰۰۰ پونڈ ہو گئی تھی اور ۱۹۲۵ء میں جبکہ بینک نے خزانے کے نوٹوں کا اجرا بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا ان کی مقدار ۷۰۰۰۰ پونڈ تک بڑھ گئی۔ بینک کو ایسا کرنے کا مجاز گردانے کے لیے ۱۹۲۵ء میں ایک قانون زر کاغذی بینک ترویج منظور کیا گیا جس کی رو سے اعتباری نوٹوں کی مقدار بڑھا کر ۲۶۰ ملین پونڈ مقرر کی گئی اور یہ بھی طے پایا کہ چاندی کے سکے جن کی مقدار ۱۵ ملین پونڈ سے متجاوز نہ ہو ان تمسکات میں شامل کئے جائیں جو اعتباری

نوٹوں کے اجراء کی بنیاد کے طور پر رکھے جائیں۔ جہاں تک بقیہ تمسکات کا تعلق ہے وہاں تک قانون مذکور میں صرف یہ قرار دیا گیا کہ ان کی مقدار اتنی ہونی چاہئے کہ وہ فی الوقت اعتباری نوٹوں کے ہم قدر ہوں، اور یہ کہ بینک کو چاہئے کہ وقتاً فوقتاً خزانے کو ان تمسکات کے بارے میں جو کچھ اطلاعات مطلوب ہوں پہنچاتا رہے۔

اعتباری نوٹوں کی بنیاد کے طور پر جو تمسکات رکھے جاسکتے تھے ان کی نوعیت کے بارے میں کسی بندش کا عائد نہ کرنا ایک نہایت ہی اہم تبدیلی خیال کیا جاتا تھا اور ایسا خیال کرنے والے وہی لوگ تھے جو اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ قدیم بینک اکٹ نے بینک کو اپنے صیغہ اجراء میں محض برطانوی حکومت کے تمسکات رکھنے کی اجازت دی تھی، اور اس طرح اکٹ نے بقول ان کے اجراءے نوٹ میں جو لچک ہونی چاہئے اسے محدود کر دیا تھا۔ واقعہ صرف یہ ہے کہ ۱۸۷۵ء کے قانون کی رو سے بینک کو یہ ہدایت تھی کہ وہ گیارہ ملین پونڈ کے سرکاری قرضے کو صیغہ اجراء اور ”دیگر تمسکات میں“ اتنی مقدار کی حد تک منتقل کر دے جو اعتباری نوٹوں کی بنیاد کے لیے لکتفی ہو سکے۔ اگر بینک چاہتا تو اپنے اعتباری نوٹوں کے ایک جزو کی بنیاد ہمیشہ مبادی کی ہنڈیوں پر قائم رکھ سکتا تھا، جیسا کہ بعض مصلحین مٹھرتھے۔ لیکن فی الواقع ہمیشہ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ صیغہ اجراء کے سب تمسکات برطانوی حکومت کے قرضے پر مشتمل ہیں۔

جس وقت تک بینک کے اعتباری نوٹوں کی مقدار ۲۰ ملین پونڈ سے کم رہی اس وقت تک یہ سوال ایک حد تک کوئی اہمیت ہی نہ رکھتا تھا۔ لیکن اب معاملہ دگرگوں ہے۔ چنانچہ بینک نے اس کی اہمیت کو نہ صرف چند غیر سرکاری وعدوں کو اپنے نوٹوں کی بنیاد بنا کر تسلیم کیا ہے بلکہ وہ جو اطلاعاتیں اپنی نئی سرحد حساب میں ہم پہنچاتا ہے ان میں اس واقعے کا اضافہ کر کے اور کسی قنید قانونی کے بغیر اس کو شائع کر کے بھی تسلیم کرتا ہے۔

صیغہ اجراء کی مدد اٹانہ میں چاندی کا دو بارہ ظاہر ہونا اس امر کی ایک

دیکھیں مثال ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ وقت اپنا انتقام کس طرح لیتا ہے۔
 ۱۹۱۷ء کے قانون کے شرائط کے تحت بینک کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنے
 نوٹوں کی فلزی بنیاد میں نقروی فلز بھی شریک کرے لیکن یہ کہ اس کی مقدار کل
 فلزی ذخیرے کے $\frac{1}{5}$ جزو سے تجاوز نہ ہو۔ اور ستمبر ۱۹۱۷ء میں اس قانون کے
 تحت سب سے پہلی فرد حساب شائع کی گئی اور اس سال سے اگست ۱۹۱۷ء تک
 اور پھر نومبر ۱۹۱۷ء اور جولائی ۱۹۱۸ء کے درمیان چاندی حقیقت میں اسی مشروط
 طریقے پر رکھی گئی۔ اس تاریخ (۱۹۱۷ء) کے بعد سے صیغہ اجرا میں چاندی رکھی ہی
 نہیں گئی۔ اور اس صیغے میں چاندی رکھنے کے متعلق بینک کو جو اختیار حاصل
 تھا وہ تقریباً فراموش کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ ہفتہ وار فرد حساب میں ایک سطر
 ”نقروی فلز“ کے عنوان سے لکھی جاتی تھی اور اس کے بالمقابل خانہ خالی رکھا
 جاتا تھا۔ لیکن اس اختیار کی موجودگی شہر لندن پر ۱۹۱۷ء میں واضح ہوئی جبکہ وزیر
 مالیات اور بینک کے گورنر کے مابین اس اقتدار کو عمل میں لانے کے متعلق سرگرم
 مباحثہ ہوا۔ اس انتظام کا باعث وہ دباؤ تھا جو حکومت وقت پر دو فلزی
 طریقہ زر کے مویدین کی جانب سے ڈالا گیا تھا۔ اس طریقے کے مویدین یہ سمجھتے تھے
 کہ طلا و نقرہ ایک مقررہ شرح تناسب پر مساوی حیثیت سے جاری کئے جاسکتے
 ہیں اور اس سے تمام متعلقہ لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ اور بینک آف انگلینڈ
 کی جانب سے اس زیر بحث رعایت کا رد رکھا جانا دراصل چاندی کی حالت
 کو رو بہ اصلاح کرنے کی تجویز کا ایک جزو تھا۔ لیکن آغسا زہی میں اس تحریک کا
 خاتمہ کر دیا گیا۔ اختیار ٹائمز کو اس تحریک کا علم ہو گیا اور اس نے دفعۃً اس تجویز کو
 طشت از بام کر دیا۔ تمام شہر میں شور و غل مچ گیا۔ شہر کے سب لوگوں کو یہ خوف
 تھا کہ بینک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی فلزی بنیاد میں چاندی شریک کرنے کی
 وجہ سے بینک کا اعتماد عوام کی نظر میں کم ہو جائے گا اور یہ سوارٹن پیدا ہوگا کہ
 بینک مطالبات کی ادائیگی سونے کی شکل میں کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس
 بدل پذیری کی صلاحیت ہی کو ایک ایسی چٹان سمجھا جاتا تھا جس پر انگلستان کا
 معیار طلا قائم تھا اور کسی ایسی تبدیلی کا مشورہ جس سے اس چٹان کے گزرو نہ ہوگا

خطرہ خواہ وہ خیالی ہی کیوں نہ ہو، رونما ہوتا ہو، شہر کے عملی کاروبار کو صدمہ پہنچانے والا تھا۔ غرض تجویز تو ہو امیں آمدنی اور اعتباری نوٹوں کے اجراء کے متعلق قانون نے جو حد مقرر کی تھی اس سے تجاوز کرنے کی صورت میں ہرزاندہ جاری کردہ نوٹ کے مقابلے میں بدستور اس کے ہم قدر طلا اور صرف طلا رکھنا پڑا اور اب بھی ایسا ہی کیا جا رہا ہے۔

لیکن بایں ہمہ چاندی چمکے سے اس چور دروازے سے صیغہ اجراء میں داخل ہو گئی ہے جو اس کے لیے ۱۹۲۵ء کے قانون موسوم بہ Currency Act. نے کھول دیا ہے۔ قانون مذکور اس کی اجازت دیتا ہے کہ اعتباری نوٹوں کی بنیاد کے طور پر جو تمکات رکھے جائیں ان میں چاندی بھی شریک کی جائے۔ لیکن اس کی نوٹوں کی فلزی بنیاد کے جزو کے طور پر نہ رکھا جائے۔

”سرکاری قرضہ“ دیگر سرکاری تمکات، دیگر تمکات، نقرہ ویسکے، یہ سب میں مجموعی طور سے فرد حساب میں شریک کی جاتی ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ اعتباری نوٹوں کی مجموعی مقدار یعنی ۲۶۰ ملین پونڈ کی رقم کے معادل ہیں اور بقیہ اثاثے کی تکمیل طلائی سکوں اور سونے سے کی جاتی ہے جس پر اصولاً نوٹوں کی بنیاد و کفالت قائم ہے۔ اگرچہ اندرون و بیرون ملک عوام کی نظر میں اصل کفالت یہ ہے کہ ان نوٹوں کا حبر بینک آف انگلینڈ کی جانب سے عمل میں آتا ہے۔ بینک کی جدید ہفتہ وار فرد حساب جو سب سے اہم نئی اطلاع بہم پہنچاتی ہے وہ صیغہ بینک کاری کے ان اعداد میں ملتی ہے جن میں ”دیگر امانتوں“ اور ”دیگر تمکات“ کو ذیلی مدوں میں تقسیم کر کے پیش کیا گیا ہے۔ رقم واجب الادا کی جانب ہماری نظر سب سے اوّل ”مالکوں کے اصل“ کی مد پر پڑتی ہے جو خود بدیہی ہے۔ اس لیے کہ یہ بظاہر وہ رقم ہے جو بینک کے حصہ داروں نے ابتداءً مہیا کی تھی اور اس میں بعد میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس میں اور دیگر انگریزی بینکوں کے اصل میں یہ فرق ہے کہ وہ تمکات کی شکل میں فراہم ہوئی اور ان تمکات کی کل قیمت وصول ہو چکی اور دیگر بینکوں کا اصل حصص کی شکل میں فراہم ہوا جن کی پوری قیمت وصول نہیں ہوئی۔ ان بینکوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے پاس ایک سرمایہ محفوظ ان رقم واجب الادا

کی شکل میں رکھتے ہیں جو وصول طلب اصل کی حیثیت سے حصہ داروں سے واجب الوصول ہوتا ہے۔ گوبانک آف انگلینڈ کے تسک کی کل قیمت ادا کر دی جاتی ہے لیکن ماہرین کی رایوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا بنک پر اس سے مزید ذمہ داری عاید ہوتی ہے یا نہیں پھر بھی یہ کوئی عملی مسئلہ نہیں ہے یا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جو بنک کے تسک کے مالکوں کو حصین سے سونے نہ دے اور پارلیمنٹ نے تسک کو ایسے مشاغل اصل میں شامل کر کے جن میں امانی شریک ہو سکتے ہیں تسک کو ایک ممتاز حیثیت دیدی ہے۔

اس جانب دوسری مد ”اندوختہ“ یا ”رسٹ“ ہے۔ اس انوکھے عنوان کے تحت بنک جو چیز اپنے پاس رکھتا ہے اس کو دوسرے بنک اور کمپنیاں بشریکہ وہ بھی اس کی طرح خوش نصیبی سے ایسی چیز کی مالک ہوں ”رزرو“ کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ ”اندوختہ“ میں بنک کا وہ منافع پس انداز ہوتا رہتا ہے جو حصہ داروں کو مقسوم کے طور پر تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ بنک کی مالی حیثیت کو مستحکم کرنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ بادی النظر میں یہ امر ایک معمہ سا معلوم ہوتا ہے کہ واجب الادا رقم کی ملکیت کمپنی کی مالی حالت کو کیونکر تقویت پہنچا سکتی ہے۔ لیکن یہ واجب الادا رقم جمع شدہ اصل کے مثل بنک آف انگلینڈ اور اس کے تسک داروں کے ماہرین واجب الادا رقم ہے، اور فرد حساب کی دوسری جانب اس کی نمائندگی اتانے سے ہوتی ہے۔ اس طرح حقیقی بیرونی رقوم واجب الادا (یعنی ایسے مطالبات جو بنک کے اہل معاملہ اس پر کر سکتے ہوں) کے مقابلے میں جو اتانہ یا رقوم واجب الوصول رہتے ہیں ان کے تناسب کو اس رقم واجب الادا یعنی اندوختہ کی موجودگی سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ پھر بھی معمولی بنک یا کمپنی کے سرمایہ محفوظ کے برعکس بنک آف انگلینڈ کے اندوختہ کی مقدار میں ہمیشہ تغیرات رونما ہوتے رہتے ہیں، اور یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اندوختہ میں بنک کے نفع و نقصان کے فاضلات کم و بیش شامل رہتے ہیں۔ لیکن ہر ہفتے اس رقم میں

کچھ ایسے طریقے سے تبدیلی کی جاتی ہے جس کو بیرونی مبصر دیکھ تو سکتا ہے لیکن سمجھ نہیں سکتا اور بظاہر نفع و نقصان کے فاصلات کا بیشتر حصہ ”دیگر امانتوں“ کی مد میں شامل کر لیا جاتا ہے، جن کو متعاقب بیان کیا جائے گا، اور جس وقت بینک اس مد سے مقسوم ادا کرنا چاہتا ہے تو ”فاصلات کا یہ حصہ اندوختے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ بہر نوع یہ بات عام طور سے مشاہدے میں آتی ہے کہ فروری اور اگست کے اختتام پر جس وقت بینک اپنی شنماہی مکمل کر لیتا ہے (ایک بڑی رقم اندوختے میں دفعۃً منتقل کر دی جاتی ہے اور ان تاریخوں میں اندوختے میں جتنی رقم رہتی ہے اس سے یہ حساب کرنا ممکن ہے کہ مقسوم کا اعلان کرنے کے لیے جب مجلس بینک کا اجلاس ہو تو کتنی رقم تقسیم کی جائے گی۔ اس لیے کہ اندوختے میں رقم کی مقدار تین ملین پونڈ سے کم بھی نہیں ہونے دی جاتی اس سطح سے اوپر شنماہی کے اختتام پر جتنی رقم ہو کم و بیش اس کو بطور مقسوم تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اندوختے میں یہ تین ملین پونڈ کی سطح ۱۸۹۵ء سے اب تک برابر برقرار رکھی جا رہی ہے۔ اور اس میں بینک کے ذمے کے بیرونی رقوم واجب الادا کی مناسبت سے کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ ستمبر ۱۹۱۸ء میں اندوختے میں ۵۶۵/۷۱۹ پونڈ کی رقم تھی۔ اور مجموعی امانتوں کی رقم بقدر ۱۱ ملین پونڈ تھی ختم جون ۱۹۱۹ء پر اندوختے میں کچھ کم ۳ ۱/۲ ملین پونڈ اور مجموعی امانتوں میں تقریباً ۱۴۱ ملین پونڈ تھے۔

حکومت برطانیہ کے متعدد محکموں کے فاصلات کو سرکاری فاصلات کہتے ہیں جو بینک آف انگلینڈ میں امانت رکھے جاتے ہیں اور جن کا حساب کتاب و انتظام بھی بینک سرکاری ساہوکار کی حیثیت سے کرتا ہے۔ اگر محال تیزی یا سستی کے ساتھ وصول اور جمع ہوں تو ان کی مقدار میں بھی بینک میں بیشی یا کمی ہوتی رہتی ہے۔ اور حکومت اپنے متعدد اخراجات جتنی پھرتی یا سستی سے پورے کرتی ہے اس

لے دیکھو پہلی فرد حساب جو ۱۹۱۴ء کے قانون کے تحت شائع ہوئی تھی اور جس کا نوٹو ملینڈ بینک کے ماہنامہ منٹلی ریویو مورٹہ دسمبر ۱۹۱۲ء میں چھپا۔

رفتار کا بھی اس پر اثر پڑتا ہے۔ جس زمانے میں جنگی قرضے اور دیگر سرکاری تسکات کے مقسوم کی ادائیگی جاتی ہے ان امانتوں میں بڑی رقم کی کمی ہو جاتی ہے۔ اور یہ رقم ”دیگر امانتوں“ کی مد میں یا تو منتقل کر دی جاتی ہے یا آخر میں خود نہیں پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح حکومت کی جانب سے جب مقسوم کی تقسیم عمل میں آتی ہے تو زر کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بینک آف انگلینڈ کا اعتبار خزانے سے لیا گیا اور اس کو دیگر بینکوں کی مدد ”نقد بدست و در بینک آف انگلینڈ میں“ منتقل کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ دیگر بینک اس مد کو زیادہ اعتبار جاری کرنے کی بنیاد بنا سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف مارچ کی سہ ماہی میں جب عوام کی جانب سے محصول آمدنی اور محصول مکان کی ادائیگی عمل میں آتی ہے تو ”سرکاری امانتوں“ کی مد میں اضافہ ہو جاتا ہے، دیگر امانتوں کی مد میں تخفیف رونما ہوتی ہے اور زر کمیاب ہو جاتا یا شہر لندن کی اصطلاح میں ”انقباض“ واقع ہوتا ہے، اگرچہ سرکاری امانتوں کی رقم کو خزانہ بالعموم ان ہٹنڈیل کے ادا کرنے کے کام میں لاتا ہے جن کی میعاد پوری ہوتی جا رہی ہو۔ یہ اہم امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سرکاری امانتوں کے اضافے کے معنی اعتبار کے اضافے کے ہیں جس پر بینک اختیار اور قابو رکھتا ہے۔ لیکن دیگر امانتوں کے اضافے کے معنی ایک تو اس کے ذمے کے واجب الادا رقوم کے اضافے کے ہیں جو عوام کو واجب الوصول ہیں اور دوسرے ”نقد در بینک آف انگلینڈ“ کی مد میں اضافے کے ہیں جس کو دوسرے بینک سونے یا نوٹوں کے مثل اپنے دئے ہوئے اعتبار کی بنیاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

پہلے ”دیگر امانتیں“ ایک جامع مد ہوا کرتی تھی جس کے تحت بینک ان سب رقوم واجب الادا کو شامل کرتا تھا جو برطانوی حکومت کے سوا تمام افراد اور جماعتوں کی جانب سے بینک میں بطور امانت جمع کی جاتی تھیں۔ لیکن اب اس مد کو دو ذیلی مدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے یعنی بینکوں کی امانتیں اور

دیگر امانتیں۔ اس طرح نئی فرد حساب مالی معاملات برتنی اور گہری روشنی ڈالتی ہے۔ قدیم فرد حساب میں حسابات اس طرح پیش کئے جاتے تھے کہ ہمیں اس بات کا پوری طرح علم ہی نہ ہونے پاتا تھا کہ دیگر بنک آف انگلینڈ میں کتنی اعتباری امانت رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ ممکن تھا کہ اس مد کا اضافہ یا تخفیف بنک کے بعض دوسرے گاہکوں مثلاً حکومت ہند یا کسی بیرونی حکومت پر اثر انداز ہوگا لیکن بحالت موجودہ ہمیں ہر ہفتے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ مرکزی بنک میں دیگر بنکوں کی کس قدر امانت جمع ہے۔ اور اس طرح اس بارے میں ہمارے معلومات بہت زیادہ وسیع ہو جاتے ہیں کہ بنکوں کے مجموعی ذرائع کیا ہیں۔ رہی ان کی نقد ہرست کی مقدار تو اس کا حال ہمیں صرف لندن کے حساب بنکوں کی ماہانہ کیفیتوں سے جو ہر مہینے کی ۱۲ تاریخ کو شائع کی جاتی ہیں، اور بقیہ بنکوں کی نشاہی یا سالانہ رپورٹوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ بنک آف انگلینڈ کی کتابوں میں ان کی حتمی رقم ہر چار شنبہ کو درج رہتی ہے وہ دوسرے ہی دن بنک کی فرد حساب میں شائع ہو جاتی ہے۔ اس مد میں جو بنک شامل ہوتے ہیں وہ لندن کے حساب بنک اور وہ ملٹی بنک ہیں جو کسی دوسرے بنک سے معاملہ نہیں کرتے بلکہ صرف بنک آف انگلینڈ سے معاملہ کرتے ہیں۔ باقی ہر معاملہ قابل ذکر ہے کہ اس مد میں جتنے فاضلات شامل ہوتے ہیں ان کے کچھ حصے کو دیگر بنک آف انگلینڈ کے صدر دفتر واقع ٹھہر ڈنیل اسٹریٹ میں جمع نہیں کرتے بلکہ بنک کی تصیاتی شاخوں میں جمع کرتے ہیں۔

دیگر فاضلات یا حسابات کی مد مذکورہ بالا تفصیلی بحث کے ضمن میں واضح ہو چکی ہے۔ اس میں بنک کے تمام جمع کنندوں کی امانتیں بائشنائے حکومت برطانیہ اور مذکورہ صدر دیگر بنک شامل ہوتی ہیں۔ رقوم واجب الادا کی جانب آخری مد ہفت روزہ اور دیگر ہندوں کی ہے جن کی قیمت چند ہزار پونڈ یا بقول پرنس ہال ”بہت ہی معمولی چند میسوں کا معاملہ ہے“۔ یہ مدتیں زر کرنے کے

قدیم طریقے سے متعلق ہے جو بعض قسم کے محاصل کی ادائیگی کے لیے اب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اب ہم فرد حساب کی دوسری جانب متوجہ ہوتے ہیں اور بینک آف انگلینڈ کی مدد اٹانے اور واجب الوصول رقم پر غور کرتے ہیں جو بینک کے ذمے کے ان رقم کے مقابلے میں بینک میں رہتے ہیں جو اس کے تسک داروں اور گاہکوں کو واجب الادا ہوتے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ واجب الادا رقم کی پہلی دو مدیں یعنی اصل اور اندوختہ صرف ایسی رقم پر مشتمل ہیں جو بینک کی جانب سے اس کے مالکوں کو واجب الادا ہیں اور اس لحاظ سے وہ اس معنی میں قرضہ نہیں ہیں جس معنی میں کہ دوسرے واجب الادا رقم قرضہ ہوتے ہیں۔ اور جب رقم واجب الادا کے مقابلے میں نقد کے تناسب کا حساب لگایا جاتا ہے تو صرف اہل معاملہ سرکاری اور دیگر جمع کنندگان اور مفت روزہ اور دیگر ہندویوں کے حامل ادائیگی رقم کے حساب میں شریک کئے جاتے ہیں۔

242

جہاں تک فرد حساب کے رقم واجب الادا کا تعلق ہے وہاں تک ہمیں یہ معلوم ہوا کہ بینک نے دیگر بینکوں کے مقابلے میں ہمیشہ اس حد تک زیادہ تفصیلی اطلاع ہم پہنچائی کہ اس نے سرکاری اور دیگر امانتوں کو الگ الگ پیش کیا۔ لیکن اٹانے اور رقم واجب الوصول کی جانب خود اس کی جدید اور عمدہ فرد حساب میں بھی صراحت مفقود ہے۔ چنانچہ اس کے مشاغل اصل اور اس کے دیگر اٹانے کے مابین کوئی امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ ”دیگر تسکات“ کی مدد کو ذیلی مدوں میں تقسیم کر کے پیش کرنے سے سمجھنے والے کے لیے بے شک سہولت پیدا ہو گئی ہے لیکن ناواقف مشاہد بہت آسانی کے ساتھ گمراہ ہو سکتا ہے۔

یہاں بھی حکومت کے معنی محض برطانوی حکومت ہیں۔ چنانچہ سرکاری تسکات کی تعریف میں محض کنسول، دیگر برطانوی تسک، ہنڈیات خزانہ، تسکات خزانہ اور دیگر مختصر المعیاد ہنڈیاں اور وہ قرضے داخل ہیں جو بینک حکومت کو طسرق و ذرائع کے قرضوں کی شکل میں اس زمانے میں دیتا ہے جبکہ ”رشد زر“ کی قلت یا تقسیم کی ادائیگی کی ضرورت حکومت کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے ساہوکار یعنی بینک آف انگلینڈ

سے رقم وصول کرے۔ چونکہ خزانے کے اس قرضہ لینے کے کاروبار کا حال آمد و خرچ کے ہفتہ وار اعداد سے معلوم ہوتا ہے جو گزٹ میں شائع ہوتے ہیں اس لیے ان کی مدد سے بنک کے فرد حساب میں سرکاری تسکات کی مقدار میں جو تغیرات ہوتے ہیں ان کے مفہوم کی سرسری جھلک حاصل کرنا تو ممکن ہے۔ لیکن چونکہ یہ سرکاری اعداد بہت دیر میں شائع کئے جاتے ہیں، غیر گنتی اطلاعات بہم پہنچاتے اور سطحی حالات ظاہر کرتے ہیں اس لیے جو شخص ان کی مدد سے حکومت اور زر کے بازار کے باہمی تعلقات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے وہ ایسا راستہ اختیار کرتا ہے جس میں لغزشوں کا اندیشہ ہے۔ یہ امر کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے کہ زر کا بازار جو ہنڈیات خزانہ خرید کر اور دوسرے طریقوں سے قرضہ دے کر بسا اوقات حکومت کی امداد کرتا ہے ایک ایسے قرض گیر کو نہایت خاموشی کے ساتھ اپنا زر بطور قرض حوالہ کر دیتا ہے جس کا کاروبار انتہائی راز میں رہتا اور بہت اہمیت رکھتا ہے۔

بازیں ہمہ عام طور سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جس وقت سرکاری تسکات کی مدد میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو بنک برطانوی حکومت کو زیادہ مقدار میں باذخیرہ اور بے ذخیرہ قرضے دے کر یا کسی دوسری شکل میں حکومت کو قرضے دیکر اپنے تسکات کی مقدار میں اضافہ کر رہا ہے اور جب اس مد میں تخفیف ہوتی ہے تو بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے برعکس کوئی عمل واقع ہو رہا ہے یعنی یہ کہ بنک سرکاری تسکات فروخت کر رہا ہے یا اس کو حکومت سے قرضہ واپس وصول ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور بھی امکان ہے اور وہ یہ کہ بنک بازار سے قرضہ لے رہا ہو اور اپنے سرکاری تسکات کو بطور کفالت پیش کر رہا ہو۔ جس وقت بنک اعتبار کی رسد کو کم کرنے کے لیے قرضہ حاصل کرتا ہے تو عام طور سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ سرکاری تسکات کی مد میں تخفیف رونما ہوتی ہے اور بعض اوقات اسی کے مائل دیگر تسکات میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بنک جس وقت بازار کو قرضہ دیتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے سرکاری تسکات کی مدتاً اثر نہیں ہوتی۔ سرکاری تسکات کو کفول کر کے قرضہ دینے کی صورت میں بھی یہ تسکات کفالت کی حیثیت رکھتے ہیں اور قرض گیر

کے مطالبات ادا کرنے کے وعدے کو وہ سب سے مقدم غرض خیال کرتا ہے۔ اور اسی لیے ”دیگر تمسکات“ کی مدین وہ ان سب قرضوں کو شامل کرتا ہے۔ جو برطانوی حکومت کے سوا ہر قرض گیر کو دئے جاتے ہیں۔ بڑا نامہ موجودہ اس مذکی ذیلی تقسیم بڑے اور قرضہ کے عنوان سے کر دی گئی ہے۔

اب ”دیگر تمسکات“ کی مدد ذیلی مدوں یعنی ”بڑے و قرضہ“ اور ”تمسکات“ میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ اس تبدیلی کے ذریعے سے بھی بینک نے فرحباب کی توضیح کے سلسلے میں بڑا کام انجام دیا ہے۔ بنکوں کی امانتوں کو ”دیگر امانتوں“ سے علیحدہ پیش کئے جانے کی وجہ سے ہمیں بازار کی حیثیت کو بہتر طریقے پر سمجھنے میں بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ دیگر تمسکات کی ذیلی تقسیم سے بھی ہم کو اس بارے میں بینک کی حیثیت کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ نئی فرحباب بحالت موجودہ بظاہر ہر اس شخص کے لیے گمراہ کن ثابت ہو سکتی ہے جو اس کو معمر کے حل کے اشارے کی جانب توجہ کئے بغیر پڑھتا ہے۔ کوئی ذہین مبصر ان مدوں کا مطالعہ معمولی تجربے کی روشنی میں کر کے قدرتی طور سے یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ بڑے اور قرضے کے معنی بظاہر بینک کا جانب سے ہنڈیوں کی خریداری اور قرضوں کا اجرا ہے، اور یہ کہ تمسکات سے مراد پونڈ اور اسٹاک کا وہ ذخیرہ ہے جو حکومت برطانیہ کے تمسکات کے ماسوا بینک میں موجود ہے۔

لیکن اصل معنی اس سے مختلف و جدا گانہ ہیں۔ چنانچہ یکم دسمبر ۱۹۱۵ء کے رسالہ اکناسٹ میں اس کی تشریح و توجیہ کی گئی ہے۔ اور میں یوں توجہ و بسند کہہ سکتا ہوں کہ رسالہ اکناسٹ کا بیان صحیح ہے۔ رسالہ مذکور نے لکھا تھا کہ ”دیگر تمسکات“ کی مدد کو اب اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ ان سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بازار بینک کا کس حد تک قرض دار ہے چنانچہ نئی مد ”بڑے اور قرضہ“ کے فی الواقع یہی معنی ہیں۔ اہم فرق و امتیاز یہ ہے کہ اگر بینک میں بازار کی جانب سے ہنڈی پر بڑے کو لانے کا عمل آغاز کیا جائے تو بینک ایسی ہنڈیوں کو ”بڑے“ کی مدین داخل کرے گا۔ اور جب خود بینک اپنی جانب سے کھلے بازار کے اصول

کے تحت ہنڈیاں خریدنے کا عمل شروع کرے تو ایسی ہنڈیوں کو وہ تمسکات کی ذیل میں شمار کرتا ہے۔ گویا ہنڈیاں کے ہنڈیاں کے لیے دسرکاری تمسکات اور تجارتی ہنڈیوں کے لیے دیگر تمسکات کی اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس طرح یہ نئی تبویب رقوم واجب الوصول کی مختلف قسموں پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض اس طریقے کے لحاظ سے عمل میں لائی گئی ہے جس سے کبھی رقیبوں کے قبضے میں آتی ہیں۔ اور اس نفسیاتی طریقے پر حساب رکھنے کے متعلق ایک ماہر محاسب کی خواہ کچھ ہی راے ہو، اس سے بلاشبہ ایسی بہت سی چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں جو محض اندازے سے کبھی نہ معلوم ہو سکتی تھیں۔ اور یہ بات نہ صرف قیوم وضع کی جامع مدینہ ”دیگر تمسکات“ کے بارے میں بلکہ اس مد کی جدید رسمی ذیلی تقسیم یعنی ”قرضہ بیٹہ اور شغل اصل“ کے بارے میں بھی صادق آتی ہے۔

ہم جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ بازار بنک میں ہنڈی پر بیٹہ کٹوانے یا اس سے قرضہ حاصل کرنے میں بنک کے ساتھ کیا کاروبار کر رہا ہے۔ اور جب بنک اعتبار کو بڑھاتا یا گھٹاتا، تمسکات فروخت کرتا یا قرضے میں اضافہ یا تخفیف کرتا ہے تو وہ بازار کے ساتھ کیا کاروبار کرتا ہے۔ یہ حال کم از کم ایک حد تک نئی تفریق سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جب ہنڈی دلالوں کو قرضہ حاصل کرنے یا ہنڈی پر بیٹہ کٹوانے کی غرض سے بنک آف انگیلنڈر جانا پڑتا ہے تو بنک کی ”بیٹہ اور قرضوں“ کی مد میں اضافہ ہو جائے گا۔ اگر بنک کو یہ خیال ہو کہ اس کی دفتری شرح پر ہنڈی پر بیٹہ کٹنا گویا بازار کا خون چوسنا ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ اس سے ”مردے از غیب“ کے توسط سے بازاری شرح پر ہنڈیاں خریدے تو یہ اضافہ ”تمسکات“ کی مد میں ظاہر ہو گا۔ لیکن ایک مزید احتیاط ضروری ہوگی۔ جب ہم بازار کی ہدایت کا ذکر کریں تو ہمیں بازار کو معمولی محدود معنوں میں استعمال نہ کرنا چاہئے۔ جب شہر کے اخباروں میں کوئی شخص ”بازاری قرضوں“ کے متعلق مضامین پڑھتا ہے تو ان کے معنی یہ ہیں کہ ہنڈی کے دلال قرضہ لے رہے ہیں مگر ”بیٹہ اور قرضہ“ میں صرف اس قسم کا قرض لینا

شامل ہوتو ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے کی جانب مائل ہوں گے کہ نئی فرد حساب کے وجود میں آنے کے بعد ہندی دلال بنک میں آئے۔ لیکن یہ کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ بازار کی بدایت کے معنی بنک یہ لیتا ہے کہ وہ (بنک) ایسے قرضے اور بٹے لیتا ہے جن کا اہتمام وہ حکومت برطانیہ کے ماسوا اپنے دوسرے قرض گیر اہل معاملہ کے لیے کرے۔ جب کوئی بنک میں آکر زر طلب کرے تو وہ بازار کی بدایت ہوگی اور جب وہ خود بازار میں قرضہ لینے یا دینے کے لیے جائے تو وہ اپنے کھلے بازار کے اصول کے ذریعے سے ڈوریاں کھینچ رہا ہے اور اعتبار کی رسد کو منظم کر رہا ہے۔

بیرونی مبصروں کو ایسا معلوم ہوگا کہ اپنی حالت پر نئی روشنی ڈال کر بنک نے محض تاریکی کو زیادہ نمایاں کر دیا ہے اس لیے کہ بعض فنی امور اس شرح سے اور زیادہ مبہم ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ زر کا کاروبار کرتے ہیں ان کے حق میں یہ تبدیلی اطلاعات کے حقیقی اضافے کے معنی رکھتی ہے۔ عامۃ الناس کے نقطہ نظر سے صرف یہ امر ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر بنک کے تمکات کے ذخیرے میں اضافہ ہو، خواہ اس کو کسی عنوان کے تحت رکھا جائے تو یہ اضافہ گویا اس حد تک زر کی رسد میں اضافے کا باعث ہوگا۔ اور اس کے تمکات کے ذخیرے کی تخفیف زر کی رسد کو کم کر دے گی۔ چونکہ ہر اس رقم کے معنی جو بطور قرض دی گئی ہو اس اعتبار کے ہیں جو بنک کی کتابوں میں بالمقابل درج ہو ہے لہذا تمکات کا اضافہ امانتوں میں بھی بالمقابل اضافہ کر دیتا ہے، خواہ وہ سرکاری امانتیں ہوں یا دیگر امانتیں، لیکن اگر سرکاری امانتوں میں بنک کی جانب سے قرضہ دئے جانے کی بنا پر اضافہ ہوا ہے تو یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ یہ اس لیے ہوا کہ حکومت کو اپنے ذمے کے مطالبات ادا کرنا ہیں، یہ کہ یہ اضافہ مخفیہ ”دیگر امانتوں“ میں منتقل کر دیا جائے گا اور اس طرح دیگر بنکوں کی کتابوں میں ”نقد دربنک آف انگلینڈ“ کی بد میں جو اعتبار کی بنیاد کے جزو یعنی نوٹوں اور سونے کے معادل خیال کی جاتی ہے اضافہ کر دیا۔ یا پھر زائد اعتبار بنک سے زائد زر نکالنے کے کام میں لایا جاسکتا ہے اور اس طرح یہ زر تجارتی طبقے کے نقد ہدست میں اضافہ کر دے گا۔

اس کے بعد سر حساب میں رقوم واجب الوصول کی جانب ہم آخری دو مدوں پر پہنچتے ہیں۔ اور یہ دونوں مل کر بنک کا ”سرمایہ محفوظ“ کہلاتی ہیں۔ واضح ہو کہ ”سرمایہ محفوظ“ معاشیات کی دیگر مبہم اصطلاحات کی طرح اس معنی میں سرمایہ نہیں ہے جس معنی میں کہ دوسرے بنکوں یا کمپنیوں کے سرمائے یا اندوختے لیے جاتے ہیں۔ کسی کمپنی یا بنک کے سرمایہ محفوظ سے مراد عام طور سے منانے کا وہ مجموعہ ہے جو حصہ داروں میں بطور مقسوم تقسیم نہیں ہوتا بلکہ بنک میں نقد بدست کی صورت میں رہتا ہے جس سے حسب ضرورت کام لیا جاتا ہے۔ بنک آف انگلینڈ میں بھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اسی قسم کا ایک سرمایہ رہتا ہے جس کو ہاں ریٹ یا ”اندوختہ“ کہا جاتا ہے۔ لیکن جب ہم بنک آف انگلینڈ کے سرمایہ محفوظ کا ذکر کرتے یا لکھتے ہیں تو ہمارا مطلب وہ نقد ذخیرہ ہوتا ہے جو بنک کے صیغہ بنک کاری میں جمع رہتا ہے۔

248

اس میں زیاد تر نوٹ رہتے ہیں اور بقیہ قلیل حصہ سونے اور نقتہ روی سکوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ ان سکوں کو بنک کا ”گلڈ“ کہتے ہیں جو سرمایہ محفوظ کا ایک جزو ہے اور روزمرہ چیک بھنانے یا دوسرے خوردہ کاروبار میں کام آتا ہے۔ بحالت موجودہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بنک میں جتنا سونا آتا ہے وہ نقتہ ریٹا سب کا سب صیغہ اجرا میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں نوٹ جاری کئے جاتے اور صیغہ بنک کاری کے رقوم واجب الوصول یا اتانے میں شریک کئے جاتے ہیں۔ چونکہ اب ان نوٹوں نے سابق کے مروجہ طلائی سکوں کی جگہ لے لی ہے اس لیے تمام داخلی و خارجی مطالبات کا بارزہ کی اسی شکل یعنی نوٹوں پر پڑنے کا قرینہ ہے۔ جب عوام تعطیلات منانے کی غرض سے کثیر مقدار میں زر طلب کرتے ہیں تو بنک کے نوٹ ہی گردش میں آتے ہیں۔ جب طلا کا بیرونی مطالبہ صیغہ اجرا کے طلا کے ذخیرے کو کم کر دیتا ہے تو اس کی بنیاد پر جو نوٹ جاری

کئے گئے ہوں وہ زائل کر دئے جاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ نوٹ زائل نہیں کئے جاسکتے جو عوام کے ہاتھوں میں یا بینکوں میں دست بدست گردش کر رہے ہوں، لامحالہ ان نوٹوں کو جو صیغہ بنک کاری کے سرمایہ محفوظ میں رکھے جاتے ہیں سونے کی برآمد شدہ مقدار کی حد تک تخفیف کر دینا پڑتا ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں صرف ایک طریق کار ممکن ہے اور وہ یہ کہ ۱۹۲۵ء کے قانون موسوم بہ کرنسی انڈینک نوٹس ایکٹ کے تحت بنک کو جو اختیار دیا گیا ہے بنک اس کو خزانے کی منظوری حاصل کر کے عمل میں لائے اور تمسکات کی زیادہ مقدار کو نوٹوں کی بنیاد قرار دے کر اعتباری نوٹوں کی مقدار میں اضافہ کرے۔



چودھواں باب

محفوظ ذخیرہ طلا

(۱) مسئلے کی نوعیت میں تبدیلی (۲) اندرون ترقیات (۳) امریکا کا عروج
(۴) اعتراض کی صدائیں (۵) بیچ کا کارٹون - (۶) ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے؟
(۷) قیمتوں کے الٹ پھیر کا نتیجہ - (۸) ثبات پذیری مناسب ہے - (۹) نظریہ
مقدار زر (۱۰) اس کی صداقت اور اس کے حدود -

قدیم کتاب میں ابتداءً اس باب میں اور بقیہ کتاب کے بیشتر حصے میں
بنک آف انگلینڈ کے ذخیرہ طلا اور دیگر بینکوں کے نقد سرمایہ ہائے محفوظ کی
قلت کی بحث کی گئی تھی اور اس سقم کو رفع کرنے کے لیے متعدد مشورے دیئے گئے
تھے۔ لیکن اس کے بعد سے زر کے بازار کے مسئلے میں کامل تبدیلیاں رونما ہو گئی ہیں
جن کا باعث وہ ترقیات ہیں جن کا ذکر پچھلے بابوں میں آچکا ہے اور جس کے
منجملہ چیز اہم حسب ذیل ہیں :-

(۱) شرح بنک اور بازاری شرح میں رشتہ ارتباط کا قیام اس قاعدہ
کے ذریعے سے جس کی رو سے حسابات کا تصفیہ کرنے والے بینک شرح بنک کے

مطابق سہنڈی کے دالالوں کو دئے جاتے والے قرضوں کی قیمت مقرر کرتے ہیں؛
(۲) ان حالات میں متعدد تبدیلیاں جنھوں نے بینک آف انگلینڈ
کو بازار پر زیادہ قابو حاصل کرنے کا موقع دیا ہے؛
اور (۳) انضمام و استحکام کا عمل جس ذریعے سے مقابلہ کمزور بینک
بہ تعداد کثیر بڑے اور قوی بنکوں میں جذب ہو گئے ہیں۔

اس طرح نقد سرمایہ ہائے محفوظ کے بڑے ذخیرے رکھنے والے بڑے
بنکوں کی یہ قدیم شکایت کہ کمزور بینک اعتبار کی پیدائش حد سے زیادہ مقدار
میں کر رہے تھے اب محض ماضی کی یادگار ہے اور عملاً باقی نہیں رہی ہے۔
تمام تصفیہ حساب کرنے والے بینک اب ماہانہ کیفیتیں شائع کرنے لگے ہیں جن میں
وہ سابقہ ماہ کے ہفتہ وار فاضلات کے اوسط کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ فاضلات
ملک کے ذرائع بینک کاری کے ۹۰ فی صد مقدار کی نمائندگی کرتے ہیں۔ گو
اس ظاہری آرائش و نمائش پر کسی دوسرے شخص کے مثل بینک بھی پر زور نہ لگتی تھی کرتے
ہیں لیکن یہ نمائش کمزوری کی علامت اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ خلاف عقل
و خلاف شان فعل ہے۔

250

واقعہ یہ ہے کہ اس واسطے سے کہ بنکوں میں نقد کا جو تناسب رہنا تھا
وہ غیر ملکی تھا ہم اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ جب بینک اپنے نقد کی بنیاد پر
قائم کردہ اعتبار کی عمارت میں مزید اضافہ کرتے ہیں تو آج کل ان کے شدید ترین
نقاد بھی ان کو مبارک باد دیتے ہیں۔ رسالہ اکنامسٹ کے ۱۱ مئی ۱۹۲۶ء
کے ضمیمہ بینک کاری میں ایک جدول پیش کی گئی تھی جس میں
بتلایا گیا تھا کہ انگلستان کے نو حسابی تصفیہ کرنے والے (Clearing) بنکوں نے
قرضوں اور بیٹوں کی مقدار کو بڑھا کر اپنی امانتوں میں پانچ سہ ماہی ۱۹۲۵ء اور پانچ سہ ماہی ۱۹۲۶ء
کے مابین بقدر ۶۶،۷ ملین پونڈ کا اضافہ کیا تھا اور اس کے برخلاف ان کے
نقد ذخیرے میں جو اضافہ ہوا تھا وہ محض بقدر ۵،۷ ملین پونڈ تھا۔ اس پر
رسالہ مذکور نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ ”اس جدول سے پہلا سبق یہ حاصل کیا جاسکتا
ہے کہ قوم کے نزدیک حسابی تصفیہ کرنے والے بینک سختی سے انحصار میں نہیں کہ

انہوں نے ایک ایسے سال میں جس میں کہ خود ان کے نقد ذخائر تقریباً غیر متبادل حالت میں رہے اہل معاملہ کو پہلے کے مقابلے میں بہت زیادہ کثیر مقدار میں اعتبار ہمایا کیا۔ اس طرح ایک کنسل کا سقم دوسری کنسل کی خوبی بن جاتا ہے۔ اور ایک زمانے میں جو عمل حد سے زیادہ اقدام اور ضرورت سے زیادہ تجارت خیال کیا جاتا تھا خاص کر اس صورت میں جیسا چھوٹے چھوٹے کمزور بنکوں کے پاس نقد ذخائر کی مقدار بہت ہی حقیر ہوتی تھی جسے وہ ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے وہ موجودہ زمانے میں ان بنکوں کی جانب سے انجام دئے جانے کی صورت میں جنہوں نے اپنی حالت و حیثیت کو بذریعہ ایجاد بہت مستحکم کر لیا ہے جس کی وجہ سے ان کو خاص تفوق حاصل ہو گیا ہے قوم کی تحسین و آفرین کا مستحق خیال کیا جانے لگا ہے۔

251

بنک آف انگلینڈ کا قابو اور اقتدار، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، لندن کے زر کے بازار پر بیڑہ جانے اور مستحکم ہو جانے کی وجہ سے بنک کو ملک کے محفوظ طلا کے ذخیرے کی حفاظت میں بہت بڑی سہولت حاصل ہو گئی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ کام اس لحاظ سے بہت مشکل اور پیچیدہ بھی ہو گیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے بین الاقوامی کوٹھی کے کاروبار میں بہت ہی اہم اور نمایاں حیثیت حاصل کر لی ہے، اور بین الاقوامی قرض داری جو جنگ عظیم کا ترکہ ہے، بہت کثیر المقدار ہو گئی ہے۔ اس کام میں نقادوں کے ایک گروہ کے نمودار ہو جانے کی وجہ سے بھی دقتیں پیدا ہو گئی ہیں، جس میں جے، ایم، کینیس جیسے اعلیٰ پائے کی قابلیت اور عالمگیر شہرت رکھنے والے عالم معاشیات سے لیکر ادنیٰ درجے کے شوقین بھی شامل ہیں، چنانچہ معترضین کے اس گروہ کا یہ خیال ہے کہ بنی نوع انسان کو خوش باش بنانے اور ان کی مرفہ الحالی میں اضافہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زر بمقدار کثیر ہمایا کیا جائے۔ مگر اس نے اس امر کو بھلا دیا ہے کہ ہم جو چیز صرف کرتے ہیں وہ زر نہیں ہے بلکہ اشیاء اور خدمات ہیں۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان کثیر تعداد میں ایسے اہل کاروبار بھی ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر انہیں اعتبار زیادہ مقدار میں میرا آتا تو وہ زیادہ کثیر المقدار کاروبار انجام دینے کے

قابل ہوتے اور اسی بنا پر وہ اپنے بنکوں کو یا اس نظام کو جس کے تحت یہ بنک کام کرتے ہیں، اعتبار کی رسد کی تکمیل کے لیے مورد الزام گردانتے ہیں۔ ان کے علاوہ سیاسی نکتہ چینی کرنے والا گروہ ہے جو مثلاً یہ کہتا ہے کہ ”قابل حصول اعتبار کی رسد کا بڑا حصہ نیز ان قومی بیس اندازوں کا اتنا ہی بڑا حصہ جو مستقل طور سے مشغول رہتے ہیں، قومی نقطہ نظر سے ایسی صنعتوں کی سمجھا لیں ضائع جاتا ہے جو قومی اعتبار سے بیکار بلکہ مضرت رساں ہوتی ہیں، بلکہ یہاں تک اصرار کرتا ہے کہ بینک آف انگلینڈ کی جماعت عالمہ کو صرف افراد کے سامنے نہیں بلکہ قوم کے آگے جو ایدہ اور ذمہ دار بنانا چاہئے اور اس غرض کے لیے بینک کی مجلس عالمہ میں خزانہ، مجلس تجارت، صنعتوں، مزدوروں اور تحریک امداد باہمی کے نمائندوں کو شامل کرنا چاہیے۔“

252

ان متعدد احتجاج کرنے والی آوازوں نے بہت کچھ شور و غل مچایا اور یہ غل اس قدر بڑھا کہ میچ نے اس کو ایک کارٹون کے ذریعے سے اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۷ء میں ظاہر کرنا مناسب خیال کیا۔ اس کارٹون میں جان بل کوپلین کے ایک سپاہی کے لباس میں پیش کیا گیا ہے جو راستے کے انتظام میں مصروف ہے۔ وہ ٹھہر ڈنڈل اسٹریٹ کی کہن سال ”بڑی بی“ کو جو راستہ عبور کیا جاتا ہے اس کے سے بلاتا ہے اور کہتا ہے ”بڑی بی صاحبہ ذرا تیزی سے قدم بڑھائے، آپ کی وجہ سے دوسری سواریاں رکنی بڑی ہیں۔“ بڑی بی کے ہاتھ میں ایک بڑی سی گٹھری ہے جس پر ”فرسودہ حکمت عملی“ تحریر ہے، اور پولیس کے سپاہی کے عقب میں چند گاڑیاں اس انتظار میں ٹھہری ہوئی ہیں کہ بڑی بی گزر جائیں تو وہ آگے بڑھیں؛ ان پر ”صنعتی ترقی“، ”تجارتی اولوالعزمی“ اور ”کاروباری سرگرمی“ لکھا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گوسٹل ۱۹۰۷ء میں ایک صدی کے تجربے کی بنا پر یہ بات

Labour and the Nation, Supplement on Banking and currency Policy.

London Punch.

Old Lady. اس سے بینک آف انگلینڈ کی جانب اشارہ ہے جو ٹھہر ڈنڈل اسٹریٹ میں واقع ہے۔

عام طور سے تسلیم کر لی گئی تھی کہ معیار طلا ہی ایک ایسا نظام زر تھا جو انگلستان اور تجارت بین الاقوام کے لیے سب سے زیادہ مفید عملی ہیئت رکھنے والا اور قابل عمل ثابت ہو چکا تھا۔ لیکن موجودہ زمانے میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اس کو شے کی نظر سے دیکھتے اور اپنی تائید میں بہت بڑی نظری سند رکھتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ معیار طلا ”ایک متروک بربریت ہے“ ان کے علاوہ بھی دوسرے متعدد مشکلات موجود ہیں جو اس امر کا اعتراف کرنے کے باوجود کہ یہی نظام بحالت موجودہ قابل عمل نظام ہو سکتا ہے اس پر اور اس کے اثرات پر شدید نکتہ چینی کرتے ہیں اور جس انداز میں اس پر عمل کیا جاتا ہے اس کو شے کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں گو معیار طلا از سر نو قائم ہو چکا ہے پھر بھی معرض امتحان میں ہے

ان اعتراضات پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے اپنے ذہن میں یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ بنک کاری کے نظام سے ہماری کیا احتیاج پوری ہو سکتی ہے اور ہمارے مقاصد کیا ہیں تاکہ ان کی بنا پر ہم بنک آف انگلینڈ اور دیگر ملکوں کے مرکزی بنکوں سے کسی خاص فرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ کیا صفات و خواص ہیں جو ہم چاہتے ہیں کہ زر میں جس کی رسد کو یہ بنک منظم کرتے ہیں، موجود ہیں؟

ان سوالات کے متعلق ہمارے جواب کا انحصار ایک حد تک اس کام کی نوعیت پر جو ہم انجام دیں نیز معاشی دنیا میں ہماری حیثیت پر ہوگا۔ اجرت پانے والے، تنخواہ پانے والے اور پیشہ ور اور دیگر مزدور جن کی اجرت اور مشاہرے رسم و رواج کی بنا پر کم و بیش معین ہوتے ہیں ان میں سے اکثروں کی خواہش یہ یقین و اطمینان حاصل کرنا ہوتی ہے کہ جو کچھ زر وہ پیدا کریں اس پر یہ اعتماد کیا جاسکے کہ وہ جب اس کو خرچ کریں تو اس سے اتنی ہی چیزیں خریدی جاسکیں جتنی کہ گزشتہ ہفتے یا گزشتہ سال یا اس سے قبل کے کسی زمانے میں جہاں کو یاد ہو خریدی گئی تھیں۔ اور یہ کہ وہ جو زر بطور قرض دیں یا بطور اصل مصروف کریں تو اس سے اس کے ایک سال یا پچاس سال بعد بھی اتنی ہی چیزیں خریدی جاسکیں

جتنی کہ اس کے اجزایا شغل کے وقت خریدی جا سکتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے زر کی قدر ثبات پذیر رہے اور اس کی قوت خرید ان اشیاء و خدمات پر جو ہمیں ضروریات حیات و آرام کے لیے مطلوب ہوتی ہیں یکساں رہے۔ اگر یہ قدر اور قوت خرید ثبات پذیر نہ رہی اور اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہر شے یا اکثر اشیاء جو ہمیں مطلوب ہیں زیادہ قیمت سے مل رہی ہیں یہاں تک کہ ہماری آمدنی ان کی خریداری کا عمل نہیں کر سکتی تو ہمارے ذہن میں یہ بدگمانی پیدا ہونے لگتی ہے کہ یا تو کوئی شخص ہم سے ناواقف طریقے سے روپیہ وصول کر رہا ہے یا خود اس زر میں نقص موجود ہے جو ہم کو دیا گیا ہے۔ یہ سوچنے لگتے ہیں کہ بے اطمینانی کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ہم یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ہمیں اس سے زیادہ اجرت یا تنخواہیں ملنی چاہئیں اور یہ کہ جو صلہ ہمارے کام کے معاوضے میں ملے یعنی اگر ہم دنداں ساز ہوں تو دانت نکالنے کا اور اگر مضمون نگار ہوں تو مضمون نگاری کا محنتانہ وہ پہلے سے زیادہ ملے۔ معمولی مزدوری کمانے والے سے لے کر جس کو تین پونڈ فی ہفتہ ملتے ہیں اعلیٰ درجے کے بیروں تک جس کی آمدنی چالیس ہزار پونڈ سالانہ ہوتی ہے سب کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جو زر انھیں ملے اس کی قوت خرید میں ثبات پذیری کی کیفیت موجود رہے۔

254

ہم میں سے بعض آگے بڑھ کر ممکن ہے یہ بھی خیال کریں کہ اگر جو زر ہم کمانے ہیں اس کی قدر بڑھ جائے اور ہم اپنے مطلوبہ اشیاء مقابلاً زیادہ مقدار میں خریدنے کے قابل ہو جائیں تو یہ صورت حالات بہت ہی خوش آئند ہوگی۔ یعنی ہماری یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اشیاء و خدمات کی قیمتوں کی تخفیف یا ارزانی رونما ہو۔ اس صورت میں ہمارا اس وقت تک فائدہ ہوگا جب تک کہ ہمیں وہی اجرت اور وہی تنخواہیں ملتی رہیں یا پیشہ ورانہ کاموں کا وہی محنتانہ ملتا رہے اور اسی کے ساتھ ہم اپنے خدمات کو اسی آسانی اور سرگرمی کے ساتھ فروخت کرنے کے قابل رہیں۔ ان حالات میں قیمتوں کی ارزانی ہمارے حق میں نعمت عظمیٰ ہوگی۔ لیکن ہم ان حالات پر یہ تکیہ نہیں کر سکتے کہ ان کا دیر تک

سلسلہ قائم رہے گا۔ یہی کہ آجروں، تاجروں اور کاروبار کے منتظموں کے بیان میں معلوم ہوگا کہ وہ زر سے کیا توقع رکھتے ہیں، قیمتوں کی تخفیف کاروبار کے حق میں عام طور سے خراب اور نقصان رساں خیال کی جاتی ہے۔ یہ صنعت کے منافع کو یقیناً کم کر دیتی ہے اور زرانی کے زمانے میں اجرت پانے والوں اور تنخواہ یاب ملازموں کے لیے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ ان کی اجرت یا تنخواہوں میں تخفیف رونما ہو سکتی ہے اور پیشہ ور کارپردازوں کو ممکن ہے یہ تجربہ ہو کہ ان کے ایسے اہل معاملہ جن کی آمدنیوں کا مدار صنعت کے منافع پر ہوا زرانی میں لینے والے طیبوں اور زراندازوں کے پاس رجوع ہوں، اپنے بچوں کو اور زرانی مدرسوں میں بھیجیں، بیش خرچ مقدمہ بازی میں حصہ لینے اور دیکھا کو منہ مانگی فیس ادا کرنے کے بارے میں مکرر غور کریں اور اخباروں میں ہاتھ روک روک کر اشتہار دیں گو اشتہار مصنف کی کتاب کے فروخت ہونے میں مدد دیتا ہے۔

255

اس طرح ہم میں سے اکثر اپنے زر سے متعلق جو توقع رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس کی قوت خرید میں ثبات پذیری رہے بلکہ ایک حد تک اس قوت خرید کے اضافے کو زیادہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ قیمتوں کی عام سطح اپنی حالت پر قائم رہے یا خفیف حد تک کم ہو جائے بشرطیکہ اس کمی سے تجارتی کساد بازاری رونما نہ ہو کیونکہ یہ کساد بازاری قیمتوں کی بہت زیادہ تخفیف کی وجہ سے انجام کار ہم کو متاثر کرے گی۔

آجروں، منتظموں اور ان تمام اشخاص کے نقطہ نظر سے جو حصہ داروں کی حیثیت سے صنعت کے منافع پر گزارہ کرتے ہیں، ہو کارخ دوسری جانب ہوتا ہے۔ ان کے لیے زر کی قوت خرید میں ثبات پذیری پسندیدہ ہوتی ہے لیکن اس کی قوت خرید میں کمی کی جانب میلان ایک حد تک عمدہ خیال کیا جاتا ہے یعنی وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ جو اشیاء و خدمات تیار یا فروخت کریں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہو۔ خواہ اشیاء بنانے والے ہوں یا بیچنے والے، صنایع ہوں یا تاجر سب یا تقریباً سب اپنے کاروبار کی نوعیت کی بنا پر اشیاء کا ذخیرہ رکھنے اور وقتاً فوقتاً زر بطور قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔

کفش دوز کو نہ صرف چڑھے کا ذخیرہ رکھنا پڑتا ہے بلکہ تیار اور ادھ بنے جوتوں کا ذخیرہ بھی رکھنا پڑتا ہے۔ علیٰ ہذا ریشم کے تاجر کو بھی اپنے گودام میں ذخیرہ رکھنا اور ان کے فروخت ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان اشیاء کی قیمتیں کم ہونے لگیں تو کفش ساز اور تاجر دونوں کو اپنا سامان فروخت کرنے پر کم زر وصول ہوگا۔ جب وہ سال کے ختم پر اپنے چھپے تیار کریں تو موجود قیمتوں کے لحاظ سے اپنے مال کا تخمینہ درج کرنا پڑے گا اور تا وقتیکہ وہ اپنے مصارف میں کمی نہ کریں یعنی اجرتوں، تنخواہوں اور اشتہار بازی کے اور دیگر مصارف نہ گھٹائیں یا تنصیف کم کو زیادہ بہتر نہ بنائیں ان کا منافع کم ظاہر ہوگا۔ وہ بعض مصارف کو جنھیں عام طور سے بالائی مصارف کہا جاتا ہے جیسے محصول، کرایہ، لگان اور دیگر اخراجات جو طویل معاہدوں کی بنا پر مقرر ہوتے ہیں کسی طرح کم کرنے کے قابل نہ ہوں گے۔ اس طرح قیمتوں کی تخفیف کاروباری تنظیم کے لیے پریشانی دہراں کا باعث ہوتی ہے، اس تخفیف کے سبب سے صنایع کے دل میں پیداوار بڑھانے کے بارے میں بیس ویش پیدا ہوتا ہے تاجر صنایع سے کثیر مقدار میں اشیاء خریدنے سے بیشتر مکرر غور کر لیتا ہے اور خوردہ فروش یعنی دکاندار جس سے ہم انجام کار خریداری کرتے ہیں، ان سفری ایجنٹوں کو بہت کم آزادی کے ساتھ فرمائشات دیتے ہیں جو ان کو حاصل کرنے کی استدعا کرتے ہیں۔ یہاں تا لال کیا گیا ہے کہ قیمتوں کی تخفیف منظم کاروبار کے لیے اکتساب منافع کو بہت زیادہ مشکل بنا کر اس کے حق میں تازیا نے یا بھیج کا کام کرتی اور اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے انتظام کی اصلاح کرے۔ اور اغلب یہ ہے کہ اس نظر سے میں ایک حد تک صداقت موجود ہے۔ لیکن تازیا نے کی ضرب کھانا کس کو خوشگوار ہوگا۔ خوف و ہراس کے تازیا نے سے مجبوراً قدم آگے بڑھانے کے بجائے یہ بہت زیادہ مناسب ہوگا کہ بحیثیت مجموعی دنیا کی تجارت کے لیے جو چیز اتنی عظیم اہمیت رکھتی ہو یعنی تنظیم اس کو انجام دینے والے اسے مناسب و مفید اعمار کے جذبے کے ساتھ عمل میں لائیں۔

قیمتوں کا بڑھنا تنظیم کے نقطہ نظر سے نہایت مفید شے ہے۔ اس کے اشیاء تمام کے ذخائر قبل اس کے کہ وہ ان سے مصنوعات تیار کرے اس کا منافع ظاہر کر دیتے ہیں۔

257

اس کا مکمل اشیاء کا ذخیرہ ان تاجروں کی طلب کو پورا کرنے کے لیے باسکل تیار رہتا ہے جو اپنے اپنے ذخیروں کو قیمتوں کے زیادہ بڑھ جانے سے قبل بیکرنا چاہتے ہیں بغرض اس واقعے سے کہ قیمتوں کی رفتار اس کے موافق ہے منظم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ اشیائے خام کی زیادہ مقدار خریدنے، پیدائش کو وسیع کرنے، زیادہ مزدوروں سے کام لینے، اپنی کلوں کی اصلاح و مرمت کرنے اور عام طور سے تجارت کے پیشوں کی رفتار کو زیادہ تیز کرنے کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ اگر قیمتیں حد سے بہت زیادہ نہ بڑھیں اور اعتدال پر رہیں تو منظم کو زیادہ بہتر کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جس طرح قیمتوں کی تخفیف اس کے حق میں تازیانے کا کام کرتی ہے اسی طرح قیمتوں کا اضافہ بھی، اگر اس کی وسعت و رفتار حد سے بہت بڑھ جائے تو منظم کو کابل، مجہول اور غیر محتاط بنا سکتا ہے۔ جنگ کے زمانے میں اور اس کے بعد جب زر میں انتفاخ عظیم رونما ہوا تو کاروبار بخوبی انجام دینے کی کوشش کرنا اس لیے تہمتیں اوقات تھا کہ جس کسی کے پاس اشیاء کا ذخیرہ تھا اس کو محض ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور قیمتوں کے بڑھنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا اور جب قیمتیں بڑھ جاتیں تو اس اضافے کے باعث جو کثیر المقدار منافع وصول ہوا اسے چیکے سے اپنی جیب میں داخل کر لیا جاتا تھا۔ ایسی صورت حالات ہر شخص کے لیے خراب اور مضرت رساں ہوتی ہے۔

سرگرم اہل کاروبار کا یہ خاصہ ہے کہ ان کی ملکیت میں یا ان کو ملازم رکھنے والی کمپنیوں کی ملکیت میں جتنا اصل ہو اس سے زائد مقدار میں وہ ہر وقت استعمال کر سکتے ہیں۔ لہذا ایسے آجروں و منظم کے لیے جو اپنے اصل کے ماسوا قرضہ بھی وقتاً فوقتاً تیار ہوتا ہے قیمتوں کی تخفیف بہت مضر ہوتی ہے۔ اگر گنیش ساز کے ذمے اس کے بینک کے ایک لاکھ پونڈ واجب الادا ہوں اور اس کو یہ توقع ہو کہ وہ ایک لاکھ جوڈ فروخت کر کے اپنے ذمے کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو جائیگا لیکن اس کے بعد اس کو یہ معلوم ہو کہ ایک جوڈ جوڑتے کی قیمت اسے بجائے ۲۰ شلنگ کے صرف ۱۰ شلنگ ۶ پینس مل سکتی ہے اس لیے کہ اس اثنا میں قیمتوں میں کمی ہو گئی ہے تو اسے بظاہر اپنے بینک کو جتنا زرا داکرنا پڑے گا وہ جوتوں

کی شکل میں اس زمانے کے زر کے مقابلے میں جب قرض لیا گیا تھا بہت زیادہ قیمت ہوگا۔ ممکن ہے کہ تخفیف قیمت کا باعث تجارت کے عام حالات ہوں یعنی کثرت مقابلہ، کثرت ایجادات جو پیدائش کے مصارف میں کمی کر دیتے ہیں یا دوسرے ایسے اسباب ہوں جو مصارف پیدائش کو کم کر دیتے ہیں۔ لیکن خواہ ان کا سبب کچھ ہی ہو قیمتوں کی تخفیف بعض اعتبارات سے ایسے لوگوں کے حق میں مضر ہوتی ہے جو تجارتی اغراض کے لیے قرضہ لیں اور قیمتوں کا اضافہ ان کے لیے مفید ہوتا ہے اور انھیں اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے ذمے کے قرضوں کو ایسے زر میں ادا کریں جو زر مستعار کے مقابلے میں کم قیمت ہو گیا ہے۔ اور اگر یہ امر ہمارے پیش نظر رہے کہ تمام اولوالعزم اشخاص جن کی احتراعی و انتظامی قوت تجارت و صنعت کے بہیوں کو نگھاتی اور گردش میں رکھتی ہے، نہ صرف عارضی قرضوں کے سلسلے میں اپنے بنکوں کے عام طور سے قرض دار ہوتے ہیں بلکہ ان اصل داروں کے بھی مقرض ہوتے ہیں جو اپنے اصل کو پونڈ اور روپے پونچھ کی خریداری کی شکل میں مستعار دے کر طویل مدت کے لیے مصروف رکھتے ہیں تو ہمیں ایک اور سبب اس امر کا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے موافق قیمتوں میں اضافہ نہ کر سکیں تو کم از کم قیمتوں کی ثبات پذیری کے طلب گار کیوں ہوتے ہیں۔ ایسے قرض دیندے، قرض خواہ اور شغل اصل کرنے والے جو سود کی شکل میں وقتاً فوقتاً مقررہ نہیں وصول کرتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ کسی دن انہیں اپنا قرض بردیا ہوا زر واپس مل جائے گا، ان کے حق میں تخفیف قیمت بظاہر ایک نعمت عظمیٰ ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ان کے دئے ہوئے قرضے کی رقم ایسے زر میں مسلسل ادا ہوتی ہے جس کی قوت خرید اشیاء و خدمات کے بارے میں زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ جس وقت تک کہ اس تدریجی عمل کی رفتار اتنی تیز نہ ہو جس سے ان کے قرض داروں کی تباہی واقع ہو اس وقت تک قرض خواہ اور شغل اصل کرنے والے خاموش بیٹھے رہتے اور اپنی ذاتی سہمی کے بغیر اپنی آمدنی ”صحیحہ“ کے اضافے کا مشاہدہ کرتے ہیں، یعنی وہ آمدنی جس کی پیدائش اشیاء و خدمات سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسے شغل اصل کرنے والے جو قرض خواہ نہیں ہیں بلکہ محض دار و ندی

حیثیت رکھتے ہیں اور آمدنی سے تمام مصارف پیداؤں کی منہائی اور سود کی ادائیگی کے بعد جو منافع بچ رہے اس کے شریک ہوتے ہیں، ان کو قیمتوں کی تخفیف نقصان پہنچاتی اور قیمتوں کا اضافہ فائدہ پہنچاتا ہے بوجہ اس اثر کے جو اضافہ قیمت کا منافع پر پڑتا ہے۔

اس طرح ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قیمتوں کے تغیرات عوام کی دو بڑی جماعتوں کو مختلف و متضاد طریقوں سے متاثر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت تو اجیروں، تنخواہ یابوں، پیشہ ور محنتاں پالنے والوں، قرض خواہوں، سالیانہ پالنے والوں اور ان سب اشخاص پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں کم و بیش مقررہ آمدنیاں وصول ہوتی ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ قیمتوں میں اس وقت تک کمی ہوتی رہے تو اچھا ہے جب تک انہیں مقررہ شرح سے آمدنی وصول ہو۔ دوسری جماعت فلیل التعداد ہے لیکن اس لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ اسی کی قوت و جدوجہد تجارت و صنعت کے پھولوں کو چلاتی ہے۔ یہ اضافہ قیمت کی طالب ہوتی ہے اور جس وقت تک کہ یہ اضافہ اتنی تیزی سے نہ بڑھے جو اسے کاہل بنا دے وہ قیمتوں کی زیادتی کے زمانے میں غالباً بہتر کام کرے گی۔

ان حالات کی روشنی میں زر کے معاملات میں ہمہ گیر قوت رکھنے والا مستبد غالباً فیصلہ کرے گا کہ جس حد تک کہ اس کا تخلیق زر کا اصول قیمتوں کو متاثر کر سکتا ہے اس حد تک اگر وہ قیمتوں کی عام سطح کو ثبات پذیر و قائم رکھے تو ہر شخص کے حق میں بہتری ہوگی اور کاروبار کے حالات میں ثبات پذیری پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو سکا تو زر کے پیدا شدہ حالات کی بنا پر ان دونوں جماعتوں میں سے نہ تو کسی کے حوصلے پست ہوں گے، نہ ان کے دل میں بے اطمینانی پیدا ہوگی اور نہ کسی ایک کو دوسرے کے نقصان سے فائدہ ہوگا۔

اس طرح اگر ہمارا مفروضہ مستبد جو تمام دنیا کے زر پر حکمرانی کرتا ہو اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ ثبات قیمت ہی ٹھیک ہے تو وہ ہر طرف قیمتوں کو ثبات پذیر

رکھنے کے نصب العین کے حصول میں کس حد تک کامیاب ہوگا؟ اس سوال کے جواب کا انحصار اس پر ہے کہ ہم نظریہ مقدار زر کو کس حد تک اہم سمجھتے ہیں؟ یہ نظریہ ہمیں بتاتا ہے کہ عام قیمتوں کی سطح کا مدار موجودہ مقدار زر اور ان اشیاء کی مقدار کی باہمی نسبت پر ہے جو خرید و فروخت کی جا رہی ہوں۔

وسعت نظر کے ساتھ دیکھا جائے تو اس نظر نئے کی صداقت بظاہر بدیہی

260

نظر آتی ہے اور جنگ کے زمانے میں اور اس کے بعد تو یہ صداقت واضح طور سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لیے کہ تمام ممالک کی حکومتوں نے بجائے اس کے

کہ حصول کے ذریعے سے اپنی رعایا کی قیمتیں خالی کریں اس میں زیادہ سہولت دیکھی کہ نیا تخلیق کر کے استعمال کیا جائے۔ چنانچہ زر کی مقدار میں عام اضافہ نمودار ہوا اور اس کی وجہ سے اور ایک حد تک اس کے مطابق تمام قیمتیں

بھی بڑھ گئیں۔ اگر ہم سب کو یہ معلوم ہو کہ ہزاری جیبوں میں اور ہمارے بنکوں میں ہمارے زر کی مقدار دگنی ہو گئی ہے اور اس کے بالمقابل اشیاء کی خریداری

نہ کرنی پڑے تو ہم تھوڑی دیر کے لیے بہت محفوظ ہوں گے اور اپنے آپ کو متمول پائیں گے۔ لیکن جب ہم اس زر کو خرچ کرنے کی کوشش کریں گے تو

ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی قیمت خرید گھٹ کر نصف رہ گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت کچھ اتری و بد نظمی رونما ہوگی اور معاملات کو سلجھانے

کی ضرورت پڑے گی، کسی کو فائدہ ہوگا اور کسی کو نقصان ہوگا۔ اور اگر اسکے برخلاف ہمارے زر کی مقدار گھٹ کر نصف رہ جائے تو ہم اپنے قول میں

کمی محسوس کریں گے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ اشیاء فروخت کرنے والوں کی

باہمی مسابقت قیمتوں میں کمی پیدا کر دیگی اور اس طرح قوم کی حالت جہاں تک ضروریات اور آرام کی چیزوں پر اس کی قدرت کا تعلق ہے بحیثیت مجموعی

تقریباً ویسی ہی رہیگی جیسی کہ پہلے تھی اگرچہ اس کی وجہ سے جو انتظامات از سر نو عمل میں لانے پڑیں گے ان سے کسی کو نقصان ہوگا اور کسی کو فائدہ۔

پس بظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر زر کی دنیا کا مستبد اشیاء کی رسد کے ساتھ زر کی مقدار کا تعلق تقریباً داسی طور سے قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکے تو وہ

261

عام قیمتوں کی سطح کو اس وقت تک بخوبی ثبات پذیر رکھ سکیں گا جب تک کہ زرد کو استعمال کرنے والے عوام زرد کو واجبی طور سے یکساں رفتار کے ساتھ گردش میں رکھیں۔

دگر گردش کی رفتار، کا سوال ایسا سوال ہے جس کو مقدار زرد کی جانب حد سے زیادہ کمال قوت و اقتدار منسوب کرنے سے قبل اور اسے قیمتوں پر اثر ڈالنے والا خیال کرنے سے ہمیشہ، ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح ایک اور ننگ راہ جس سے ہسٹ اور ریج کر لیں اپنا راستہ طے کرنا ضروری ہے یہ واقعہ ہے کہ جب ہم یہ توقع رکھیں کہ نظریہ مقدار زرد اپنے نظام العمل کے مطابق عمل کرے گا تو ہمیں ایشیا میں ایسی اکثر چیزیں بھی شامل کرنی چاہئیں جو شائع شدہ انڈکس نمبروں سے خارج کر دی جاتی ہیں، گو اعداد و شمار کے ماہر محض ان ہی انڈکس نمبروں سے قیمتوں کی عام سطح کی پیمائش کرتے ہیں۔ اس وقت کی بہت ہی دلچسپ مثال حال میں ریاستہائے متحدہ نے پیش کی، جہاں تخمینی مقدار ایشیا کے مقابلے میں زرد کی مقدار میں کثیر اضافہ ہونے کے باوجود ایشیا کی قیمتیں خفیف سی کمی کے ساتھ ثبات پذیر رہیں۔

ڈاکٹر جیمز انڈرمن نے جو چیئر (Chase) نیشنل بینک آف نیویارک کے مشیر معاشیات تھے، ان واقعات کو اپنے بینک کے بیسن مورننگ میٹنگ میں بہت ہی سرت آئینہ جوش و خروش کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اعداد و شمار کی ایک معروب کن نمائش کے بعد وہ کہتے ہیں کہ:۔۔۔ "نظریہ مقدار زرد کو پیش کر نیوالے حضرات کے معمولی طریقوں کے مطابق امریکہ کے گزشتہ دس سال کے اعداد و شمار کی بنیاد پر قیمتوں، زرد کی مقدار، بینک کی امانتوں کی مقدار، زرد اور اعتبار کی گردش کی مقدار اور تجارت کی مقدار کی پیمائش کر لینے کے بعد اب ہم نظریہ مقدار کی آزمائش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ آپ سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ دس سال کی آزمائش کا نتیجہ بہت ہی مایوس کن ہے۔ یہ دلکش نظریہ واقعات کے بوجھ کا تحمل نہیں کر سکتا اور ٹوٹ گیا ہے۔ اگر نظریہ مقدار زرد

صحیح ہوتا تو قیمتوں کی سطح موجودہ حالت میں نہ ہوتی بلکہ قیمتیں ۸۲ فی صد زیادہ ہوتیں۔ اسلحہ پر جو رقم اعتبار کی توسیع کی شکل میں خرچ ہوئی ہے اس کی مقدار نہایت کثیر ہے۔ جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے اس توسیع کا اثر قیمتوں پر کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن ہم نے حقیقی جائداد کی تخمین کے لیے خاص کر شہری اور مضائقہ اضلاع میں خاص متحول مالی اعانت ہتیا کی، گو ایک صورت میں ہماری یہ اعانت فلورڈا کی پوری ریاست کو محیط تھی، اور ہم نے تسمک کے صرافے کی تخمین کے لیے بھی زبردست مالی اعانت ہتیا کی۔“

اس طرح ڈاکٹر انڈرسن صاحب فرط انبساط سے اس چیز پر رقص کرتے ہیں جس کو وہ نظریہ مقدار زر کی لاش سمجھتے ہیں، اور اس نظر سے کی صداقت تسلیم کرنے سے ان کو قطعی انکار ہے۔ لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ ثابت کیا ہے وہ نظریہ کی غلطی نہیں ہے بلکہ یہ کہ جملہ ممکنہ حالات کے تحت اس کو لانے کی غرض سے اس قدر کثیر المقدار چیزیں لفظ ”شے“ میں شامل کرنی پڑتی ہیں کہ قبل اس کے کہ یہ نظریہ متعین ہو سکے وہ اس قدر جامع اور ہمگیر ہو جاتا ہے کہ اس میں کچھ زیادہ عملی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ انھوں نے خود اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اعتبار میں توسیع نہ ہوتی تو امریکہ میں ایشیا کی قیمتوں کی سطح بمقابلہ سابق اس زمانے میں کم ہوتی جبکہ انھوں نے یہ مضمون لکھا تھا۔ توسیع کا اثر اضافہ قیمت کی شکل میں ظاہر نہیں ہوا تھا بلکہ بالواسطہ اور دلچسپ طریقوں سے قیمتوں کی ثبات پذیری کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ امریکہ قرض خواہ ملک تھا جہاں درآمد ایشیا پر بھاری محصول عائد تھے۔ جب اس نے بیرونی تسکات کثیر مقدار میں جاری کئے تو اعتبار کی اس توسیع کی بدولت وہ اپنے ایشیا کی برآمد میں مزید کثیر المقدار زیادتی ظاہر کرنے کے قابل ہو گیا۔ اس توسیع نے عمارتی سامان کی تجارت اور دیگر تعمیری کاروبار مثلاً شرک کی تعمیر میں سرگرمی پیدا کی۔ اور بنک کے اعتبار کی مدد سے خریداری بالاقساط اس سے زیادہ مدت تک جاری رہی جتنی اس توسیع کے بغیر ممکن ہو سکتی تھی۔

اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ زر کی مقدار کو گھٹا بڑھا کر ایشیا کی قیمتوں کو

متاثر کرنے کے بارے میں دنیا کے زر کے مستبد کا اقتدار کسی حال میں ویسا کامل اور سہل نہیں ہے جیسا کہ بظاہر خیال کیا جاتا ہے۔ ایسا خیال کرنے والے وہ چند لوگ ہیں جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم مرکزی بنکوں سے واجبی طور سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ شہات پذیری جیسی نعمت ہمیں عطا کریں۔ بظاہر یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی بنک اعتبار کی رسد کو کم کر کے، بیٹہ کی دفتری شرح میں اضافے کے ذریعے سے اعتبار کی قیمت بڑھا کر، قرض گیروں کی راہ میں مشکلات پیدا کر کے اور اپنے تمسکات کے ذخیرے میں تخفیف کر کے اضافہ قیمت اشیا کو روکنے کے بارے میں اپنے اقتدار سے پورے یقین کے ساتھ کام لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا آلہ ہے جس کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اس کو انٹرایزن سے استعمال کیا گیا تو ممکن ہے کہ مالی آفت رونما ہو جائے جس کا روکنا مشکل ہے۔ سسکین بٹانا آسان ہے۔ لیکن اعتبار کی توسیع کے ذریعے سے قیمتوں کو بڑھانا بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ اس لیے کہ بنک، اعتبار کو اس وقت تک قرضوں کے ذریعے سے وسیع نہیں کر سکتے جب تک کہ قرض گیر فراہم نہ ہوں۔ اور ایسے زمانے بھی ہوتے ہیں جبکہ تجارت کی حالت اس قدر ناقص ہوتی ہے کہ قرض گیروں پر ہفت قرض لینے کی ترغیب بھی کارگر نہیں ہوتی۔ اگر مرکزی بنک شغل اصل کے ذریعے سے اعتبار تخلیق کریں تو ممکن ہے کہ اعتبار بریکار پڑا رہے۔ اور قیمتوں کو زرجب ہی متاثر کر سکتا ہے جب وہ بازار میں پہنچے اور اشیا کی خریداری کرے۔ چنانچہ، جیسا کہ امریکہ کی مثال سے ثابت ہوتا ہے، کوئی شخص وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ نیا اعتبار، اگر اس کو استعمال کیا بھی جائے تو کس طرح استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ پھر بھی یہ علم کہ اعتبار باقراط و ارزان مل سکتا ہے اولو العزم منظم کے اعما و کو بحال کرنے میں ہمیشہ کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر ایک طرف اعتبار کی توسیع کے ذریعے سے قیمتوں کو بڑھانا مشکل ہے تو دوسری طرف ہمیشہ یہ اطمینان بھی رہتا ہے کہ قیمتوں کی تخفیف کثیر التعداد مخلوق کے لیے اس وقت تک نعمت ہے جب تک کہ اس تخفیف سے کساد بازاری

رومانہ ہو۔ یہ قیاس کہ قیمتوں کی تخفیف سے کساد بازاری پیدا ہوتی ہے اہل کارو بار کے دلوں میں اس حد تک جاگزیں ہو گیا ہے کہ اس کو غلط سمجھنے میں تامل ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی جہیں امریکہ کی ہی ایک مثال اس کے برعکس ملتی ہے۔ رسالہ اکنامک جرنل مورنہ جون ۱۹۲۵ء میں مشٹر مل پیچ سلون "ریمانٹھائے مورنہ" میں کارو بار کی آئندہ حالت "پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ہم نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا جو چند سال قبل ناقابل یقین تھا۔ یعنی قیمتوں کی سطح میں عام تخفیف کے ساتھ ساتھ مرفہ الحالی کی ترقی۔ بظاہر یہ ایک عمدہ سامعہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قیمتوں کی تخفیف ہماری خوش حالی کے ثبوتوں میں سے ایک ثبوت ہے۔"

علاوہ بریں اگر معاملات زر کا مستبد اس شخص کی طرح جس کا بیسان براوننگ کی نظم میں کیا گیا ہے اس قابل بھی ہو جائے کہ "اپنی دنیا خود بنائے چاہے سکیڑے، چاہے پھیلانے بالکل اس طرح جیسے وہ اپنی ٹھنی کھول بند کر سکتا ہے، تو بھی اس کے ایک اشارے سے قیمتوں کی ثبات پذیر سطح قائم ہو جانے کا نتیجہ یہ نہ ہوگا جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے کہ تجارت کے سبب استقام دور ہو جائینگے۔ اگر اعتبار کہ ایک آڑ موسیقی سے تشبیہ دی جائے تو مرکزی بنک اس کو بجا کر صرف قیمتوں کے اس عام اوسط کو متاثر کر سکتے ہیں جو انڈیکس نمبروں سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ عام اوسط قیمت نہ بدلے مگر پھر بھی روٹی کی قیمت میں بڑی تخفیف واقع ہو اور اس کے برعکس تانبے کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے۔ کارو باری اشخاص کے لیے جو چیز اہمیت رکھتی ہے وہ اس شے یا ان اشیاء کی قیمت ہے جس کو یا جن کو وہ استعمال کرتا اور صناع یا تاجر کی حیثیت سے فروخت کرتا ہے۔ اس کو یہ معلوم کر کے ہرگز تسکین نہ ہوگی کہ مرکزی بنک کی کوشش سے عام قیمتیں جیساں سطح پر قائم ہو گئی ہیں، خصوصاً اگر اسی کے ساتھ ساتھ اس کی مخصوص پیداوار کی قیمتوں کے عظیم تغیرات کی وجہ سے اس کا منافع اور اس کا جھٹکا

درہم و برہم ہو گیا ہو۔

لیکن اس کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی کہ معاملات زر کے حکام کا اقتدار ایشیا کی اوسط قیمت کو منظم کرنے کے بارے میں محدود ہے اور کسی ایک شے کی قیمت کے تغیرات کو قابو میں رکھنے کی تو اہمیت ہی نہیں رکھتے یہ ظاہر ہے کہ قیمتوں کی سطح کی ثبات پذیری سے ایک ایسا عام فائدہ مترتب ہوتا ہے کہ ہم دنیائے زر کے حکام سے یہ خواہش کر سکتے ہیں کہ حصول ثبات پذیری کو وہ اجناس نصب العین قرار دیں۔

خوش قسمتی سے مرکزی بینک کے اصول کے ایک ممتاز ترین شارح نے بھی علی الاعلان یہ کہہ دیا ہے کہ ثبات پذیری ایک ایسا نصب العین ہے جس کے حاصل کرنے کی مرکزی بینکوں کو سعی کرنی چاہئے۔ مسٹر جمن اسٹرانگ سنبھانی نیویارک کے فڈرل رزرو بینک کے گورنر کے متعلق یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ انھوں نے یورپ کو از سر نو منظم کرنے اور بین الاقوامی مالی اتحاد باہمی کو قائم کرنے میں مدد دے کر ایسا کام انجام دیا جو تمام دنیا کے لیے بے انتہا مفید تھا۔ وہ معاملات زر کے ماہرین کی اس لائق جماعت میں سے ایک شخص تھے جو رائل کمیشن آن انڈین کرنسی کی شیر مقرر ہوئی تھی۔ انھوں نے کمیشن کے روبرو شہادت دیتے ہوئے کہا تھا کہ ”ہم سب یہ تسلیم کریں گے کہ زر کے نظاموں کو مکمل بنانے کا مقصد ملک کے زر کی قوت خرید کو داخلی و خارجی استعمال میں ثبات پذیر بنانا ہے اور یہ ایسا مقصد ہے جو کوئی ایک جماعت تنہا اپنی سعی سے حاصل نہیں کر سکتی بلکہ صرف باہمی اتحاد و تعامل سے اس کا حصول ممکن ہے پس چونکہ طلائی سکہ ہی ایسی چیز ہے جس کی قوت خرید گزشتہ زمانے میں ملک کے اندر اور باہر بہت ثبات پذیر رہی ہے اس لیے قدرتی طور پر اسی کو حاصل کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔“

اس طرح گورنر اسٹرانگ زر کی دوسری صفت کی جانب ہماری توجہ

۱۔ Royal Commission on Indian Currency اس کی رپورٹ ۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی۔

۲۔ اس سے ان کا مطلب غالباً ایسا سکہ ہے کہ جو طلا پر مبنی ہو۔

مبادلہ کرتے ہیں جس کی موجودگی ہم زر میں چاہتے ہیں یعنی یہ کہ بیرون ملک اس کی قوت خرید ثبات پذیر ہو۔ یہ صفت ان سب اشخاص کے لیے بہت کچھ اہمیت رکھتی ہے جو بیرونی ممالک سے تجارت کرتے ہیں، اسی طرح ہم سب کے لیے بھی جو بیرونی ایشیا کو صرف میں لاتے ہیں اس کی براہ راست اہمیت بہت زیادہ ہے۔ جب ہم اپنے زر کو کسی ایسے دوسرے ملک کے زر میں تبدیل کرتے ہیں جو معیار طلا رکھتا ہو یا ایسا زر رکھتا ہو جو طلا سے ملحق ہو، تو ہمارے زر کی قدر مبادلہ کی ثبات پذیرگی ان مقامات طلا کی موجودگی سے حاصل ہوتی ہے جو مبادلے کی شرحوں پر حدود قائم کرتے ہیں۔ اس فائدہ کی اہمیت ان سب اشخاص کو معلوم ہوگی جنہوں نے زمانہ نابود جنگ میں ممالک خارجہ سے تجارت کی تھی جبکہ معیار طلا معرض تبدل میں تھا اور مبادلے کی شرحوں کے تغیرات نے تجارت خارجہ کو ایک قسم کی سٹہ بازی بنا دیا تھا حقیقت یہ ہے کہ مبادلے کی ثبات پذیری اور قوت خرید کی ثبات پذیری، ایک دوسرے کے مرادف نہیں ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ ان اشیاء کی قیمتیں جو بین الاقوامی بازار رکھتی ہیں طلا کو بطور زر استعمال کرنے والے تمام ممالک میں یکساں ہوں گی۔ جس وقت تک پونڈ اور ڈالر میں معقول حد تک مساوات قائم رہے اس وقت تک انگلستان اور امریکہ میں اون کی قیمت برابر رہے گی۔ عملی مذاقوت خرید کی ثبات پذیری اگر ملک کے اندر حاصل کی جاسکتی ہو تو ملک کے باہر بھی حاصل کی جاسکے گی، کم از کم ان اشیاء کی حد تک جن کا بین الاقوامی بازار موجود ہے۔

اگر ثبات پذیری نہ صرف زر کی قوت خرید میں اندرون ملک و بیرون حاصل کی جاسکتی ہو بلکہ سود کی اس شرح میں بھی حاصل کی جاسکتی ہو جو فرض گیر زر کے استعمال کے معاوضے میں ادا کرتے ہیں تو یہ چیز کاروباری طبقے کے حق میں بہت مفید و طمانیت بخش ہوگی۔ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ تجارت و صنعت کے متعدد کارفرما تقریباً سب کے سب بالمرہ یا کم از کم وقتاً فوقتاً اپنے اپنے بنکوں سے قرضے حاصل کرتے رہتے ہیں اور ان قرضوں کو حاصل کرنے کے لیے

وہ جو قیمت ادا کرتے ہیں اس کی سطح کا بلند ہونا بدیہی طور سے قرض گیروں کے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی صنعت کار رو باری تو وسیع کے کسی ایسے نظام عمل پر عمل پیرا ہوا ہو جس میں مختصر المیعاد اعتبار کی کثیر مقدار رد کار ہو اور اس کو دفعتاً یہ معلوم ہو کہ اس کی شرح سود بڑھادی گئی ہے خاص کر اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ شرح بنک کی زیادتی کی وجہ سے اس کے بنک نے بھی سود میں اضافہ کر دیا ہے (اس لیے کہ بنک عام طور سے شرح بنک کے مطابق اپنے دیئے ہوئے قرضوں کے سود کی شرح مقرر کرتے ہیں اور شرح بنک ایسی شرحوں سے نصف سے لے کر ایک فی صدی تک زیادہ ہوتی ہے) اور یہ بھی معلوم ہو کہ شرح بنک میں اس وجہ سے اضافہ ہوا کہ انگلستان کا سونا امریکہ جارہا ہے اور اسیلے جارہا ہے کہ وہاں صرافے کے کثیر المقدار کاروبار کو چلانے کے لیے جس کا ذکر ڈاکٹر انڈرسن نے کیا ہے اعلیٰ شرح سود دی جا رہی ہے، تو ممکن ہے کہ وہ بعجلت ممکنہ اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ ہمارے زر کا نظام ضرور ناقص ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مختصر المیعاد اعتبار کی شرح کے تغیرات تقریباً نظر انداز کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان کا جو اثر مصارف پیدا نش پر پڑتا ہے اس میں مبالغے کا شائبہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ مشرپی، ڈی۔ لیک ایک نامور محاسب نے ایک مراسلے میں جو اخبار ٹائمز مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۹ء کی شہری مراسلت کی ذیل میں شائع ہوا تھا، بیان کیا تھا کہ وہ اگر شرح بنک کے اضافے کو بحیثیت مجموعی پوری صنعت پر پھیلا یا جائے تو یہ تخمینہ بخوبی پیش کیا جا سکتا ہے کہ شرح بنک میں ایک فی صد اضافہ کرنے سے مصارف پیدا نش میں اضافہ تو ہوتا ہے مگر اس اضافے کی مقدار بمقابلہ شلنگ نی ۱۰۰ پونڈ کے ایک پنس نی ۱۰۰ پونڈ سے قریب تر ہوتی ہے۔ پھر بھی شرح بنک کے اضافوں کا اثر اہل کاروبار کے خیالات و جذبات پر ممکن ہے کہ بہت نمایاں ہو اس لیے کہ ان اضافوں کو اس سبب سے ہمیشہ خطرے کی علامت خیال کیا گیا ہے کہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ زر کے معاملات کی حالت غیر معین ہے۔ اور کم از کم ہم اپنے مرکزی بنکوں سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ ہمارے صنعتی و تجارتی تنظیموں کے احساسات کو

اس وقت تک صدمہ نہ پہنچائیں جس وقت تک کہ اس کی حقیقت میں ضرورت نہ ہو۔ بعض اوقات صنعتی و تجارتی تنظیم مرکزی بنکوں پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ ان کے دماغ میں ہمیشہ ذخیرہ ہائے طلا کا خیال چکر لگاتا رہتا ہے اور طلا کے مسائل گردش کرتے رہتے ہیں اور اس پر وہ کبھی کافی غور نہیں کرتے کہ ان کے اصول کا ملک کی تجارت پر کیا اثر پڑے گا۔ لیکن اس بدگمانی کو حق بجانب سمجھنے میں تامل ہے۔ ساہوکار بلکہ مرکزی بنک بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ عمدہ مالی حکمت عملی صرف وہی ہے جس سے قوم کی مزہ انحالی پر اچھا اثر پڑے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر معیار طلا پیدا شد دولت و تجارت کی راہ میں مزاحسم ہو تو وہ معیار بہت زہانے تک ان شدید اعتراضات کے مقابلے میں نہیں ٹھیر سکتا جو ہمارے موجودہ زمانے کے اکثر اداروں پر کئے جاتے ہیں اور جن سے بسا اوقات منفید نتائج ہی مترتب ہوتے ہیں۔ اس موقع پر بھی ہم پھر اعلیٰ مقاصد مرکزی بنک کاری کے ایک سرکاری شارح کے بیان کو پیش کرتے ہیں جو ہمارے لیے طمانیت بخش ہے۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں سمراتسٹ ہاروسے نے جو اس وقت کنٹرولر تھے اور اب بنک آف انگریڈ کے ڈپٹی گورنر ہیں، انکا مک سوسائٹی آف اسٹریلیا کی شاخ و کنٹوریا میں مرکزی بنکوں میں ایک خطبہ پڑھا تھا جس کے دوران میں انھوں نے بیان کیا کہ مرکزی بنکوں کے فرائض میں ایک یہ فریضہ یہ بھی شامل کرنا چاہئے کہ وہ معقول شرائط پر بنک کاری کی کافی سہولتیں عوام کو مہیا کریں! ظاہر ہے کہ اس فقرے کے متحدہ معنی لیے جاسکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ معقول شرائط کا جو مفہوم عوام میں وہ بنکوں کے مفہوم سے مختلف ہو۔ لیکن ہم اس کا بخوبی دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان سے ایسی شرائط مراد ہیں جو ایسی ممکنہ نیابت پذیری پیدا کریں جو موجود الوقت تجارتی و مالی حالات کے تحت ممکن ہو سکتے۔

269

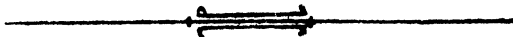
اس طرح یہ بیان کرنے کے بعد کہ ہم اپنے زر سے کیا توقع رکھتے ہیں اور مرکزی بنک ہمارے خواہش کو کتنی زیادہ یا کم حد تک پورا کر سکتا ہے ہم دوبارہ بیچ کے کارٹون پر غور کر سکتے ہیں جس کا حوالہ چند صفحات پیشتر دیا گیا تھا اور جس میں بنک آف انگریڈ کی پالیسی کے متعلق عام بے اطمینانی کو ظاہر کیا گیا تھا

اور یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ بے اطمینانی کس حد تک حق بجانب تھی۔ تسخرو مذاق کے متعلق خواہ وہ پیشہ ور تسم ظریفوں کی جانب سے ہی کیوں نہ کئے جائیں، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہے۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس مشکلات سے بھرے ہوئے سال کے دوران میں جو ختم ہوا تھا (پینچ نے ۱۲ دسمبر ۱۹۲۸ء کو مذاق کیا تھا) بنک آف انگلینڈ کو کیا کیا کرنا پڑا تو ہمیں اس کی کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی کہ بڑی بی بی یہ الزام کیوں لگا یا گیا کہ انھوں نے اپنی ”فرسودہ حکمت عملی“ کی بنا پر راستے کی سواریوں کو روک رکھا ہے۔ اس سال کے مشکلات کا باعث سود کی وہ اعلیٰ شرحیں تھیں جو امریکہ میں ”ٹسک کے صرانے کی عظیم الشان تخمین“ کے سلسلے میں پیدا ہوئی تھیں، اور جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ لندن کو جنگ کے بعد پہلی دفعہ موسم خزاں میں مغرب سے مشرق کو روٹی اور فلہ کی بذریعہ جہاز ترسیل کے کاروبار کو قرضے دے کر سنبھالنے کا بار تہا برداشت کرنا پڑا، اور ان معاملات پر مستزاد یہ کہ جرمنی کے حساب میں بھی طلا کا غیر معمولی مطالبہ اس سے کیا گیا۔ بنک آف انگلینڈ نے ان تمام ذمہ داریوں کو کس طرح پورا کیا؟ رسالہ اکنامسٹ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۲۸ء رقمطراز ہے کہ ”اس سال کی سرگزشت میں سب سے اساسی واقعہ یہ ہے کہ بنک کو شرح بنک میں تبدیلی کے بغیر اولاً ۲۴ بلین پونڈ شکل طلا ملے اور بعد ۲۲ بلین پونڈ کا اس کو نقصان ہوا۔ محض یہی ایک واقعہ ۱۹۲۸ء کو غیر معمولی سال قرار دینے کے لیے کافی ہے؛ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ بنک کو بہت سی مشکلات برداشت کرنی پڑیں اور یورپ و امریکہ کے مابین ہونے کی کثیر مقدار کو منتقل کرنا پڑا، بنک نے بازار میں زر کی قیمت میں ثبات پذیری کو اس کا حل حد تک قائم رکھا جو شرح بنک کی تبدیلی کے بغیر حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ بنک نے فرسودہ پالیسی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایک بالکل نئے اصول کی بیروی میں وہ بقول بعض مقررین عاقبت اندیشانہ حد سے بھی تجاوز کر گیا۔ رسالہ اکنامسٹ آگے چل کر لکھتا ہے کہ ”گزشتہ سال بنک عملاً اپنی شرح میں تبدیلی کرنے سے محترز رہا، اور اس نے

شرح سود کو بازار پر قابو حاصل کرنے کے آلے کے طور پر استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اس کی بجائے اسے اپنے کھلے بازار کے اصول پر کلٹیہ اعتماد کیا اور اس اصول کو غیر جانب داری کے برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا، دوسرے الفاظ میں جیسے جیسے اس کے پاس طلا آتا گیا ویسے ویسے وہ اپنے تمکات کو کم کرتا گیا اور جیسے جیسے طلا اس کے ہاتھ سے نکلتا گیا ویسے ویسے وہ کم کئے ہوئے تمکات کی پابجائی کرتا گیا، اور اس طرح اس نے اعتبار کی رسد کو اور زر کی قیمت کو اپنے اصول کے تحت حتی الوسع ثبات پذیری کے قریب رکھا۔ دوسرے بنک جو بنک آف انگلینڈ کے فراہم کردہ اعتبار کی بنیاد پر کاروبار کرتے ہیں، اپنے اعتبار کو، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے جو وہ اپنے اہل معاملہ کو دیر سے تھے، بڑھائے جا رہے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ختم سال ۱۹۲۵ء کے دوران میں سلطنت متحدہ کے بنکوں میں عوام کی امانتوں میں جو ایک بالقوہ قوت خرید کا حکم رکھتی ہیں، بقدر ۶۶ ملین پونڈ اضافہ ہو گیا۔

271

یہ سچ ہے کہ اس سال انڈکس نمبروں کے شمار کے بموجب اشیاء کی قیمتوں میں خفیف کمی ہوئی۔ لیکن اس کمی کا باعث اعتبار کی قلت کو کسی حالت میں نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اس لیے کہ، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اعتبار میں تو توسیع عمل میں آئی تھی۔ ۱۹۲۵ء کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنک آف انگلینڈ اور دیگر بنکوں نے معیار طلا سے صنعت کی ترقی اور عوام کے مفاد کے لیے نہایت نمایاں کامیابی کے ساتھ کام لیا۔ انھوں نے زر کی قیمت کو، جیسا کہ شرح بنک سے معلوم ہوتا ہے، یکساں اور ہموار رکھا، اور عوام کو ۶۶ ملین پونڈ کی زائد قوت خرید مہیا کی۔ انھوں نے یہ نہیں کیا کہ سیار طلا کو ترک کر دیں، اور متفان زر کے چلنے ڈھلوان پر پھسلنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ سوائے ایسا کرنے کے اپنے نقادوں کو مطمئن کرنے کے لیے اور کیا کر سکتے تھے۔ کیا معترضین اسی چیز کے منتظر تھے؟



پنڈرھواں باب

دیگر محفوظ سرمائے

272

(۱) طلا کے محفوظ ذخائر کے بارے میں اتحاد باہمی و تعامل (۲) اعتبار کی پائی کے متعلق تعامل کی ضرورت۔ (۳) کیا اتحاد باہمی ممکن ہے؟ (۴) حالیہ واقعات جو صلہ فرما ہیں۔ (۵) امریکہ کا زبردست اثر۔ (۶) سونے کی مقدار بڑھانے کے متعلق یورپ کی دلچسپی۔ (۷) اس بارے میں اس کی قوت۔ (۸) تناسب کا مسئلہ۔

ہمورس یا کسی دوسرے بلیغ و پیرگو رومی شاعر کے بقول بلاشبہ لطینی
گرام کا ایک فقرہ ہے کہ (Effodiuntur opes irritamenta malorum)
جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ دولت کو کرید کر نکالنے والا خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ واقعہ
یہ ہے کہ ہم اب بھی برابر دولت کو دتے جاتے جا رہے ہیں اور وہ خرابیاں پیدا
کرتی جا رہی ہے اس لیے کہ ہمیں اس کا مایہ خوئیہ ہو گیا ہے۔ ریٹڈ کے معادنوں
سے نکلے ہوئے سونے سے لدے ہوئے ہزار ہر مفتے کسب سے آتے رہتے ہیں۔
یہ سونا جنوبی افریقہ کے بتکوں کی جانب سے بینک آف انگلینڈ کے نام جو
اس دھات کا گودام بن گیا ہے روانہ کیا جاتا ہے جہاں سے وہ فلز کے بازار میں

جس کی بولی سب سے زیادہ ہو اس کے ہاتھ فروخت کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس کا کچھ حصہ تاجر زیورات بنانے اور دندیاں سازی کی غرض سے استعمال کرتے ہیں، کچھ نہ صرف سونوں کی شکل میں بلکہ اجوائے زر کاغذ کی بنیاد کے طور پر بینک آف انگلینڈ یا کسی مرکزی بینک کے تہ خانوں میں بطور ذخیرہ رکھ کر زر کا کام انجام دیتا ہے اور کچھ زر ہندوستان، غرض اندوختہ چلا جاتا ہے۔

اس طرح جیسا کہ فلز کے بازار کے حالات پر خامہ فرسائی کرنے والے ایک خوش مذاق مضمون نگار کا مقولہ ہے، سونے کی تقدیر میں بالعموم یہ لکھا جوا ہے کہ دنیا کے ایک گوشے میں اس کو کھود کر نکالا جائے اور دوسرے گوشے میں کمی ہندو گھر کی انگٹائی میں یا مرکزی بینک کے تہ خانے میں دوبارہ دفن کر دیا جائے۔ ہندوستان میں سونے کے مالک کو اس خیال سے متعلق حاصل ہوتی ہے کہ سونا ہر وقت اس کے پاس موجود ہے اور وہ جس وقت چاہے اس سے کام لے سکتا ہے۔ مرکزی بینک میں سونا رہے تو اس ملک کا زر استعمال کرنے والوں کو یہ معلوم کر کے طمانیت حاصل ہوتی ہے کہ یہ سونا ان کے زر کو ان دیگر مالک کے زر کے ساتھ مساوات مبادلہ پر قائم رکھے گا جن کے مرکزی بینکوں کے تہ خانوں میں سونا مدفون ہے۔ ان باتوں کا علم ان سب کے لیے جو تجارت خارجہ میں مصروف ہوں فائدہ عظیم ہے لیکن اگر سونے کی بڑی مقدار حاصل کرنے کی غرض سے مرکزی بینک ایک دوسرے سے مقابلہ کریں اور اپنی بیٹے کی شرح کو بڑھا کر تجارتی جماعت پر گراں زر کا بار عائد کر دیں تو یہی فائدہ نقصان سے بدل جائے گا۔ تجارتی جماعت عمدہ زر کی بیشک طالب ہوتی ہے لیکن وہ عمدہ تجارت کی اس سے بھی زیادہ طالب ہوتی ہے۔ اگر اس کو یہ گمان ہو کہ زر پر تجارت کو قربان کیا جا رہا ہے تو وہ اپنے بینکوں اور سہوؤں کی نسبت تا ملائم و ناشائستہ الفاظ کہنے لگتی ہے۔

اگر ہم سب مل کر طلا کی منتقلی کے پیچیدہ معاملے سے اپنا بیجا بچھڑالیں اور اس پر اتفاق کر لیں کہ کسی جگہ ایک مرکزی مخزن طلا قائم کر لیا جائے اور مرکزی بینکوں کے جاری کردہ نوٹ ان کے ذاتی تہ خانوں کے اندر رکھے ہوئے سونے پر

یعنی نہ ہوں بلکہ ہندویوں پر یاد دوسرے مطالبات پر مبنی ہوں جو معیار طلا دالے بیرونی ممالک کے زر میں قابل ادائیگی ہوں تو ہزار درجے بہتر ہوگا۔ اس طریق پر عمل کرنے سے یہ اطمینان ہو جائے گا کہ ایک ملک کے زر کا دوسرے ملک کے زر سے متفرق شرح پر مبادلہ ہو سکیگا۔ اس لیے کہ مرکزی بینک کے پاس ہمیشہ ممالک غیر کا زر موجود رہے گا جس کو وہ ضرورت مندوں کو دے سکے گا اور اس طرح خود مرکزی بینکوں کے لیے یہ چیز بہت مفید ہوگی۔ یہی وہ نظام ہے جو معیار مبادلہ طلا کے نام سے مشہور ہے اور جس کی بدولت نوٹس ملکہ کا یا غور ملکہ کا طلا دالے مبادلہ نہیں ہوتا بلکہ متفرق شرح پر ممالک خارجہ کے زر سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اور اس طریقے پر عمل پیرا ہونے سے اکثر جمعیہ مسائل حل ہو جائیں گے۔

بندھوی سے ہر ملک اپنے لیے اس چیز کو زیادہ وسیع خیال کرتا ہے کہ اپنے نوٹوں کی بنیاد ایسے سونے پر قائم کرے جو اس کی ملکیت اور قبضے میں ہو اور اس کو پسند نہیں کرتا کہ سونے کی بجائے اس کو محض سونے کے مطالبے کا حق حاصل رہے۔ تاہم نئے نئے جنگ کے تجربے نے یہ ثابت کیا کہ اگر دوبارہ کوئی جنگ ہوئی تو ایسے نظام سے خراب اور ناگزیر نتائج رونما ہوں گے۔ بینک آف انٹرنیشنل کے گورنر نے جیسا کہ متناقب بیان ہوگا، مرکزی بینکوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ معیار مبادلہ طلا پر عمل پیرا ہو کر اس کے توسط سے معیار طلا پر بھیجیں، چنانچہ سب مرکزی بینک اپنے تئیں ان میں ممالک خارجہ کے دستاویزات کے بدلے سونا رکھ کر اس مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس حد تک تو معاملہ بالکل درست ہے۔ لیکن یہ امر یقیناً ان کی قوت و اقتدار میں ہونا چاہیے کہ گورنر مذکور کے مشورے کے مطابق اس مقصد کو معقولیت اور اتفاق باہمی کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ معیار طلا کو عوام کے حق میں زحمت نہ بنا دیں بلکہ رفہ عام کے مد نظر اس پر عمل کریں۔

گورنر اسٹراٹانگ نے اس نظام کی یہ خدمت مگر جامع و کالت کی تھی اس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ ”جو ملکہ طلائی سکے وہی ہے جس کی قوت خرید گزشتہ زمانے میں نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک کے باہر بھی ثبات پذیر رہے گی“

اس لیے قدرتی طور سے وہی ایسا سکھ ہے جس کو رائج و حاصل کرنے کی ہم سب اس وقت کوشش کر رہے ہیں۔

گزشتہ زمانے میں معیار طلا کی بدولت قیمتوں کو جو ثبات پذیری حاصل رہی اس کی اس تصدیق کی تاہم مزید اس نظام کے نقادوں میں سے سب سے ممتاز نقاد سٹر جے ایم، کینس کے الفاظ سے ہوتی ہے جو اپنی کتاب

موضوعہ (Tract on monetary Reform) سے صفحہ (۱۶۴) پر لکھتے ہیں کہ "۲۰ فیسوں

صدی کی تغیر پذیر دنیا میں سونے نے اپنی قدر کی ثبات پذیری کو جس کامیابی کے ساتھ قائم رکھا وہ یقیناً ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ یاد دہانی کے تہذیب یافتہ ممالک کی بڑی اکثریت نے بھی اس کو عملی طریقہ سے بڑی حد تک تسلیم کر لیا ہے۔ سر ہنری اسٹر کا شل نے مجلس اتوم کی فینانس کمیٹی کے لیے ایک یادداشت تیار کی تھی جو رسالہ آکٹا سٹ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء کے صفحے میں شائع ہوئی۔

275

اس میں لکھا ہے کہ "ان تمام ممالک یورپ نے جنہوں نے اپنے زر کے نظاموں کو گزشتہ پانچ سال میں ثبات پذیر رکھا اپنے لیے وہی معیار زر منتخب کیا جس کو

اس کی مختلف شکلوں میں معیار طلا کہا جاسکتا ہے۔ ان میں سے بعضوں نے معیار رسک طلا کا طریق اختیار کیا ہے جس کی رو سے عند المطالبہ مقامی زر کا

مبادلہ طلائی سکے سے کرنا لازمی ہے۔ دیگر ممالک نے بشمول برطانیہ ایسا نظام طلا رائج کرنا اپنے لیے پسند کیا جس کو معیار فلز طلا کہنا چاہئے کہ اس کی رو سے مقامی

زر کا مبادلہ عند الطلب طلا کے فلز سے ضروری ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے ممالک نے معیار مبادلہ طلا کو اختیار کیا جس کی رو سے مقامی زر بیرونی

مبادلہ طلا سے قابل مبادلہ ہو جاتا ہے۔ اور آخر میں ایسے ممالک بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جہاں مقامی زر حکام کی مرضی سے طلا یا طلائی میالے میں قابل مبادلہ ہوتا ہے یا جہاں مبادلہ طلا سے مقامی زر کی

League of Nations. لہ

Gold specie standard. لہ

Gold Bullion standard. لہ

مبدل پذیری ایک عارضی زمینہ ہوتی ہے جس کی منزل مقصود انجام کار معیار رسدہ طلا کا قیام ہے۔ یورپ سے باہر نظر ڈالنے پر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نظام زر کی ترقیات کا میلان زیادہ تر یورپ کے نظام ہائے زر کے میلانات کے بعینہ ماثل ہے۔ آگے چل کر سرہنری یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دو متعلقہ ممالک کے عمل پر نظر کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے زر کی قوت خرید کو اس چیز کے ساتھ منسلک کرنا چاہتے ہیں جسے سونا خرید سکتا ہے یعنی وہ اپنی قیمتوں کی عام سطح کا رشتہ سونے کے ساتھ جوڑنا چاہتے ہیں اور طلا کے ذریعے سے اس سطح کو ان تمام دوسرے ممالک کی قیمتوں کی سطحوں کے ساتھ مربوط کرنا چاہتے ہیں جہاں معیار طلا رائج ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ طلا کو وجہ اشتراک قرار دے کر زر کی برادری میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی سرہنری اس شے کی قوت خرید کی ثبات پذیری قائم

276

رکھنے کی ضرورت پر بھی زور دیتے ہیں (یعنی طلا کی) جو ان سب کو ایک رشتے میں منسلک کرتی ہے، اور جینیوا کا نفس کی قرار دادوں کو یاد دلاتے ہیں جن میں اس امر کی سفارش کی گئی تھی کہ معیار طلا رکھنے والے ملکوں کے مرکزی بینکوں کو چاہئے کہ اپنی اعتدالی پالیسیوں کا اس طرح امتزاج کریں کہ اس کے ذریعے سے طلا کی قوت خرید کو ثبات پذیر رکھنے کا مقصد حاصل ہو۔

یہی وہ اہم مسئلہ ہے جسے دنیا کے بینک کاری کے ماہروں کو حل کرنا ہے۔ سرہنری اسٹرٹاکاش فن جہاز رانی کے استعارے سے کام لیتے ہوئے زر اور قیمتوں کی سطح کو جہازوں سے اور سونے کو لنگر سے تشبیہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے بقول قوموں نے زر اور قیمتوں کی سطح کے جہاز کو ریسے کے ذریعے سے سونے کے لنگر سے باندھ دیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ محض طوفان آب و باد کے رحم و کرم پر منحصر رہنا چھوڑ سکیں ان کے جہازوں کے ناخداؤں کو چاہئے کہ مل جل کر اور اپنی ساری کھوں سے کام لے کر اپنے جہازوں کی نقل و حرکت اس طرح منظم کریں کہ لنگر مقررہ و محفوظ حالت میں رہے۔

اگر ہم بھولنے اپنے آپ کو ایسے لنگر سے باندھ رکھا ہو جو قیمتوں کو نیچے

لے جائے تو اس میں جیسا کہ گزشتہ باب میں بیان کیا گیا تجارتی کساد بازاری اور بے کاری و بے روزگاری کا خطرہ ہے۔ اگر یہ نگر قیمتوں کو انتفاخ کے عھنور میں اٹلے لے جائے کہ اشیا کے بالمقابل نہ صرف سونے کی مقدار بسبغت بڑھ گئی ہے بلکہ اس اعتبار کی مقدار بھی بڑھ گئی ہے جو سونے پر مبنی ہے تو ہمیں بڑھنے والی قیمتوں کے ایسے دور سے دوچار ہونا پڑے گا جس میں صنعت کی گرم بازاری بڑھ جائیگی اور کثیر المقدار منافع وصول ہوگا اور اس کے برخلاف نہ صرف اجرت پائیوں اور تنخواہ یا بوں کو (تا وقتیکہ وہ اعلیٰ اجرت حاصل کرنے کی سعی بلیغ نہ کرے) بلکہ قرض خواہوں کو اور ان سب کو نقصان ہوگا جو بندھی ہوئی آمدنی پیدا کرتے ہیں۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ اس افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی حالت برقرار ہے اور ہمارے زر کا نگر ان دونوں کے بین میں قائم رہے۔ اس نگر کو غالباً لابی رتی سے لٹکانا ہوگا اس لیے کہ قیمتوں کی عام سطح میں بھی کامل ثبات پذیری بشکل پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن کم از کم معاملات زر کا نیک دل (سبب جس کی تعبیر عملی حیثیت سے متحدہ طور سے کام کرنے والے مرکزی بنکوں سے ہوتی یا ہو سکتی ہے بشرطیکہ یہ بنک متحدہ عمل کرنے میں کامیاب ہوں) یہ انتظام کر سکتا ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ یا ضرورت سے بہت کم زر کی موجودگی کے باعث قیمتوں میں تبدیلیاں واقع نہ ہوں۔

277

سب سے پہلے ان مرکزی بنکوں کو مل کر کام کرنا سیکھنا ہے تاکہ نجائی دنیا سونے کی بظاہر غیر ضروری نقل و حرکت اور شرح مبادلہ کے غیر ضروری تغیرات سے پریشانی اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ بقول گورنر اسٹرانگ "ثبات پذیری ایک ایسا نصب العین ہے جس کو کوئی ایک جماعت اپنے تھا عمل سے حاصل نہیں کر سکتی، اس کا حصول صرف تعامل و تعاون باہمی سے ممکن ہے" کیا وہ اتحاد باہمی کے ساتھ تعامل کر سکتے ہیں؟ حالیہ نتائج پر نظر کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں انھوں نے جو کوششیں کیں ان کا آغاز تو بہت اسی افزائے تھا لیکن آخر میں ان کی کوششوں نے ان کو گڑھے میں گرا دیا، چنانچہ وہ اب اس گڑھے سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یورپین ممالک کے سکون کو ثبات پذیر بنانے میں

اتحاد باہمی کا بہت ہی مفید اثر پڑا، اور اسی اتحاد باہمی نے ۱۹۲۶ء میں ایک قدم اور آگے بڑھایا جبکہ میو یارک میں مرکزی بنکوں کے گمانستوں کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ چنانچہ اس کے نتیجے کے طور پر فنڈرل رزرو بنکوں نے وہ اصول کا اختیار کیا جس کی بنا پر اس تمام کثیر المقدار سونے کا ایک جزو یورپ اور دیگر ممالک عالم میں واپس آگیا جو جنگ کے زمانے میں اور اس کے بعد امریکا چلا گیا تھا۔ ماہ اگست کے آغاز میں فنڈرل رزرو بنک کی شرحیں ۴ سے ۳ ۱/۲ فیصد تک گھٹادی گئیں، حالانکہ شیکاگو بنک نے اس طرز عمل کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ اور جون ۱۹۲۸ء کے ختم تک امریکا کے سونے کے ذخیرے میں ۱۹۲۷ء کے ذخیرے کی مقدار کے مقابلے میں بقدر ۱۱۶ ملین پونڈ کمی ہو گئی تھی، برمی ۱۹۲۷ء میں سونے کی مقدار میں امریکا میں جتنا کثیر اضافہ ہوا تھا اس سے قبل اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس تخفیف و تقسیم جدید سے امریکاس اعتبار کی قلت اس لئے رونما نہ ہو سکی کہ اس کے سرمایہ محفوظ رکھنے کی قانونی حد اور اس کے سونے کے کثیر المقدار ذخیرے کے مابین کافی گنجائش موجود تھی۔ جس زمانے میں سونا برآمد ہوا اس زمانے میں فنڈرل رزرو بنکوں نے دو رکن بنجوں کے لیے جو ملک کے معمولی تجارتی بنک ہیں، کثیر المقدار منڈیوں پر بٹہ کٹوایا حتیٰ کہ انکی مقدار بقدر ۱۲۰ ملین پونڈ بڑھ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فنڈرل رزرو بنکوں کے چھٹے میں رقوم واجب الادا اور رقوم واجب الوصول کے دونوں مبادات تقریباً غیر متبدل یعنی ۱۰۰ ملین پر قائم رہے، رقوم واجب الادا کے مقابلے میں سرمایہ محفوظ کا تناسب جو ۲۷ مئی ۱۹۲۶ء کو ۷۸ و ۸۵ فی صد تھا، گھٹ کر ۱۹ جون ۱۹۲۸ء کو ۶۸ و ۷۶ ہو گیا۔ اول الذکر تناسب ضرورت سے بہت زیادہ تھا لیکن موزر الذکر تناسب بھی ضرورت سے خاصہ زیادہ تھا۔

اس حد تک تو کوئی امر قابل اعتراض نہیں ہے، لیکن اس اشناس میں فنڈرل رزرو بورڈ اور وال اسٹریٹ کے بازار میں شعلش شروع ہو گئی اور

۱۔ یہ اعداد و شمار فنڈرل رزرو بٹنن ابت جولائی ۱۹۲۸ء سے اخذ کئے گئے ہیں۔

اول الذکر نے اس عظیم الشان تخنیتی کاروبار کو روکنا شروع کر دیا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں فڈرل رزرو بینکوں کی شرحیں فروری میں $3\frac{1}{4}$ سے ۴ فیصد تک بڑھا دی گئیں، مئی میں $3\frac{1}{4}$ فیصد کر دی گئیں اور جولائی میں بڑھا کر ۵ فیصد کر دی گئیں۔ سونا پھر امریکا واپس آنے لگا اور اسی زمانے میں جرمنی کے ریش بینک نے شرح بڑھا کر ۵ فیصد کر دی تو سونا جرمنی جانے لگا۔ نتیجہ یہ کہ بینک آف انجلیٹڈ نے سلاوا کے ابتدائی آٹھ ہینوں میں جو ۲۴ ملین پونڈ سونا حاصل کیا تھا اس کے منجملہ ۲۲ ملین پونڈ کا سونا اس سال کے آخری چار ہینوں میں اس کے ہاتھ سے بھل گیا۔

279

اس نقل و حرکت سے اتحاد باہمی ظاہر نہیں ہوتا اور برطانوی صنعتوں کی انجمن نے اپنے رسالے موسوم پبلیش انڈسٹری کے معاشی حصے میں ۱۹۲۹ء کے آغاز میں ان واقعات پر جو تنقید شائع کی اس میں غالباً بہت کچھ صداقت تھی۔ ضمیمہ مذکور میں لکھا تھا کہ اسٹراسٹراٹگ گورنر فڈرل رزرو بینک نیویارک کی گزشتہ ماہ اکتوبر میں موت سے بلاشبہ نیویارک اور لندن کے درمیان جو نازک ذاتی تعلقات تھے ان میں رخنہ پڑا، اس لیے کہ یہ تعلقات ان اہم ترین اور مشہور عناصر میں سے تھے جو مختلف ممالک کے مابین سونے کی نقل و حرکت کو متعین و منظم کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ معیار طلا اور اس کے نظام عمل کے مقررین کو ان اسباب کی بنا پر جو فلز کی اس نقل و حرکت کا باعث تھے اعتراض کرنے کیلئے کافی مواد مل گیا تھا۔ سونا امریکا اس لیے واپس نہیں جا رہا تھا کہ صنعت کے لیے اعتبار مہیا کرنے کے واسطے اس کی وہاں ضرورت تھی۔ بلکہ اس وجہ سے جا رہا تھا کہ دوسرے ملکوں کے سامبوکار اور قرض دہندے والے اسٹریٹ کی اعلیٰ شرح سود سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں امریکا میں تخنیتی کاروبار میں حصہ لینے کی غرض سے سونے کی بھرمار ہو رہی تھی، گو معاملات زر کے حکام اس کاروبار کو

280

روکنے کی بہتری کو شش کر رہے تھے۔ علی ہذا سونا جرمنی اس لیے نہیں جا رہا تھا کہ جرمنی کی تجارت کی حالت اور اس کی مالی حیثیت دنیا کے سونے کے ذخیرے سے استعانت کی طالب تھی۔ بلکہ اس لیے کہ ریش بینک نے زر کی شرح میں غیر معمولی اضافہ کر دیا تھا، اور اس طرح مستعار زر کو سونے کی شکل میں لے رہا تھا، گو یہ شکل خود اس کے لیے غیر منفعت بخش اور دوسرے ممالک کے لیے باعث تکلیف تھی۔ سونے کی ایسی نقل و حرکت کو بلا چون و چرا تسلیم کیا جا سکتا ہے جو تجارت کے حقیقی کاروبار اور لین دین پر مبنی ہو۔ لیکن جب اس نقل و حرکت کی توجیہ صرف ایسے حالات سے کی جا سکتی ہو جو بظاہر مصنوعی، غیر ضروری اور غیر معقول ہوں تو ممکن ہے کہ اہل کاروبار ان لوگوں کی باتیں توجہ سے سننے لگیں جو معیار طلا کی طرف سے بدظن ہیں۔

لیکن آگے چل کر اس سے بھی زیادہ برا نتیجہ نکلنے والا تھا۔ اس لیے کہ ۱۹۲۸ء میں جبکہ شرح بینک ان تمام ناگوار واقعات کے باوجود غیر متبدل تھی بین الاقوامی بازار نے بالآخر ۱۹۲۹ء کے آغاز میں ریش بینک کی شرح کو ۷ فیصد سے کم ہو جانے کو منتظر استعانت دیکھنے کے بعد یہ محسوس کیا کہ برطانیہ اور یورپ کے موافق ڈالر کی شرح میں جنم سال پر جو معمولی تغیر ہوا تھا اس پر اس نے (بین الاقوامی بازار نے) بالکل غلط طریقے سے اعتماد کیا تھا، یہ کہ نیویارک میں زر کی مانگ اس تخمینہ کاروبار کو انجام دینے کے لیے بہت شدید تھی جس کو روکنے سے حکام قاصر ہو چکے تھے۔ یہ کہ عند الطالبا اور معیادی قرضوں کے لیے وہاں جو شرحیں دی جا رہی تھیں وہ سونے کو وہاں کھینچ رہی تھیں۔ یہ کہ بینک آف انگلینڈ نے جنوری و فروری میں اپنا فراہم کیا ہوا سونا اتنی تیزی کے ساتھ کھودیا کہ ماہ فروری کی ابتدا میں اس کو اپنی شرح ۱۰ فیصد سے بڑھا کر ۱۲ فیصد کر دینی پڑی۔ چنانچہ اس کی اتباع بینک آف نیدر لینڈز اور دیگر مرکزی بینکوں نے بھی کی اور ریش بینک نے اپنی شرح بڑھا کر ۱۰ فیصد مقرر کر دی۔

اس طرح ہم نے یہ اشتعال انگیز اور مہل تماشہ دیکھا کہ برطانوی اور یورپین صنعت ایک بڑی مصیبت کے دور کے بعد گاڑی کے اس ٹٹو کی طرح جو گر کر

پھر کھڑا ہونے کی کوشش کرے، ہاتھ پیر مار رہی تھی یہ بات خاص کر برطانیہ کے
 یارے میں صادق آتی ہے جو عام ہڑتال اور کوئلہ روک دینے جانے کی ضرب
 کھا چکا تھا اور اس کے سنبھلنے میں اس لیے فراحت پیش آرہی تھی کہ دنیا کے
 سب سے بڑے قرض خواہ ملک نے اپنے مالی انتظامات کو بے حد غلط مطلق رکھا تھا
 حتیٰ کہ وہ ایسے سونے کو بھی جذب کر رہا تھا جس کے دوسرے لوگ طالب تھے اور
 جس کی خود اس کو ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس کا احتمال تھا کہ نیویارک
 میں درآمد کردہ سونا چھینی کاروبار کے اس جوش و خروش کے حق میں ہمہ گیر کام
 کرے جسے روکنے کی فڈرل رزرو بورڈ سی بلغ کر رہا تھا۔

اس قسم کے واقعات معیار طلا کو قبولیت عام دینے میں مدد نہیں ہوتے
 کیا ان واقعات سے بچاؤ کی کوئی تدبیر ممکن تھی؟ اگر نہ تھی تو پھر بقیہ دنیا کو
 کیا کرنا چاہئے؟ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ اس کے مالی انتظامات وال اسٹریٹ
 کی متلون المزاجی کے رحم و کرم پر مبنی ہوں؟ جب کوئی ملک دنیا کا سب سے
 بڑا لین دار بن جائے تو بالقی دنیا یقیناً یہ توقع رکھ سکتی ہے کہ اس ملک میں اصل
 و اعتبار کا بازار بہت ارزاں و آزاد ہوگا اور اشیاء و خدمات کا بازار بہت
 آزاد ہوگا۔ انگلستان جس وقت دنیا کا لین دار تھا اس وقت یہ دونوں چیزیں
 اس میں موجود تھیں، اور نہ صرف وہ بلکہ اس کے اہل معاملہ بھی ترقی پذیر اور
 خوش حال تھے۔ امریکا ابھی کچھ زمانہ اڈھر تک وال اسٹریٹ نے لیے زر حاصل
 کرنے کی غرض سے ۲۰ فیصد تک شرح پیش کرتا رہا ہے اور ایک جدید مسودہ
 حصول پر غور کر رہا ہے جس کے نافذ ہو جانے کے بعد امریکا کے قرض داروں کو
 جس میں ایسا قرضہ ادا کرنا مشکل ہو جائے گا۔ دوسری جانب حکومت اہل
 امریکا پر حصول حاکم کر کے اپنے تجارتی جہاز ران کمپنیوں کی مالی امداد کرتی ہے
 جس کی وجہ سے ان قرض دار ممالک کو جو تجارتی جہازوں کے مالک ہیں امریکا
 کی نقل و حمل کی خدمت انجام دینے کا موقع نہیں ملتا۔

کیا امریکا کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ غیر معمولی طور سے اعلیٰ شرح پر قرض
 حاصل کرے جبکہ ان تمام ممالک نے جنہیں اس نے کم تر المقدار نہیں بطور قرض

282

دی تھیں اس سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ معاملات زر میں حتی الوسع سہولتیں
 بہم پہنچائے؟ فنڈرل رزرو بورڈ کا بظاہر یہ خیال تھا کہ تمکات کی حد تک تخمین
 کو ضرور روکنا چاہئے۔ بحر اطلال ناطک کے اس جانب کے رہنے والے ہم لوگ
 اس امر کے متعلق دھندلا سا تصور بھی نہیں قائم کر سکتے کہ امریکا کے سبب طباقوں
 میں بحیثیت مجموعی تخمینہ کاروبار نے کس حد تک سرگرمی حاصل کر لی تھی۔ اگر اس کو
 روکا جاتا تو روکنے کا واحد طریقہ بظاہر محض یہ تھا کہ تخمینہ اغراض کے لیے جو اعتبار
 لیا جائے اس کی تحدید کی جاتی۔ اس لیے کہ عوام قائدین معاملات زر کی
 استدعاؤں کو خاطر ہی میں نہ لاتے تھے اور ان کو ان کے ارادوں سے باز رکھنا صرف
 اعتبار کی تقلیل سے ممکن تھا۔ فنڈرل رزرو کے حکام پر اولاً اعتراض یہ کیا گیا کہ
 انھوں نے شرحوں کو ملدی جلدی نہیں بڑھایا اور بعدہ یہ اعتراض کیا گیا کہ انھوں نے
 شرحوں میں مزید اضافہ نہیں کیا اور شرحوں میں اضافہ کرنے کی بجائے رکن بنکوں کو
 ان قرضوں میں کمی کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے جو وہ وال اسٹریٹ کو دے رہے تھے
 لیکن جب قیمتیں تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھیں اسی طرح جس طرح انتہائی گرما گرمی
 کے دور میں بڑھی تھیں تو فنڈرل رزرو بنک کی شرحیں اسی حد تک بڑھانی پڑیں
 جو قبل اس کے کہ منافع سمیٹنے والے تخمینوں کو روکنے میں کامیاب ثابت ہوئیں صنعت
 کی راہ میں حقیقی مشکلات بلکہ اضطراب و ہرجان پیدا کر دیں۔ رہا دو سر طریقہ یعنی
 وال اسٹریٹ کے راستے سے اعتبار کا رخ پھیر دینا تو وہ بہت زیادہ مشکل تھا
 خاص کر اس لئے کہ بعض رکن بنک فنڈرل رزرو بورڈ کے اصول عمل کے خلاف عمل پیرا تھے
 اور واقعات کی عام رفتار نے بتا دیا تھا کہ امریکا کا زر کا بازار اتفاق و اتحاد
 سے کام کرنے سے بالکل ہی قاصر رہا تھا اور قبل اس کے کہ وہ نیویارک کو زر کے
 بازاروں کا ایک ایسا مرکز بنا سکے جس میں تمام دنیا اعتماد رکھ سکے اسے اتفاق
 و اتحاد سے کام کرنے کا گریکھنا پڑے گا موجودہ صورت حال یہ ہے کہ زر کی اصلی
 شرح تقریباً ان تمام ممالک عالم بیدر دستہ عائد کی گئی ہے جو پیداوار تیار کرتے
 یا تجارت کرتے ہیں۔

283

ان تدابیر کا جہاں تک تعلق ہے وہاں تک باقی دنیا جس کو ان تدابیر

سرکاری تسکات اور دیگر قابل قبول کاغذ کی ایسی مقداریں موجود رہتی ہیں جن کی بنیاد پر وہ اتنی کثیر مقدار میں زر بطور قرض حاصل کر سکتے ہیں جس کی ضرورت بجز اسد اور غیر معمولی صورتوں کے اور کبھی نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ اہل امریکا کا قبول اور اس کی خوش حالی بہت بڑھی ہوئی ہے، اس کے سونے کے ذخائر کثیر المقدار ہیں، وہاں اعتبار کی توسیع کے امکانات بھی کثیر ہیں، اور ایشیا کی قیمتوں کی ایسی سطح پائی جاتی ہے جس سے امتلاخ کا خفیف سا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ تماشہ معاشی تاریخ میں نہایت عجیب العقول ہے کہ اس سب کے باوجود وہ اپنے مفلس اہل معاملہ اور قرض داروں سے ترضہ حاصل کرتا ہے اور ان کے صندوقوں سے جو پہلے ہی بہت کچھ حالی ہو چکے ہیں سونا کھینچتا ہے۔

اگر یہ مان بھی لیا کہ اس قسم کی بے ضابطگیاں اس وقت تک ناگزیر ہیں جس وقت تک امریکا اپنے قرض کو جو بحیثیت ایک قوی ترین مالی قوت کے اس پر عائد ہوتا ہے انجام دینا سیکھ جائے تو کیا یہ بھی ناگزیر ہے کہ باقی دنیا معاملات زر کے اس انتشار کے آگے تسلیم خم کر دے اور اتحاد باہمی کے فریضے جس کے چرچے بہت کچھ ہو رہے ہیں اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش بھی نہ کرے؟ ریاستہائے متحدہ امریکا کی قوت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ظاہر تجارت میں بہت بڑی رقم اسے واجب الوصول رہتی ہے اور سرکاری و تجارتی قرضوں کے سلسلے میں بھی خاصی بڑی رقم سالانہ دوسروں سے اس کو وصول طلب رہتی ہے۔ مثلاً ۱۹۲۵ء میں موخر الذکر رقم کا اندازہ ۵۰ ملین پونڈ کیا گیا۔ اہل امریکا جو بھی اپنی بیرونی سیاحت کے مصارف، قدیم دنیا میں رہنے والے ضرورت مند اعزہ و اقارب کی امداد و خیرات، اور بیرونی ممالک میں شغل اصل کی رفتار کم کر دیتے ہیں معائن کی حیثیت بطور لین دار کے مبادلات کا رخ پلٹ کر شرح مبادلہ ان کے موافق کر دیتی ہے اور امریکا دوسروں سے سونا کھینچنے لگتا ہے۔ چونکہ یہ ایک امر واقعہ ہے لہذا امریکا کے قرض داروں کا اعلیٰ شرح سود طلب کر کے اس کے زر کے مطالبات کی مقادمت کرنے کی کوشش کرنا یقیناً

بے سود ہے۔ نتیجہ یہ کہ زر ہر جگہ گراں ہو جاتا ہے اور بین الاقوامی زر کے نظام کی حیثیت سے معیار طلا کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اگر اس کا مطلب یہ کہ سونے کے لیے دو ادوش اور چھین چھپٹ ہوتی رہے اور اگر سب مرکزی بینک اپنے اپنے سونے کے ذخیروں کو بڑھانے کی غرض سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں تو مستقبل بظاہر خوشگوار نظر نہیں آتا۔

حالیہ واقعات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آئندہ شاید اسی قسم کے نظام العمل کی توقع رکھنی پڑے گی، اس لیے کہ ۱۹۲۵ء کے موسم خزاں میں ریش بینک اپنی فیصد شرح پر چارہا اور اس طرح لندن سے بہت بڑے وقت میں سونا لیتا رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب فروری ۱۹۲۶ء میں لندن کی شرح بڑھ گئی تو برلن کو جسے اس اثنا میں اپنی شرح کھٹا کر ۶ فیصد کر دی تھی پھر بڑھا کر ۷ فیصد کرنی پڑی ان تمام باتوں کے باوجود بھی ادائیگی تاوانات کے ایجنٹ جنرل کی رپورٹ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء میں لکھا تھا کہ ”بحالت موجودہ ریش بینک کے نقد ذخائر میں سونے کی مقدار اخلاف معمول بڑھ کر انتہائی نقطے تک پہنچ گئی ہے اور گزشتہ سال کے بیشتر حصے میں ریش مارک مبادلات خارجہ کے نقطہ نظر سے دنیا کا قوی ترین زر رہا، ایسی صورت میں اس کی کون ضرورت ہے کہ فیصد شرح قائم رکھی جائے؟“

بینک آف فرانس میں ۱۹۲۵ء کے اختتام پر سونے کی مقدار ۲۵ ملیں پونڈ سے زائد تھی، اور اس سے بھی زیادہ مقدار ”بیرونی اثاثے“ درشنی امانتوں اور ہنڈیوں کی تھی جو ”فرانک سے معاودت“ کے زمانے میں حاصل کی گئی تھیں اور جن کا باعث یہ تھا کہ جنگ کے بعد سے انگلستان و امریکا کے مقابلے میں فرانس غیر مالک کو طویل المدت قرض دینے کے بارے میں بہت کچھ خاموش تھا۔ بیرونی مالک کا زرا تہی کثیر مقدار میں اس کے پاس موجود تھا کہ اسے فرانک کی قدر کی کمی کے اندیشے سے نجات مل گئی اور وہ آسانی کے ساتھ اس قابل ہو گیا کہ اگر وہ پسند کرے تو معیار طلا کو راج کرنے کے قدیم قاعدے کو اختیار کر لے جس کے تحت ایسے مرکز جو طلا کا معقول ذخیرہ رکھتے تھے، ادنیٰ شرح میں پیش کرتے اور آزادی

کے ساتھ قرضے دیتے تھے۔ لیکن ایسا کرنے کے بجائے فرانس ۱۹۱۶ء میں درآمد طلا کی یورش میں سب پر سبقت لے گیا اور ایسا ہونا بھی درآمد کیا جس کی اس کو ضرورت نہ تھی۔ ستمبر کے ختم پر جب بینک آف انگلینڈ کا سونے کا ذخیرہ گھٹ کر ۱۲۶ ملین پونڈ رہ گیا تھا اور اس کی شرح بڑھا کر ۶ فیصد کر دی گئی تھی تو بینک آف فرانس کے پاس ۳۱۷ ملین پونڈ کا سونا موجود تھا اور اس کے علاوہ ۲۰۹ ملین پونڈ ذخیرہ یعنی اناٹہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ بینک آف فرانس کی بٹہ کی دفتر ہی شرح بہت تھی ادنیٰ یعنی ۱/۲ فیصد تھی لیکن وہ قرضوں پر ۱/۲ ۵ وصول کر رہا تھا۔ اور دیگر فرانسس بینک اپنے اہل معاملہ سے ان کی شدید ضرورت کے لحاظ سے ۵ فیصد وصول کر رہے تھے۔ اس طرح سونے اور ممالک خارجہ کے زر کا کثیر المقدار ذخیرہ رکھنے کے باوجود بینک آف فرانس نے لندن کے مقابلے میں زر کو گراں نرخ پر قائم رکھا تھا اور زر کے بین الاقوامی بازار کو مفلوج کرنے میں امریکا کا شریک بن گیا تھا گو دوسری جانب اس کی دفتری شرح ادنیٰ اور بے سمنی ہی رہی۔ بینک آف فرانس سونے کا جو ذخیرہ فراہم کر رہا تھا اس کی توجیہ کی گئی ہے کہ وہ پیرس کو زر کے معاملات میں صدر مرکزی حیثیت پر لانا چاہتا تھا جس کا اس کو ہر طرح استحقاق تھا۔ لیکن زر کا بڑا مرکز وہ نہیں ہوتا جو سونے کا اندر ختم کرے بلکہ وہ ہوتا ہے جو آزادی کیساتھ قرضہ دے اور اس طرح تجارت کو فروغ دے اور ترقیات میں اعانت کرے۔ یہ دونی زر کے کثیر المقدار ذخیرے کی موجودگی میں پیرس کو اصل کا بہت ہی ارزاں بازار ہونا چاہئے تھا۔ اور اس کو چاہئے تھا کہ اپنے فاضلات کو بطور اصل بڑی مدت کے لیے مصروف کرتا۔ لیکن ایسا کرنے کے بجائے پیرس نے یہ زیادہ پسند کیا کہ ان فاضلات کو یا ان کے جزو کو سونے میں تبدیل کر دے اور اس سونے کو بطور اندر ختم چھپا رکھے۔

چونکہ اس کا امکان ہے کہ جب کبھی امریکا کا دل حصول زر کے لئے اہمیت کرنے کو چاہے تو اس کی کشش کا مقابلہ ناممکن ہو گا یقیناً اب پوری طرح وقت آ گیا

ہے کہ یورپ کے بنک دوبارہ اس پر غور کریں کہ سونے کی چادر کو چار طرف سے اپنی اپنی جانب گھسیٹنے کی جو عادت انھوں نے اختیار کر رکھی ہے وہ کہاں تک مستحسن ہے اور اس امر کا تہیہ کر لیں کہ آیا ان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ سونا حاصل کیا جائے یا رکھا جائے خواہ دوسروں کو اس سے کتنا ہی نقصان پہنچے یا بقول 'سر آرنسٹ ہاروے' 'عوام کو اس کا یقین دلاتا ہے کہ معقول شرائط پر بنک کاری کی مناسب اور کافی سہولتیں انھیں بہم پہنچائی جائیں گی۔' انڈین کرنسی کمیشن کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس کی وجہ سے اس سمجھت پر ہمیں مشر نارمن گورنر بنک آف انگلینڈ کے خیالات معلوم کرنے کا موقع ملا جو انھوں نے کمیشن مذکور کے روبرو شہادت دیتے ہوئے ظاہر کئے تھے۔

وہ فرماتے ہیں کہ 'یورپ اور دیگر ممالک بحالت موجودہ اس امر کی بتدریج کوشش کر رہے ہیں کہ نہ صرف ثبات پذیری کی جانب عود کریں بلکہ سب سے پہلے معیار مبادلہ طلا کو اور اس کے بعد معیار طلا کو از سر نو جاری کر لیں۔ اس کی کوشش یہ ممالک ایسے طریقے پر کر رہے ہیں جس کو میں اساسی طور سے نہایت درست خیال کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہی وہ طریق ہے جس کی اس مسئلے پر غور کرنے والے دیگر ممالک کے لیے بھی سفارش کرنی چاہئے۔ یعنی یہ کہ سب سے پہلے معیار مبادلہ طلا رائج کیا جائے جس میں سونے کی مقدار بالکل نہ ہو یا کم ہو اور اس کے بعد در زمانہ کے ساتھ اس نظام کی پابجائی بتدریج مبادلہ طلا سے کی جائے یعنی قدر طلا کی بجائے طلا کو مبادلے کی بنیاد قرار دیا جائے۔ اس لحاظ سے یورپ کا ثبات و استحکام اس امر پر منحصر ہے کہ متعدد سالوں تک سونے کی رسد مقرر رکھی جائے تاکہ ایسے متعدد ممالک بتدریج معیار مبادلہ طلا کو معیار طلا میں اس حد تک بدل سکیں کہ ان کے اجراءے نوٹ کی بنیاد بجائے کاغذی قدر پر مبنی رہنے کے ہر سال فلزی قدر پر زیادہ مبنی ہوتی جائے، اور کاغذی قدر ہر سال بتدریج کم کی جائے۔ میں متوقع ہوں کہ کلیتہً سونے کو رواج دینے کے طریق کی جانب عود کرنے کی کوشش ہرگز نہ کی جائے گی بلکہ یہ کہ در زمانہ کے ساتھ ہر سال زر کاغذی کے اجراء کے مقابلے میں سونے کے تناسب کو بتدریج بڑھانے کی کوشش

کی جائے گی۔ میرے خیال میں یہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے سے یورپ اور یورپ کے باہر کے ممالک ثبات پذیری، اجرائے زر کاغذ کی ضمانت، قیمتوں، اتحاد و تعامل باہمی کے مسائل کو انجام کار حل کر سکتے ہیں۔ اور یہی اہم عقیدہ ہے کہ خواہ انفرادی نقطہ نظر سے دیکھا جائے یا من حیث الجماعت سب کا فائدہ اس میں مضمر ہے کہ یہ ترقی تدریجی طریق پر اور متحدہ طور سے عمل میں آئے لہذا اس مقصد میں کامیابی بظاہر بہت کچھ اس امر پر منحصر ہوگی کہ یورپ اور باقی دنیا کے مرکزی بینک اس نصب العین کے کیا معنی لیتے اور اس کا کس طرح اطلاق کرتے ہیں جس کو بقول مسٹرنارمن وہ حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ اگر یہ بینک سب سے زیادہ توجہ اپنے اجرائے زر کاغذ کی بنیاد کے طور پر سونے کا ذخیرہ بڑھانے اور بیرونی اعتبار کو کھٹانے کی جانب صرف کریں تو دنیا کے زر کے انتظامات کا مستقبل بظاہر دیکھتے مگر ناخوش گوار معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ تعامل پر اپنے ماسخی مرکوز کریں اور پچھتی کے ساتھ آگے قدم بڑھائیں تو انھیں معلوم ہوگا کہ سونا حاصل کرنا ہی ان کے وجود کا مقصد نہیں ہے بلکہ ان کے وجود کا مقصد سونے کی رسد کو عام پیدا کنندوں اور صارفوں کی ضرورتوں کے لحاظ سے اس طرح منظم کرنا ہے کہ کاروبار کی رفتار، اعتبار کی افراط یا قلت کی وجہ سے کبھی بری طبع متاثر نہ ہو۔

اگر ایک دفعہ یہ سب بینک یا ان کی اکثر تعداد یہ امر ذہن نشین کرنے کے سونے کی رسد زر کے مسائل میں سب سے اہم عنصر نہیں ہے بلکہ یہ کہ سب سے اہم عنصر عوام کی وہ طلب ہے جو انھیں زر کی مقررہ مقدار کی ہوتی ہے اور جو سونے کی رسد کے ساتھ لازمی طور سے نہیں بدلتی بلکہ اس حد تک جس حد تک سونا دستیاب ہو سکتا ہے سونے پر مبنی ہو سکتی ہے تو کل مسئلے کی نوعیت بدل جائیگی۔

بعض اعتبارات سے یہ مسئلہ نسبتاً زیادہ پیچیدہ اور دقت طلب اس لئے بن جائیگا کہ یہ معلوم کرنا ہمیشہ دشوار ہوگا کہ عوام کو حقیقت میں زر کی کتنی مقدار مطلوب ہے لیکن کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ اس مسئلے کا انحصار کان کنی طلا کے اتفاقات پر

نہ رہے گا۔ اگر مرکزی بنک سونا سٹھنے کے بارے میں مسابقت ترک کر دیں اور سونے کو عوام کی ضرورتوں کے لحاظ سے مطلوبہ اعتبار کی عمارت کی بنیاد کے طور پر متحدہ طریقے سے استعمال کریں تو سونے کی کافی مقدار پر ان کو ہر وقت رسانی حاصل ہے۔

مسٹر نارمن نے انڈین نیشن کے روبرو جو تہادت دی اس کی ایک عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کا متحدہ طریق کار قابل عمل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”میں صرف اصول بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور مجھے اس کا کامل اطمینان ہو گیا ہے کہ بنک کاری کے اصول حسرت کی ہیں سکونی نہیں ہیں اور اس لحاظ سے ان میں وقتاً فوقتاً ترمیم و تبدیلی کی ضرورت داعی ہوتی رہے گی“ اگر مسٹر نارمن اپنے فن کے اصول کو تبدیل کرنے کی حد تک آگے بڑھ جائیں تو پھر اس کی فرع یعنی اس امر پر غور کر کرنا کہ زمانے کے خاص خاص مشکل حالات کے تحت سونے کی کتنی مقدار رکھنی چاہئے ایک چھوٹی سی بات ہوگی۔ چنانچہ انھوں نے خود ۱۹۱۹ء میں شرح بنک کے جس اصول پر عمل کیا اس سے دوسرے مرکزی بنکوں کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس چھوٹے سے مسئلے کو کس طرح حل کرنا چاہئے اس طرح اگر بحر اطلال نطک کے اس جانب (یعنی یورپ) کے بنک قدیم بنک کاری کے عمدہ اصول کی متابعت کریں یعنی جو کچھ زران سے طلب کیا جائے اس کو بسرعت بلکہ بہ مستعدی تمام ادا کر دیں اس لیے کہ پیش کو روکنے کا یہی بہترین طریقہ ہے تو وہ امریکا کی اس عادت کی کہ وہ اپنے عظیم المقدار ذخیرہ طلا میں مزید اضافہ کئے جاتا ہے جس کی نگرانی سے اس پر مصارف کثیر عائد ہوتے ہیں اصلاح کر دیں گے۔ انگلستان اور یورپ جن کے ذمے کثیر المقدار سونے میں امریکا کو واجب الادا ہیں اس امر کی نگرانی کرنے میں پیشی رکھتے ہیں کہ سونے کی قدر اس کی قلت کی وجہ سے بہت زیادہ نہ بڑھ جائے۔ اگر وہ سونے کو حاصل کرنے کے لیے آپس ہی میں مقابلہ کریں تو وہ بظاہر اس کی مقدار میں قلت پیدا کر دیں گے حالانکہ واقعتاً اس کی مقدار وافر ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ سونے کی حقیقی مطلوبہ مقدار کے بارے میں محض اپنے مقاصد کو ذرا تبدیل کر دیں۔ ان کو اپنے

جاری کردہ نوٹوں کی مقدار میں توسیع کرنے کے اقتدارات حاصل ہیں یا وہ ان اقتدارات کو ان مدبرین سیاست سے حاصل کر سکتے ہیں جو قوانین منظور کرتے ہیں۔ اور برطانیہ و براعظم یورپ کے بنکوں کے حکام مجموعی حیثیت سے اور متحدہ طور سے سونے کی قلیل مقدار سے کاروبار کر کے دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ معیار طلا تجارت و ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا طمانی تار ہے جو ان کے اقتدار اور قوت بہم پہنچاتا ہے۔

انگلستان کے لوگ کم از کم اس احساس سے طمانیت حاصل کر سکتے ہیں کہ یہاں کے مرکزی بینک نے اس کام کو نہایت خاموشی اور بہت کے ساتھ انجام دیا اور اس واقعے کے ثبوت میں ہم نہایت مستند بیرونی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ پروفیسر سیل آف اسٹاک ہوم نے (جن کا حوالہ مارننگ پوسٹ نے

۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو دیا تھا) Scandianaviska kredita tiebolaget میں بیان کیا ہے کہ ”بنک آف انگلینڈ نے بظاہر بے فکری کے ساتھ سونے کی سلسل برآمد کر کے اپنے سونے کے ذخائر کو ہر مہینے کم ہوتے رہنے کا موقع دیا۔ لیکن جب ستمبر کے آخر میں یہ کمی بہت زیادہ خطرناک صورت اختیار کرنے لگی تو بینک نے شرح بٹہ میں اضافہ کرنے کی جانب قدم بڑھانا مناسب خیال کیا۔

291

اس وقت سونے کی مقدار ۵۰ ملین یونڈ اسٹرنلنگ کی حد سے جو کنٹری کمیٹی کے بقول اقل ترین معمولی مقدار خیال کی جانے چاہئے تھی، بہت نیچے گر گئی تھی۔ اس طرح بینک نے اس امر کو اچھی طرح واضح کر دیا کہ اس کی دانستہ میں سونے کے ذخائر کی غرض و غایت محض یہ ہے کہ غیر معمولی ضرورت کے وقت ان سے کام لیا جائے نہ یہ کہ قدیم قواعد کے تحت فلز کو گردش سے واپس مٹایا جائے۔ یہ امر بظاہر ناقابل تردید ہے کہ بینک آف انگلینڈ نے اس طریقے سے دنیا کی بہت بڑی خدمت انجام دی۔ اور اس کی یہ مثال ہمیشہ اور ہر جگہ اعلیٰ درجے کے اصول بینک کاری کا معیار سمجھی جائے گی۔“

ہمیں امید کرنی چاہئے کہ اس کی مثال کو نہ صرف معیار سمجھا جائے گا بلکہ اس کی تقلید بھی کی جائے گی۔ سر دست یہ کہا جاسکتا ہے کہ اکتوبر کے آخر میں

بنک آف انگلینڈ نے ہمت و جرات کی دوسری مثال بھی پیش کی اور وہ اس طرح کہ نیویارک اور اسٹریٹم کے دوش بدوش شرحوں کی تخفیف کی طرف پہلا قدم اٹھایا جس سے ممکن ہے کہ بین الاقوامی زر کے بازار میں نئے دور کا آغاز ہو۔ لیکن اگر موجودہ بے اطمینانی کو بڑھنے کا موقع دیا گیا اور معیار طام کی بری طرح تعمیر کی گئی تو خدا معلوم اس کا نعم البدل ہوتا کرنے کے لیے کون کون سے انوکھے تجربات عمل میں لائے جائیں گے۔ یہ امر کہ کسی نہ کسی دن موجودہ معیار کا زیادہ باقاعدہ بدلہ دریافت ہو جائے گا یقینی نہیں تو ممکن ضرور ہے۔ لیکن دنیا کی تجارت کی موجودہ حالت میں زر کے تجربات سے تو حتی الوسع پر مینہری مناسب ہے۔ اس سے بیشتر کہ بہرین الاقوامی زر کی مثالی مشکلوں کے متعلق نواب دیکھیں ہمیں سب سے پہلے زمانہ ماقبل جنگ کی سی خوش حالی اور ترقی کی جانب جو دکرنا چاہئے۔

292

رہ دست نیز اس خیال سے اپنے آپ کو تسلی دے سکتے ہیں کہ حالیہ واقعات خاص خاص اسباب کے زیر اثر رونما ہوئے ہیں۔ جزئی کوتاہانات کی جدید تحقیق کا مقابلہ کرنا پڑا جس سے ممکن ہے کہ اس کے معاملات زر کے اصول کو بدل دیا ہو۔ فرانس کو اگست ۱۹۱۴ء میں امریکہ کے ۸۰ ملین پونڈ ادا کرنے کے امکان سے دوچار ہونا پڑا اور وہ قرضوں کی توثیق کے معاہدات کے مسائل اور ان کے نتائج و اثرات پر غور کر رہا تھا۔ وال اسٹریٹ میں ٹھہرنے کا بھنور پیدا ہو گیا تھا جو زر کے سمندر میں میحان پیدا کر رہا تھا اور اس حالت میں یہ امر عجیب ایسا تعجب خیز نہ تھا کہ زر کے ان جہازوں کے ناخداؤں نے جن کا سر ہنری اسٹراکلاش نے حوالہ دیا تھا، طلائی ننگ کو بسھانا مشکل پایا ہو۔ یہ حالات اب باقی نہیں رہے ہیں اور اب تعامل میں بھی غالباً مجوزہ بین الاقوامی تصفیہ حسابات کے بنک کے قیام سے مدد ملے گی۔ اس تجویز کی ضرورت کو اس کے پیش کرنے والے ممتاز حضرات نے کبھی ظاہر نہیں کیا، اور اس میں خطرات عظیم نہاں ہیں لیکن اس کو کم از کم اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ مرکزی بنکوں کے گورنروں کے ایک تفریح بخش کلب گھر کا کام دے تاکہ وہ خوش دلی کے ساتھ جس کے پیدا کرنے میں کلب کے اکل و شرب

کے مقامات کا بھی بڑا دخل ہوگا تمام قوموں کے کارپردازوں اور صارفوں کے مفاد کے لیے بنک کاری کے اصول کی ترمیم و اصلاح پر بحث مباحثہ کر سکیں۔ اتحاد باہمی اور حقل سلیم سے کام لے کر وہ بہت آسانی کے ساتھ ایشیا کی قوموں میں ثبات پذیری پیدا کرنے کے مسئلے کو حل کر سکیں گے یعنی اس حد تک جس حد تک کہ ایشیا کی پیدائش اور زر کی رسد کو باہم مطابق کر دینے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر قبائیں بہت زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھیں تو موثر عمل کے ذریعے سے اعتبار کی تحدید و بندش آسان اور موثر ہوگی۔ اگر قبائیں گھٹ جائیں جیسا کہ ماہرین کو خوف ہے اور اس لیے گھٹیں کہ ایشیا کی تیاری کے قدم بہ قدم سونے کی پیداوار نہ چل سکے گی تو اس خرابی کو رفع کرنے کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اعتبار اور سونے کے مابین مجوزہ تناسب قائم کرنے کے مسئلے پر مکرر غور کیا جائے۔ اس بارے میں جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ محض یہ ہے کہ تناسب کی شرحوں میں عام اور معمولی سی تخفیف کی جائے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تجارت کو فروغ دینے کے بارے میں مرکزی بنکوں کو جو اقتدار حاصل ہے وہ اس سے بہت کم موثر ہے جتنا کہ ان بنکوں کے بعض نقاد بظاہر خیال کرتے ہیں۔ اعتبار کی توسیع کے لیے قرض گیر اور قرض دہندہ دونوں کی ضرورت ہے جب صنعت میں کساد بازاری رونما ہوتی ہے تو صنایعوں میں یہ روجان پایا جاتا ہے کہ وہ اس کو کسی دوسرے کا قصور تصور کریں یعنی یہ کہ یا تو یہ حکومت کا قصور ہے کہ وہ صنعت کی کافی تائین نہیں کر رہی ہے یا بنکوں کا قصور ہے کہ وہ زر کافی مقدار میں فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ بعض اوقات یہ کساد بازاری اس لئے بھی رونما ہوتی ہے کہ خود صنعت اپنا کام صحیح طریقے پر انجام نہیں دیتی۔ جب قصور صنعت کا ہو تو پھر بنکوں کا کوئی امدادی ہاتھ بھی صنعتوں کو اس دلدل سے باہر نہیں نکال سکتا جس میں وہ پھنس چکی ہیں۔

سوطھوال باب



خلاصہ اور خاتمہ

ناہموار زمین کی طویل مساحت کے بعد اب ان نتائج کو بچا کرنا اور ان کی مستقیم ذریعہ غالباً ناموزوں نہ ہو گا جن پر ہم سیرگشت کے دوران میں پہنچے۔ چنانچہ ہم نے دیکھ لیا کہ زرہی وہ شے ہے جس سے ہم چیزوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔

294

بجالت موجودہ زرہی نہ صرف حکومت کی جانب سے دارالضرب میں ڈھالے ہوئے سکے شامل ہیں بلکہ بینک آف انگلیمنڈ کے جاری کردہ نوٹ اور بینکوں کے نام تحریر کردہ چیک بھی زر شمار کئے جاتے ہیں۔ اس زرہی سے بینک کے نوٹ اور سکے تو جیسی زر کے طور پر اور خوردہ کاروبار کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں اور چیکوں کا استعمال بڑے کاروبار میں کیا جاتا ہے۔

بینک کے نوٹوں کی بنیاد اگر وہ ۲۶۰ ملین کے اعتباری نوٹوں کی تعداد سے تیار ہو جائیں، طلا پر ہونی ضروری ہے؛ اور بینک کے نوٹ برآمد کے اغراض کی حد تک سونے سے قابل مبادلہ ہوتے ہیں۔ اس شرط کی رو سے انگلستان کا زر دیگر مالک کے زر کے ساتھ معیار طلا کے ذریعے سے مساوات پر رکھا جاتا ہے جس سے بین الاقوامی تجارت کو اور اس طرح تمام صارفین کے لیے عظیم نشان فائدہ ہے۔

بانک جس حد تک کہ بنک روا رکھیں اہل معاملہ کو قرضہ دے کر اور اصل کو مصروف کر کے امانتوں کی تخلیق کے ذریعے سے تحریر کیا جاسکتا ہے۔

285

چونکہ یہ امانتیں عندالطلب قابل ادا ہوتی ہیں اس لیے بنک جس حد تک امانتیں تخلیق کر سکتے ہیں وہ اس تناسب کے تابع ہوتی ہے جو بنک اپنے نقد بدست اور اپنے ذمے کے واجب الادا رقوم کے مابین رکھنا مناسب خیال کریں۔

بنکوں کے پاس جو زر نقد رہتا ہے اس کا بہت ہی قلیل جزو سونے اور چاندی کے سکوں پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن بڑا جزو بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں اور بنک آف انگلینڈ میں جمع کردہ ان فاضلات پر مشتمل ہوتا ہے جو دوسرے بنک اس کے یہاں رکھتے اور نقد کے معادل تصور کرتے ہیں۔

بنک آف انگلینڈ اور خزانے کے باہمی اتفاق و رضامندی کے بعد بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی مقررہ مقدار سے ہر وقت تجاوز کیا جاسکتا ہے اور بنک آف انگلینڈ کی امانتوں میں اس حد تک اضافہ کیا جاسکتا ہے جس حد تک قرضہ دینے بٹھکانے اور شغل اصل کرنے کے کاروبار کو بڑھانا اس کی صوابدید پر موقوف ہو۔

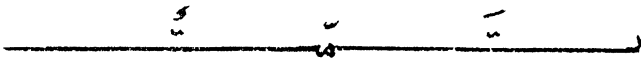
چونکہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہمارا زر قوت خرید کے لحاظ سے ثبات پذیر ہو اور چونکہ نظریہ مقدار زر یہ بیان کرتا ہے کہ قیمتوں کی ثبات پذیری کا مدار اس امر پر ہے کہ زر کی رسد ایشیا کی پیداوار کے ساتھ ہر قدم پر برابر رہتی رہے اور یہ نظریہ بظاہر کم و بیش صحیح معلوم ہوتا ہے، اس لیے ہم بنک کا کاروبار کرنے والے متقدم حضرات سے یہ استدعا کر سکتے ہیں کہ وہ حتی المقدور اس امر کی نگرانی کریں کہ زر کی رسد اور ایشیا کی پیداوار کے مابین یہ نسبت قائم رہے۔

چونکہ زر کی قیمت یا شرح سود کے تغیرات کاروبار کے لیے مضر ہیں اس لیے ہم ان سے یہ بھی استدعا کر سکتے ہیں کہ وہ حتی الوسع ان تغیرات کو روکنے کی ممکنہ کوشش عمل میں لائیں۔

بنک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی توسیع اور بنک آف انگلینڈ اور دیگر بنکوں کی تخلیق کردہ امانتوں کی زیادتی کے جو امکانات ہیں ان کے پیش نظر

زر کی قلت کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا ہے بشرطیکہ ہمارے بینک اپنے اقتدارات کو آزادانہ طور سے استعمال کریں اور ان کے اہل معاملہ قرضہ کی درخواست کر کے اور ضروری ضمانت پیش کر کے ان کی اعانت کریں۔

لیکن چونکہ ثبات پذیر مبادلات سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے معیار طلا کو قائم و برقرار رکھنا ضروری ہے اور چونکہ ایسی حالت میں جبکہ انگلستان کے بینک تو امانتوں کو زیادہ مقدار میں تخلیق کریں اور اس کے برخلاف دیگر ممالک کے بینک اعتبار کی تخلیق سے ہاتھ روک لیں انگلستان کے سونے کے باہر چلے جانے کا امکان ہے، لہذا یہ ضروری ہے کہ تمام بڑے بڑے ملکوں کے مرکزی بینک اس خیال سے اتحاد باہمی سے کام لیں کہ سونے کے استعمال میں کفایت ہو اور قرضہ دینے کے اصول متفقہ رہیں تاکہ زرا اور ایشیا کی قیمتوں میں وہ ممکنہ ثبات پذیری پیدا ہو جائے جو بینک کاری کے اصول سے حاصل ہو سکتی ہے۔



اشاریہ

مندرجہ ذیل اشاریہ میں ہر عنوان کے محاذی انگریزی صفحہ بطور حوالہ دیا گیا ہے اور کتاب کے حاشیہ پر بھی انگریزی صفحات سلسلے کے ساتھ درج کر دئے گئے ہیں۔ فقط

مسترجم

۱۵	تھینی کا مجسمہ اور سونا
۱۵	تھی نین (اہل یونان) یا تھنس کے باشندے
۲۲۹-۲۲۸	اثاثہ و واجب الوصول
۱۸۳ و ۱۸۲	اہلی کی معاشی ترقی
۲۳۷	اجوائے نوٹ کی بنیاد
۲۸۶ و ۲۳۶	اخبار ٹائمز
۲۴۰-۲۴۱-۱۴۲	ادائی محصول - زر کے بازار پر اس کا اثر
۱۴۱-۹۸	آدم اسمتھ
۹	ادل بدل یا (سبادلہ ایشیا بالاشیا)
۱۷۲	ارجن ٹائمن ڈالر
۱۰	اشیا کا استعمال بطور زر
۲۶۹-۲۷۷-۲۷۴-۲۶۵-۲۷۷	اسٹرانگ، مشین
۲۴۰-۵۴	اعتبار کی بنیاد بنک کے نوٹوں پر
۲۴۰-۵۴	اعتبار کی بنیاد بنک آف انگلینڈ میں جمع کردہ نفلز کا بہت پر
-۲۱۸	اعتبار کے مصارف پیدا نش -
۲۶۸	اعتبار کی قیمت کے اضافہ کے مصارف

۲۵۱	اعتباری نظام (انگلستان) کے نقاد
۲۴۰-۴۹-۳۲-۲۰	اعتباری کی بنیاد سونے پر
۴۹	اعتباری کی بنیاد ایشیا اور تسمکات پر
۷۰ دستغائب صفحات	اعتباری کی فراہمی بنکوں اور ان کے اہل معاملہ کے تعامل سے
۲۴۰	اعتباری کی بنیاد دوسری امانتوں پر
۲۱۷	اعتباری کی تنظیم ضروری ہے
۲۴۸-۲۳۳-۲۴	اعتباری (یا امانتی) نوٹ (Fiduciary Notes)
۲۶۴	اکنامک جورنل
۱۶۹-۱۵۷-۲۵۰-۲۷۰	اکنامسٹ
۲۴۴-۲۲۱-۲-۵-۱۷۶	
۱۹۰-۲۸۱-۲۵۱-۸۷	امریکا، دنیا کے لین دار کی حیثیت سے
۲۷۷	امریکا سے سونے کی برآمد
۲۸۴	امریکا کی عظیم انسان قوت لین دار کی حیثیت سے
۲۸۰-۲۷۸	امریکا سونا واپس لیتا ہے
۲۶۱	امریکا میں نظریہ مقدار زر کا عملد رآمد
۱۰۶-۸۴-۷۸-۷۷	امریکا کے بنک
۲۶۸	” ” مرکزی بنک و تجارتی بنک
-۲۷۷-۲۷۶-۲۷۴	” ” کے بنکوں کا اتحاد باہمی
۲۹۲-۲۹۰-۲۸۸	” ” کا مقابلہ
۲۷۳-۹۲	امانتیں - بڑے گھروں میں
۱۳۱	” ” بنکوں میں
۷۰	” ” قرضوں کے ذریعے سے تخلیق کی جاتی ہیں
۵۹	” ” شغل اصل کے ذریعے سے تخلیق کی جاتی ہیں
۶۴-۶۳	” ” نقد کی صورت میں قابل ادائیگی ہوتی ہیں
۷۳	

۲۱۹-۱۰۸-۵۸	امانتوں کی شرح سود
۵۴	کو دولت کی علامت تصور کیا جاتا ہے
۲۴۸-۲۳۳-۲۴	امانتی یا اعتباری نوٹ (Fiduciary Notes)
۲۳۸-۲۳۷	اندوختہ (Rest) (دیکھو بینک آف انگلینڈ)
۹۴	انگلستان کے بینک
۱۵۳-۱۱۶-۵۷	انگلستان کے بینکوں کا 'سکار نے' کا کاروبار۔
۱۲۳	قرضے کا " " "
۲۴۹-۱۲۳-۱۰۱	انضمام " " "
۵۶	چٹھا " " "
۱۲۶-۷۳	عوام کے اعتماد پر انحصار " " "
۲۴۱-۲۴۰-۲۳۵-۲۱۴-۱۸۸	کی امانتیں اور فاضلات بینک آف انگلینڈ میں " " "
۱۰۴-۱۰۳	کی شاخیں " " "
۹۹-۷۶	کا نقد سرمایہ محفوظ " " "
۱۰۸-۵۸	کی مددوں " " "
۵۹	کا عوام کو دیا ہوا قرضہ " " "
۷۱-۵۸	کی مدد امانت " " "
۱۱۴	کا ہینڈی پر بیڑہ کاٹنا " " "
۹۵	کے دیوالیے " " "
۱۲۱-۱۰۷	میں مبادلے کے کاروبار کی ترقی " " "
۹۸	انگلستان کے سرمایہ مشترک کے بینک " " "
۱۰۹ و ماہی صفحات ۱۳۱	کے بینکوں کا ہینڈی دلالوں کو قرضہ دینا " " "
۱۴۱ و ماہی صفحات اور ۱۴۳	کا حرافے کو قرضہ " " "
۱۲۷-۱۲۶-۱۲۵	کے اعداد و شمار کی اشاعت " " "
۱۱۴	کا بیٹے کی بازاری شرح کا مقرر کرنا " " "
۲۵۰-۱۰۳-۱۰۲	کی "لیپ پوت" یا ٹائٹس و ظاہر داری " " "

۲۵۱	انگلستان کے اعتباری نظام کے نقاد
۱۹۳-۱۹۲	انگریزی نظام کی پیکداری یا اس کا لوج
۴	آئینہ کار
۱۰۴	بارک لے اینڈ کو
۱۲۵	بالفور کمیٹی اور طویل المیعاد قرضے
۲۱ و متعاقب صفحات ۵۲ و متعاقب صفحات	بارہمی قرضداری زر کی بنیاد ہے
۳۶	بائلس (Byles) ہندویوں کے بارے میں
۱۳۳-۴۱	بٹ
۱۸۵	بٹے کی بازاری شرح
۱۳۲-۱۲۹	بڈنگھم
۲۱۱-۱۸۴	بڈ کی شرح کا اثر میادلات پر
۱۴۴ و متعاقب صفحات	برآمد
۲۸۳	برگس ڈالر
۲۲۳-۱۶۱-۱۵۶	براعظم کے بینک
۱۸۱-۱۸۰	برازیل کے حامل کردہ قرضے کا اثر مبادلے پر
۲۴-۲۶-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۰	بنک ایکٹ آف ۱۸۴۴ء
۱۲۳	بحرفیتہ بینک
۲۱۸	(Octopuses) بینک ایکٹ کا مقصد بازار کی تنظیم ہے
۲۰	بینک کے تنظیم یا سامہو کار - زر گردوں اور تاجران فلز کی حیثیت سے بتدریج ترقی کر کے سنسکر بن گئے
۱۴۶	بینک کاری کی سہولتیں (برآمد کی حیثیت سے)
۴۲-۹۸ و متعاقب صفحات	بینک کاری میں اشاعت و اعلان کی ضرورت
۱۲۶-۱۲۷	
۲۹۲-۹۲	بنک برائے تصفیہ جات بین الاقوامی

بنک آف انگلینڈ

۱۸۷-۱۸۷	۲۳۶	اس کے جاری کردہ نوٹوں کی بنیاد پانڈی پر قائم کرنے کی کوشش
	۲۳۷	اس کا صیغہ بنک کاری
	۱۸۸	بنکوں کا بنک یا سا ہو کار ہے
۲۲۱-۲۲۰-۲۱۵-۲۱۴-۱۸۸	۲۱۳	اس میں بنکوں کی فاضلات رہتی ہیں
	۲۰۹	اپنی شرح کو موثر بنانے کے لیے قرضہ لیتا ہے
	۱۸۷	اس کی شاخیں
	۲۳۷	برطانوی حکومت کا بنک یا سا ہو کار ہے
	۱۹۳-۱۹۲	اس کا اصل پذیریتہ تمک نہ کہ بندریتہ حصص فراہم ہوا
	۲۰۴-۲۰۳	اس میں جمع کردہ نقد اعتبار کی بنیاد ہوتی ہے
۲۲۰-۲۱۹-۱۱۳	۲۲۳	خزانہ کی کمیٹی
	۲۰۰-۱۹۲-۱۹۰-۱۳۷	بازار کی نگرانی کرتا ہے
	۲۲۳	اس سے حال کیا ہوا قرضہ نقد تصور کیا جاتا ہے
	۲۰۵-۲۰۲-۱۵۱	براعظم کے بنکوں کا سا ہو کار ہے
	۲۰۹	اس کے نظما یا ڈاکٹر کٹر
۲۲۳	۲۰۱	بازاری شرح پر بیٹہ کا ٹٹا ہے
	۱۸۷	اس کے بیٹے اور قرضے
	۱۹۹	بنک کی ظاہری شکل
	۲۳۳	بنک کی تاسیس
	۲۳۲	اس کے کاموں اور فرائض کا خلاصہ
	۲۰۷-۲۰۶-۲۰۴	سرکاری قرضہ
	۲۰۰-۱۹۵	بنک میں سرکاری تمکات رکھے جاتے ہیں
۲۳۰		بنک کا گورنر
		بنک میں نقد کا اعلیٰ تناسب رکھا جاتا ہے
		” کا صیغہ اجرا

بنک آف انگلینڈ (پبلک ممبر، سابق)

۱۹۴-۱۹۷-۲۱۳	بنک محفوظ ذخیرہ طلا کا محافظ ہے
۲۲۵	بیرونی قرضوں پر بندش عائد کرتا ہے
۱۹۱-۱۸۸-۱۰۳-۲۴	بنک کا اجارہ
۱۸۷	قومی بنک ہے
(دیکھو بنک کے نوٹ)	اس کے جاری کردہ نوٹ
(شرح بنک)	اس کی ذمہ داری شرح
۲۲۶-۲۲۶-۲۲۵	بنک کا کھلے بازار کا اصول
۲۰۲-دستاقب صفحات	بنک کا انتظام
۲۴۱	بنک میں دوسری مدیں
۲۳۷-دستاقب صفحات	بنک میں "دیگر" امانتیں
۲۴۰	اس کی دیگر امانتوں کی ذیلی تقسیم
۲۳۷-۲۳۷	بنک کے قبضے میں "دیگر" تسکات
۲۴۴	دیگر تسکات کی ذیلی تقسیم
۲۲۵	بنک کا قریبی تعلق بازار سے
۱۳۸	بنک کے دیسے ہوئے قرضوں کی قیمت
۲۴۲	اس کے نقد کا تناسب رقوم واجب الادا سے
۱۸۹-۱۹۲	شدید عملی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زرمہیا کرتا ہے
۱۳۹	بنک کا اعتبار
۲۳۹-دستاقب صفحات	بنک میں سرکاری امانتیں
۲۳۲-۲۳۷-دستاقب صفحات	اس کا سرمایہ محفوظ
۲۳۸-۲۳۷	اس کا اندوختہ
۲۴۷-دستاقب صفحات	اس کی فرد حساب
۲۴۱	ہفت روزہ اور دیگر مہیندیاں
۲۹۱	دنیا کو بنک کاری سکھاتا ہے

۲۳۳	بنک آف انگلینڈ کو سرکاری قرضہ اجرائے نوٹ کی بنیاد ہے
۱۹ و متعاقب صفحات ۲۹۵	بنک کے نوٹ
۱۹۴-۱۹۱-۲۵-۲۴-۸	بنک آف انگلینڈ کے نوٹ
۱۲۱ و متعاقب صفحات	اعتبار کی بنیاد میں
۵۴	بنک کے نوٹوں کی بدل پذیری
۲۴	اعتیاری نوٹ
۲۳۳-۲۳۲ و بارہ صفحات-۲۴۸	بنک کے نوٹوں کی بنیاد سونا ہے
۲۳۷	" " " سرکاری قرضہ ہے
۲۳۳	زر قانونی ہیں
۲۶	بنک کے نوٹوں کی بنیاد چاندی
۲۳۵	بنک کے نوٹوں کی قوت
۲۶	بنک آف فرانس
۲۸۶-۲۸۵-۸۳	بنک کاری، شاخوں کے ذریعے سے
۱۰۳ و متعاقب صفحات	بنک کی فرد حساب میں سرکاری تمسکات
۲۴۲	بنک برائے تصفیعی حسابات بین الاقوامی
۲۹۲-۹۲	بونڈ کی ترسیل بطور برآمد
۱۸۱	بونڈ کی فروخت، مبادلے کی ایک مد
۱۸۶	بیسجٹ
۲۱۳-۱۹۸-۱۹۵-۱۱۳	بیک پیور
۹۶	بیرونی بینک
۲۲۳-۱۶۱-۱۵۶	بیرونی ممالک کے قرض گیر
۱۵۹	بیمہ کی سہولتیں بطور برآمد
۱۷۶	بیل بطور زر
۱۱	پروفیسر کرسٹیل
۲۹۰	

۲۶۹ - ۲۵۲	بینچ کارٹون بینک آف انگلینڈ کے متعلق
۱۶۲ - ۶	پوسٹل آرڈر
۱۷۷	پوشیدہ برآمد
۱۶۹	پیرس
۱۰	پیکونیا (بمعنی زر)
۱۰	پیکس (بمعنی میل)
۱۲۳ - ۱۴۱ - ۱۲۵	تجارت اور زر کا بازار
۲۹۳ - ۲۹۱ - ۲۸۰	
۱۷۷	تفسیح - بطور برآمد
۳۹	تکے (Kites)
۱۸۰ متعاقب صفحات	تسکات، ان کی نقل و حرکت مبادلے کی مد
۱۱۹	تسکات فوراً فروخت کر کے قیمت وصول کرنا دشوار ہے
۱۷۵ - ۱۷۴ متعاقب صفحات	توازن تجارت
۱۷۵	”وہ ناموافق توازن تجارت“ کا مفہوم
۱۸۱	دیندار بلک اس کو برداشت نہیں کر سکتا
۱۷۳ - ۱۷۰ - ۱۶۸	توازن قرضداری
۱۰	توراة
۱۵۷ - ۱۵۷	جاپان
۹۱ - ۸۵ - ۸۳	جرمنی
۲۸۵ - ۱۷۹ - ۱۵۶	
۱۵۶	جرمن تجارت اور برطانوی اعتبار
۲۷۲	جمنوبی آئسریچ کے معدن
۱۷۷	جہینز، بین الاقوامی قرضداری کی ایک مد
۱۷	چاندی
۲۳۷ - ۲۳۵	چاندی بینک آف انگلینڈ کے نوٹوں کی بنیاد

۱۸	چاندی کے سکے، زر علاتی ہیں
۲۳۶-۱۷	چاندی اور سونے کی مقررہ نسبت
۱۷۴	چاندی کے سکے اور مبادلہ
۱۷	چاندی کا سکہ دوپاؤنڈ تک زر قانون ہے
۲۲۷-۵۶	چھٹا
۱۱	چجرم
۲۶۱	چیزیشنل بینک آف نیویارک کا بلٹین
۲۸	چک
۷۵-۳۱	چک، نقد زر قانونی پر مبنی ہے
۳۴	چک، ہنڈی سے مختلف
۳۱	چک نقد سے فوراً بدل پذیر ہے
۲۹	چک زر قانونی نہیں ہے
۳۰	چک ناقابل بیع و خریدی یا ناقابل انتقال کس وقت ہوتا ہے
۵۹	چک یا جمی قرضداری پر مبنی ہوتا ہے
۱۳۰	چلتے دلال یا تریٹے دلال (Running Brokers)
۱۷۳-۳۱	حساب گھر (Clearing House)
۱۳۳-۱۳۲-۱۳۰	حکومت، زر کے بازار کا ایک عامل
۲۳۹-۲۲۱-۲۲۳	
۱۱۱	حکومت ہند
۱۱	خراب زر اچھے زر کو رواج سے ہٹا دیتا ہے
۲۲۱	خزانہ برطانیہ اور بازار
۲۳۰-۲۲۳-۲۲۲-۲۲۱	خزانہ کی ہینڈیاں
۲۳۲-۲۲۷-۲۴-۹	خزانے کے نوٹ
۷۴	خوف و ہراس کا اثر
۱۷۷	دستاویزات اور قبائے بطور برآمد

۸۱	دنیا کا زر کا بازار
۲۳۷	دیگر باتیں
۲۳۷-۲۳۴	دیگر تسکات
۲۶۲-۲۶۱	ڈاکٹر انڈرسن کے خیالات نظریہ مقدار زر کے بارے میں
۳۸	ڈان کوینورٹ کی تحریر کردہ ہینڈی
۱۷۶-۲۸-۶	ڈرافٹ
۳	رعایتی دن
۲۹۰-۲۷۷-۸۷-۷۸-۷۷	ریاستہائے متحدہ امریکا
۷۷	” ” ” میں نقد سرمایہ محفوظ پیر قانونی بندشیں
۲۷۹-۲۷۸-۲۲۳ } -۲۸۵-۲۸۰ }	ریش بینک (جرمنی کا شہنشاہی بینک)
۵۴	زر۔ کھاتوں میں مندرجہ اعتبار
۷۵-۳۰-۲۹-۱۷	زر۔ قانونی
۴-۳	” کا بازار
۱۹ و متعاقب صفحات	” کا غنہ
” ” ۲۵۹	” کا نظریہ مقدار
۱۱۰	” کا خاص مہوم شہر لندن میں
۱۲	” سکوک
۷	” نقد
۲۱۷-۱۸۵	” کہ بازار کی تنظیم ضروری ہے
۲	” کے مختلف مہوم
۱۱	” چسومی زر
۵-۴	” دوسرے مقام اور مستقبل کا زر
۲۱۸-۲۱۷	” کے معارف پیدائش
۲۶۷	” کی قیمت کی ثبات پذیری مطلوب ہے

۲۰	زرگر اور قدیم زمانے کے ساہوکار
۱۸۹-۱۹۲-۲۹۹	زرمفاجی
۱۲	ساورن کے فوائد
۸-۱۶	ساورن کی پابجائی ایک پاونڈی نوٹ سے
۱۱۶	ساہووالیا بینکوں کا قرضہ زر کے بازار کو
۲۰۹-۲۱۰-۲۶۹-۲۸۷	سرارنٹ ہاروسے: مصنف کتاب موسوم بہ مرکزی بینک مرکزی بینکوں پر
۲۳۹	سرکاری امانتیں
۹۸-۱۰۳-۱۰۴	سرمایہ شریک کی بینک کاری
۲۹۲	سرہنری اسٹراکوش
۲۶-۲۸-۵۷-۱۲۸-۱۵۰	سکار یا سکھار
۲۵-۱۴۷	سکار گھر (Accepting Houses)
۳۷	سسرو اور مبادلہ
۱۷۶	سوڈی پرچے، بطور برآمد
۲۰	سوار، قدیم زمانے کے ساہوکار یا بینک
۹	سونا
۲۳۷	سونا، اجرائے نوٹ کی بنیاد
۲۰-۳۲-۷۹	سونا، اعتبار کی بنیاد
۱۷۳	سونا، بین الاقوامی تجارت کے فاصلات میں بیباق کرتا ہے
۱۷۹	سونا، فصل کی درو کے زمانے میں زرعی مالک کو جاتا ہے
۸	سونا، آؤ مبادلہ ہے
۱۹۳	سونے کا تناسب اعتبار سے
۲۵	سونے کی دستوری قیمت
۱۷۸ و متعلقہ صفحات	سونے کی طلب کا انحصار مبادلات پر
۳۲-۲۸۵	سونے کی پھین جھپٹ
۱۳-۱۴-۲۰	سونے کی قدر کی ثبات پذیری

۱۵	سوئے کا قبول عام
۱۵	سوئے کا پترا تھینی کے مجھے پر
۱۴	سوئے کی قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی
۲۷۲	سوئے کی ہفتہ وار درآمد
۱۸۴	سوئے کی درآمدیٹے کی ادنیٰ شرح کی بنا پر
۲۸۷	سوئے کے ذخیرے میں اضافہ کرنے کی خواہش مرکزی بینکوں میں
۱۹	سوئے کے استعمال میں زر کاخذ کے رواج سے کفایت
۱۶۹	سوئے بھیننے (ترسیل زر) کے مصارف
۱۲ و متعاقب صفحات	سوئے کا سکہ
۲۷۲	سوئے کا مستقل خریدار ہندوستان ہے
۲۰۸	شرح بینک
۱۱۳ - ۱۴۹	کا تعلق بٹے کی بازاری شرح سے
۲۱۰	اور بٹے کی بازاری شرح میں عدم تعلق
۲۰۸	” موثر ” کس وقت کہلاتی ہے
۲۶۸	” کے اضافہ کا اثر
۴	شرح سود
۲۶۷	شرح سود کی ثبات پذیری سہولت بخش ہے
۱۴۳	سود اور زر کا بازار
۱۱۲ و متعاقب صفحات	صنعتی کو بینکوں کا قرضہ دینا
۱۷۷	صناعی کے نمونے بطور درآمد
۱۲۵ - ۲۷۳	صنعت اور اعتبار
۱۲۳	عمرتی بینک
۸۸ و متعاقب صفحات	نڈرل رزرو سسٹم (دو ناتی نظام سرمایہ محفوظ)
۲۸۲ - ۲۷۸	” اور وال اسٹریٹ
۸۳	فرانس میں نوٹوں کی محدود تعداد پذیری

۲۸۶-۹۱-۸۷-۵۵	فرائض کو ٹھہری کے کاروبار کے مرکز اور مالی قوت کی حیثیت سے
۱۶۹	قرانگ
۱۵۸	فریڈرک اعظم
۲۷۲	فلز کا بازار
۱۷۹	فلز، قرضداری کی زیادتی کو بے باق کرتا ہے
۱۳۳	فلز کے تاجر
۱۶	فلزی سلخ
۲۳۶-۱۸	فلز بیعت
۱۸-۱۳-۱۱	قانون گریشم
۲۵	قانون سیار طلا (Gold Standard Act 1925)
۱۲	قرون وسطیٰ میں زر کا غیر منظم نظام
۶۵۳	قیمتوں کے تغیرات
۲۵۹-۱۶	قیمتوں کی ثبات پذیری سہولت پیدا کرتی ہے
۱۵۸-۱۱	کارلائل
۱۸-۸	کانسی کے سکے
۱۷۶	کرائیہ بار برداری جہاز۔ بطور برآمد
۲۳۸-۲۳۴۲۳	کرنسی انڈیکس نوٹس ایکٹ (زدا اور بینک کے نوٹوں کا قانون)
۲۱۱-۱۱۹-۱۱۸	کن سول
۲۹۱	کن لف کمیٹی
۱۷۶	کوبن (سووی پرچے) بطور برآمد
۳۵	کوٹھی کی ہینڈیاں
۲۴۶-۲۲۶-۲۲۵	”کھلے بازار کا اصول“
۱۴	گہروں کی قدر سونے کی قدر سے زیادہ تغیر پذیر ہے -
۱۷۷	گھربار کی محبت، بطور برآمد
۵۰	گھربلو کاروبار

۲۸۰-۲۶۹-۸۴

نیویارک

۸۲

داباش

۲۴۱

ہفت روزہ اور دیگر ہندیاں

۲۶۲

ہندوستان، سونے کا مستقل خریدار ہے۔

۱۵۵

ہندوستانی بینک

۱۶۴-۱۶۳-۳۴

ہنڈی

۱۲۹-۱۱۱-۱۰۹

ہنڈی دلال (ہنڈی کے دلال)

-۲۴۵-۲۱۶

ہنڈی شغل اصل کی حیثیت سے

۴۲

ہنڈی اور رہن میں فرق

۴۳

ہنڈی اور چیک میں فرق

۴۴

ہنڈی کا سنکار

۴۸-۳۶

ہنڈی کی قدامت

۴۶-۴۵

" کی قانونی تعریف

۴۷

" کی درآمد و برآمد

۱۸۴

" کا نمونہ

۴۹-۴۷

" میں وقت کا عنصر

۴۸-۴۶

" " مسافت کا عنصر

۳۸

ہنڈی کی قسمیں :-

۱۶۹-۴۵

(۱) پیشگی ہنڈی

۴۹-۴۵

(۲) کوٹھی کی ہنڈی

۴۹

(۳) گھریلو ہنڈی

۵۰

" کاروبار

۳۸

ہنڈی ڈان کو پروٹ کی

صحت ناما

﴿﴾

”مفہوم زر“

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۳	دو قیمت زر	”قیمت زر“
۱۱	۱	”سیکونیا“	”پیکونیا“
۵۹	۱۲ و ۱۱	فرعون	فرعون
۷۸	۳	بنیکر	بنکر
۹۱	۱۰	الاینے	الاپنے
۱۲۹	۶	پا	یا
۱۳۰	۱	بابا	یا
۱۳۱	۲۱	کچھ ہی اعلیٰ	کچھ اعلیٰ
۱۳۲	۳	ل	دلال
”	۴	لو	کو
۱۳۶	۱۴	قرض کیرون	قرض گیرون
۱۴۴	۴	بنگ	بنک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۱۸	ایوازمات	لوازمات
۱۵۵	۱۶	پراسیری نوٹ	پراسیری نوٹ
۱۶۴	۲۳	مژر	زر
۱۸۵	۱۶	متعدد	مستند
۱۹۵	۱۸	عام صور	عام طور
۲۰۰	۲۱	موجودہ	موجود
۲۰۸	۱۰	شاد	شاذ
۲۱۹	۲۲	قریب	قریب
۲۲۳	۲	نیک کاری	بنک کاری
۲۴۲	۲۵	بازار	بازار
۲۴۷	۳	اندرون	اندرونی
۲۴۹	۹	تغزوق	تغزوق
۲۷۴	۱۰	استی	رستی
۲۹۱	۷	نولوں	نوٹوں

”اشاریہ“

۱	۱۸	لقد زامانت	نقد امانت
۶	۲۴	بشڈیاں	پشڈیاں

